Research Paper 5b

01

10 محرم الحرام 1439ھ

01 October 2017

بسم الله الرحمن الرحیم والصلوٰة والسلام علی رسول الله و علی اله و ازواجه و اصحابه اجمعین الی یوم الدین

فرقہ واریت کی لعنت اور مسلک پرستی کی نحوست سے بچ کر قرآنِ حکیم ، صحیح الاسناد اَحادیث اور اِجماعِ اُمت کو حجت ودلیل بناتا ہوا

تاریخ کی جھوٹی ، بے سند اور ضعیف الاسناد روایات سے محفوظ اور 72- شہداء کربلا سے اِظہارِ عقیدت پر مشتمل تحقیقی مقالہ

واقعہ کربلا کا حقیقی پس منظر 72- صحیح الاسناد اَحادیث کی روشنی میں

کُل 200 اَحادیث اہلسنّت کی مستند کتابوں سے ہیں اور اُنکے نمبرز علمائے حرمین، بیروت اور دارالسلام کی انٹرنیشنل نمبرنگ کے عین مطابق ہیں

میرے مسلمان بھائیو ! شیطانی وسوسوں کے باوجود اپنی موت سے پہلے پہلے صرف ایک مرتبہ اِس تحریر کو اوّل تا آخر لازمی، لازمی، لازمی پڑھ لیں!

اللہ ﷻ کا فرمان

اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَالْهُدٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا بَيَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِي الْكِتٰبِ ۙ اُولٰٓئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ ۝ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَبَيَّنُوْا فَاُولٰٓئِكَ اَتُوْبُ عَلَيْهِمْ ۚ وَاَنَا التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۝ [سُورۃُ البقرۃ : 159 اور 160]

ترجمہ : ''بے شک جولوگ ہماری نازل کی ہوئی واضح آیات اور راہنمائی کی باتوں کو چھپاتے ہیں جبکہ ہم نے تو کتاب میں اُسے لوگوں کیلئے خوب بیان کردیا، تو انُھی لوگوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت اور تمام لعنت کرنے والوں کی لعنت ہے۔سوائے اُن لوگوں کے جنھوں نے توبہ کرلی اور اَپنی اِصلاح بھی کرلی اور اُس (چھپائے ہوئے علم) کو بیان بھی کردیا، تو میں بھی اُن پر مہربان ہوجاؤں گا اور میں بہت توبہ قبول کرنے والا اور بہت مہربان ہوں۔''

رسول اللہ ﷺ کا فرمان

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: مَنْ سُئِلَ عَنْ عِلْمٍ عَلِمَهُ ثُمَّ كَتَمَهُ أُلْجِمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِلِجَامٍ مِّنْ نَّارٍ

ترجمہ : سیدنا ابوہریرہ ؓ روایت کرتے ہیں کہ رسولُ اللہ ﷺ نے اِرشادفرمایا : '' جس شخص سے کوئی علم کی بات پوچھی گئی جو اُس شخص کو معلوم تھی پھر بھی اُس نے اُس (علم کی بات) کو چھپالیا تو اَیسے شخص کو قیامت کے دِن (اللہ تعالیٰ کی طرف سے سزا کے طور پہ) آگ کی لگام ڈالی جائے گی۔(نعوذ باللہ من ذالک) ''

[جامع ترمذی : 2649 ، سُنن ابی داؤد : 3658 ، سُنن ابنِ ماجه : 261 ، مِشکوٰۃُ المصابیح : 223 ، قال الشیخ زبیر علیزئی والشیخ الالبانی : إسناده صحيح]

سَلف کا فہم

اِمام مسلم بن حجاج رحمہ اللہ (اَلمُتوفٰی-261 ہجری) اَپنی شہرہ آفاق کتاب''صحیح مُسلم'' کو تالیف فرمانے کی حکمت لکھتے ہیں: ''(اَے شاگرد !) جب تم نے مجھ سے اِس عظیم کام کی فرمائش کی (یعنی صحیح مُسلم کی تالیف) تو میں نے سوچا کہ اگر میں اِس کا اِرادہ کرلوں اور یہ کام پایہ تکمیل کو پہنچ جائے تو اِس کا فائدہ سب سے پہلے بطورِ خاص مجھے ہی حاصل ہوگا، اِسکے اَسباب بہت ہیں مگر اُنکے ذکر سے (یہ تمہیدی) گفتگو لمبی ہوجائے گی۔مختصر یہ کہ اِس پختہ طریقہ سے تھوڑی مقدار میں روایات کو تحقیق کے ساتھ مرتب کرنا زیادہ آسان اور مفید ہے بجائے بہت زیادہ روایات جمع کرنے کے، بطورِ خاص عوام الناس کیلئے کہ جنھیں اَحادیث (کے صحیح یا ضعیف ہونے) کی پہچان نہیں ہوتی جب تک کہ اُنکی راہنمائی کوئی دوسرا نہ کردے۔ جب اَیسی صورتحال ہو جو ہم نے بیان کی، تو تھوڑی تعداد میں صحیح اَحادیث کا جمع کردینا، زیادہ مقدار میں غیر مستند روایات کو جمع کرنے سے زیادہ نفع بخش ہوگا۔'' [صحیح مُسلم : المُقدمة]

A منہج نبوی ﷺ پر قائم خلافت راشدہ کی صحیح مدت کتنی تھی ؟ اور خلافت راشدہ کے اہل حقیقی خلفاء راشدین ؓ کون تھے ؟

01 **صحیح مُسلم کی حدیث میں ہے:** سیدنا ابوموسیٰ اشعری ؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دِن ہم نے رسولُ اللہ ﷺ کے ساتھ نمازِ مغرب ادا کی، پھر ہم نے سوچا کہ یہیں بیٹھیں رہیں تاکہ نمازِ عشاء بھی رسولُ اللہ ﷺ کے ساتھ ہی پڑھ لیں (تو بہتر ہوگا)۔چنانچہ ہم وہیں بیٹھے رہے، اِسی دوران رسولُ اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے، آپ ﷺ نے پوچھا: '' تم اُس وقت سے یہیں (بیٹھے) ہو ؟ '' ہم نے عرض کیا اَے اللہ کے رسول ﷺ ! ہم نے آپ ﷺ کے ساتھ (نمازِ) مغرب پڑھی، پھر سوچا کہ یہیں بیٹھے رہتے ہیں تاکہ آپ ﷺ کے ساتھ نمازِ عشاء بھی پڑھ لیں۔آپ ﷺ نے فرمایا: '' تم نے بہت اچھا کام کیا۔'' پھر آپ ﷺ نے سرمبارک آسمان کی طرف اُٹھایا اور اکثر آپ ﷺ اَپنا سرمبارک آسمان کی طرف اُٹھایا کرتے تھے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''ستارے آسمان کے لئے باعث اَمن ہیں، جب ستارے چلے جائیں گے تو آسمان پر وہ وقت آجائے گا جس کا وعدہ ہے (یعنی فنا)، اور مَیں اپنے صحابہ ؓ کیلئے باعث اَمن ہوں، جب مَیں رخصت ہوگیا تو میرے صحابہ ؓ پر وہ چیز آجائے گی جس کا اُن سے وعدہ کیا گیا ہے (یعنی فتن ومصائب)، اور میرے صحابہ ؓ میری اُمت کیلئے باعث اَمن ہیں، جب میرے صحابہ ؓ رخصت ہوجائیں گے تو میری اُمت پر وہ چیز آجائے گی جس (فتن ومصائب) کا اُن سے وعدہ کیا گیا ہے۔'' [صحیح مُسلم : 6466]

02 **مُسنَد اَحمد کی حدیث میں ہے:** سیدنا نعمان بن بشیر ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسولُ اللہ ﷺ کے رازدار سیدنا حذیفہ ؓ نے فرمایا: مجھے اُمراء (حکمرانوں) کے بارے میں آپ ﷺ کا خطبہ یاد ہے کہ رسولُ اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا: ''تم میں نبوت باقی رہے گی جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا، پھر جب چاہے گا، اُسے اُٹھالے گا۔پھر نبوت کی طرز پر خلافت ہوگی جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا، پھر جب چاہے گا، اُسے بھی اُٹھالے گا۔پھر کاٹ کھانے والی بادشاہت ہوگی، جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا، پھر جب چاہے گا اُسے بھی اٹھالے گا۔ پھر جابرانہ بادشاہت

02 ہوگی، جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا، پھر جب اللہ تعالیٰ چاہے گا اُسے بھی اٹھالے گا، پھر نبوت کی طرز پر خلافت ہوگی (یعنی قربِ قیامت سے پہلے اِمام مہدی ؓ کی خلافتِ راشدہ) اِسکے بعد آپ ﷺ خاموش ہوگئے۔'' **مُسندِ اَحمد ہی کی ایک اور حدیث میں ہے:** سیدنا سعید بن جھمان تابعی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ مجھ سے سیدنا سفینہ ؓ نے حدیث بیان کی کہ رسولُ اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا: خلافت 30-سال تک رہے گی، پھر اُسکے بعد ملوکیت (بادشاہت) ہوجائے گی۔'' **سُنن نسائی الکبریٰ کی حدیث میں ہے:** سیدنا سعید تابعی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ رسولُ اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام سیدنا سفینہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسولُ اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا: ''میری اُمت میں خلافت 30-سال تک رہے گی، پھر اُسکے بعد ملوکیت (بادشاہت) ہوجائے گی۔'' پھر سیدنا سفینہ ؓ نے مجھ سے فرمایا: ''جب ہم نے شمار کیا تو سیدنا ابوبکر ؓ، سیدنا عمر ؓ، سیدنا عثمان ؓ اور سیدنا علی ؓ کو پایا (یعنی ہم نے اِن خلفائے راشدین کی کل مدتِ خلافت کو 30-سال ہی پایا) **سُنن ابی داؤد کی حدیث میں ہے:** سیدنا سفینہ ؓ کا بیان ہے کہ رسولُ اللہ ﷺ نے فرمایا: '' نبوت کی طرز پر خلافت 30-سال تک رہے گی، پھر اللہ تعالیٰ جسے چاہے گا حکومت دے گا۔'' سعید تابعی کہتے ہیں کہ پھر سیدنا سفینہ ؓ نے مجھ سے فرمایا: ''سیدنا ابوبکر ؓ کے 2-سال، سیدنا عمر ؓ کے 10-سال، سیدنا عثمان ؓ کے 12-سال اور اسی طرح سیدنا علی ؓ کے 6-سال بھی شمار کرلو (یہ کل تیس 30-سال پورے ہوئے)۔'' سعید تابعی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا سفینہ ؓ سے عرض کی کہ یہ لوگ (یعنی بنواُمیہ) تو سمجھتے ہیں کہ سیدنا علی علیہ السلام خلیفہ (برحق) نہیں تھے ! (**نوٹ:** سیدنا علی ؓ کے ساتھ علیہ السلام خود اِمام ابوداؤد رحمہ اللہ نے لکھا ہے) سیدنا سفینہ ؓ نے (غصہ کی حالت میں) فرمایا: '' بنوزُرقاء (نیلی آنکھوں والے) بنومروان کی پیٹھ نے جھوٹ بولا ہے۔'' **جامع ترمذی کی حدیث میں ہے:** سیدنا سفینہ ؓ نے بیان کیا کہ رسولُ اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا: ''میری اُمت میں خلافت 30-سال تک رہے گی، پھر اُس کے بعد بادشاہت ہوگی۔'' پھر سیدنا سفینہ ؓ نے فرمایا: ''سیدنا ابوبکر ؓ کی خلافت اور سیدنا عمر ؓ کی خلافت اور سیدنا عثمان ؓ کی خلافت اور پھر فرمایا سیدنا علی ؓ کی خلافت بھی شمار کرو، ہم نے یہ تمام مدت کل 30-سال ہی پائی ہے۔'' سعید تابعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے سیدنا سفینہ ؓ سے عرض کی کہ بنواُمیہ کے لوگ تو سمجھتے ہیں کہ خلافت تو اُن میں ہے، تو سیدنا سفینہ ؓ نے (اِنتہائی غصہ میں) فرمایا: ''یہ بنوزُرقاء (نیلی آنکھوں والے یعنی بنواُمیہ اور بنومروان) جھوٹ بولتے ہیں، بلکہ (حق تو یہ ہے کہ) وہ تو شریر ترین حکومت کرنے والی ایک ملوکیت (بادشاہت) ہے۔'' **مُسند ابی داؤد الطیالسی کی حدیث میں ہے:** سیدنا سفینہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسولُ اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ دیتے ہوئے اِرشاد فرمایا: ''میری اُمت میں خلافت 30-سال تک رہے گی، پھر اُسکے بعد ملوکیت (بادشاہت) ہوجائے گی۔'' پھر سیدنا سفینہ ؓ نے سعید تابعی رحمہ اللہ سے فرمایا: ''تم شمار کرلو سیدنا ابوبکر ؓ اور سیدنا عمر ؓ کی خلافت 12-سال اور 6-ماہ تھی اور سیدنا عثمان ؓ کی خلافت 12-سال تھی اور پھر سیدنا علی ؓ کی خلافت نے (سیدنا حسن ؓ کے 6-ماہ بھی شامل کرنے سے) 30-سال پورے کردیئے۔'' سعید رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ میں نے سیدنا سفینہ ؓ سے عرض کیا: پھر حضرت معاویہ ؓ کی حکومت کیا ہوئی؟ سیدنا سفینہ ؓ نے فرمایا : ''وہ (یعنی حضرت معاویہ ؓ خلیفہِ راشد نہیں بلکہ مسلمانوں کے) بادشاہوں میں سے پہلے (بادشاہ) تھے۔''

[مُسندِ احمد : 18430 (جلد - 4 ، صفحہ - 273) اور 21973 (جلد - 5 ، صفحہ - 221) ، قال الشیخ الالبانی والشیخ زبیر علیزئی والشیخ الارنؤوط : اِسنادہ صحیح]

[مِشکوۃُ المصابیح : 5378 ، سُنن نسائی الکبریٰ : 8155 ، سُنن ابی داؤد : 4646 ، جامع ترمذی : 2226 ، قال الشیخ الالبانی و الشیخ زبیر علیزئی : اِسنادہ صحیح]

[السلسلۃ الصحیحۃ : 459 ، مُسند ابی داؤد الطیالسی : 1190 (جلد - 3 ، صفحہ - 285) ، قال الشیخ غلام مُصطفٰی ظہیر امن پوری فی السُنۃ - 16 : اِسنادہ صحیح]

03 **صحیح مُسلم کی حدیث میں ہے:** سیدنا معدان بن ابی طلحہ تابعی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ سیدنا عمر بن خطاب ؓ نے جمعہ کا خطبہ دیا اور اُس میں رسولُ اللہ ﷺ اور سیدنا ابوبکر ؓ کا ذکرِ خیر فرمایا۔ پھر سیدنا عمر ؓ نے اِرشاد فرمایا : ''بے شک میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ ایک مرغ نے مجھے 3- ٹھونگیں ماری ہیں اور میں (اِسکی تعبیر) یہ سمجھتا ہوں کہ میری موت کا وقت قریب آچکا ہے۔ بعض لوگ مجھے یہ مشورہ دے رہے ہیں کہ میں کسی کو اَپنا جانشین مقرر کردوں لیکن (میں اَیسا کوئی اِرادہ نہیں رکھتا کیونکہ) اللہ تعالیٰ اَپنے دین کو برباد نہیں ہونے دے گا نہ ہی اَپنی خلافت کو اور نہ ہی اُس (ہدایت) کو جسے اُس نے اَپنے رسول ﷺ کو دے کر بھیجا ہے۔ اگر میری موت جلدی ہوجائے تو (میرا یہ حکم ہے کہ) خلافت کا فیصلہ اُن 6-افراد میں ہی طے پائے جن سے رسولُ اللہ ﷺ اَپنی وفات تک راضی تھے۔ (**نوٹ:** اُن 6-افراد کے نام صحیح بخاری کی اَگلی حدیث میں آرہے ہیں) اور مجھے خوب معلوم ہے کہ بعض لوگ اِس اَمرِ خلافت میں طعن کرینگے، اور یہ وہی لوگ ہیں جن کو میں نے اِسلام کی خاطر (اُن کے اِسلام قبول کرنے سے پہلے) اَپنے اِن ہاتھوں سے مارا بھی ہے۔ (**نوٹ:** فتح مکہ پر معافی مانگ کر اِسلام میں داخل ہونیوالے اِنہی لوگوں سے متعلق حقائق اِس تحقیقی مقالہ کی اَگلی اَحادیث میں آرہے ہیں) پس اگر وہ لوگ واقعی اَیسا کریں (یعنی خلافت میں طعن کریں) تو جان لینا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے دشمن اور کافر و گمراہ ہیں۔۔۔۔'' **صحیح بُخاری کی حدیث میں ہے:** سیدنا عمرو بن میمون تابعی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ جس زخم میں سیدنا عمر بن خطاب ؓ کی شہادت ہوئی، آپ ؓ کو دودھ پیش کیا گیا، آپ ؓ نے پیا مگر وہ آپ ؓ کے زخم سے بہہ نکلا تو لوگوں کو یقین ہوگیا کہ آپ ؓ اِس زخم سے زندہ نہیں بچ پائیں گے، تو لوگ آپ ؓ کے گرد جمع ہوگئے۔۔۔۔ چنانچہ لوگوں نے درخواست کی کہ امیر المومنین! اپنے بعد اپنے جانشین کی وصیت فرمادیجئے، آپ ؓ نے فرمایا ''میں اَپنے بعد اِن 6-افراد سے بڑھ کر اس معاملے (خلافت) کا کسی اور کو حقدار نہیں سمجھتا، جن سے نبی ﷺ اَپنی وفات تک راضی تھے۔'' پھر آپ ؓ نے سیدنا علی ؓ، سیدنا عثمان ؓ، سیدنا زبیر ؓ، سیدنا طلحہ ؓ، سیدنا سعد ؓ اور سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف ؓ کا نام لیا اور پھر (اَپنے بیٹے کی دل جوئی کیلئے) فرمایا کہ اِن 6-افراد کے ساتھ سیدنا عبداللہ بن عمر ؓ بھی (مشاورت میں) موجود ہوگا، لیکن خلافت میں اُس کا کوئی حصہ نہیں ہوگا۔۔۔'' پھر مزید فرمایا : ''میں اَپنے بعد والے خلیفہ کو وصیت کرتا ہوں کہ وہ مہاجرین اول کا خیال رکھے، اُن کے حقوق اور احترام کو ملحوظِ خاطر رکھے اور میں اُسے انصار کے بارے میں بھی ہدایت کرتا ہوں کہ وہ اُن سے حسن سلوک کرے کیونکہ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے بہت پہلے اہل ایمان کو پناہ دی تھی۔ اُن کی اچھائیوں کی پذیرائی کی جائے اور کوتاہیوں سے صرفِ نظر کی جائے

03 اور میں تمام خلافتِ اسلامیہ کے متعلق بھی حسن سلوک کی وصیت کرتا ہوں کیونکہ نومسلم رعایا اِسلام کے مددگار اور بیت المال کی آمدن اور دشمن پر رعب کا وسیلہ ہیں لہٰذا اُن سے اُنکی رضامندی کے ساتھ ہی اُن کا فالتو مال لیا جائے اور میں اُس (نئے خلیفہ) کو بدولوگوں سے متعلق بھی اچھے برتاؤ کی وصیت کرتا ہوں کیونکہ یہ لوگ عرب کی جڑ ہیں اور اسلام اُنہی سے پھیلا ہے، میں ہدایت کرتا ہوں کہ اُن سے (زکوٰۃ کی وصولی میں) گھٹیا مال لیا جائے اور اُنہی کے مستحقین میں تقسیم کیا جائے ، میں اُس (نئے خلیفہ) کو وصیت کرتا ہوں کہ وہ اللہ تعالیٰ اور اُسکے رسول ﷺ کے عائد کردہ ذمہ کا پاس رکھے اور عوام کے حقوق کی پوری ادائیگی کرے اور عوام کی طاقت سے بڑھ کر اُن پر بوجھ نہ ڈالے۔۔۔۔'' [صحیح مُسلم : 1258 ، صحیح بُخاری : 3700]

نوٹ اُن 6-افراد میں سے 4-افراد: سیدنا زبیر ؓ، سیدنا طلحہ ؓ، سیدنا سعد ؓ اور سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف ؓ خود ہی دستبردار ہو گئے اور پھر اُنھوں ہی نے باقی بچ جانے والے سیدنا علی ؓ اور سیدنا عثمان ؓ میں سے سیدنا عثمان ؓ کو خلیفہ منتخب کر لیا اور سب سے پہلے سیدنا علی ؓ نے ہی سیدنا عثمان ؓ کی بیعت کی۔ لہٰذا سیدنا عثمان ؓ کی شہادت کے بعد سیدنا علی ؓ سے بڑھ کر کوئی بھی شخص خلافت کا حقدار نہیں تھا اِسی لئے صحابہ ؓ نے سیدنا علی ؓ کو سیدنا عثمان ؓ کے بعد خلیفہ چن لیا تھا : [صحیح بُخاری : 3700 اور 7207]

04 صحیح بُخاری اور صحیح مُسلم کی حدیث میں ہے: سیدنا عبداللہ بن عباس ؓ بیان فرماتے ہیں کہ میں لوگوں کے ہمراہ سیدنا عمر بن خطاب ؓ کی میت کے پاس کھڑا تھا کہ پیچھے سے ایک آدمی نے میرے کندھے پر اپنی کہنی رکھی اور کہا اللہ تعالیٰ آپ (سیدنا عمر ؓ) پر رحمت فرمائے ، مجھے شروع ہی سے یہ اُمید واثق تھی کہ اللہ تعالیٰ آپ ؓ کو اپنے دونوں ساتھیوں (رسولُ اللہ ﷺ اور سیدنا ابوبکر ؓ) کے ساتھ اکٹھا فرمادے گا، کیونکہ میں اکثر رسولُ اللہ ﷺ سے یہ سنا کرتا تھا کہ آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے : '' میں اور ابوبکر اور عمر تھے، میں اور ابوبکر اور عمر نے یہ کیا، میں اور ابوبکر اور عمر گئے۔'' تو میں توقع رکھتا تھا کہ اللہ تعالیٰ آپ ؓ کو اُن دونوں ساتھیوں کے ساتھ (موت کے بعد بھی) اکٹھا فرمادے گا، سیدنا عبداللہ بن عباس ؓ کا بیان ہے: ''جب میں نے اُس شخص کی طرف مڑ کر دیکھا تو وہ سیدنا علی ابن ابی طالب ؓ تھے۔'' [صحیح بُخاری : 3677 ، صحیح مُسلم : 6187]

05 صحیح بُخاری اور صحیح مُسلم کی حدیث میں ہے: سیدنا حذیفہ بن یمان ؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم سیدنا عمر بن خطاب ؓ کی صحبت میں بیٹھے تھے کہ آپ ؓ نے دریافت فرمایا: فتنے سے متعلق کوئی حدیث تم میں سے کسی کو یاد ہے ؟ سیدنا حذیفہ ؓ نے عرض کی (جی ہاں) آدمی کو بعض دفعہ اَپنے اہل وعیال، مال، اولاد اور پڑوسی سے فتنہ (آزمائش) لاحق ہوتا ہے اور نماز، خیرات اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر سے اَیسے فتنے کا سدِ باب اور ازالہ ہو جاتا ہے۔ سیدنا عمر ؓ نے فرمایا (نہیں) میں اِس قسم کے فتنوں کے بارے میں نہیں پوچھ رہا ہوں، بلکہ میرا سوال تو اُس فتنے سے متعلق ہے جو سمندر کی موجوں کی طرح شدید ٹھاٹھیں مارتا ہوا ہوگا۔ سیدنا حذیفہ ؓ نے عرض کی: اَے امیر المومنین! آپ ؓ کو تو اُس فتنہ سے کوئی خطرہ نہیں ہوگا، آپ ؓ اور اُس (عظیم) فتنے کے درمیان ایک بند دروازہ (حائل) ہے۔ سیدنا عمر ؓ نے پوچھا: وہ دروازہ توڑ دیا جائے گا یا کھولا جائے گا۔؟ سیدنا حذیفہ ؓ نے عرض کی: بلکہ اُسے توڑ دیا جائے گا۔ سیدنا عمر ؓ نے فرمایا: پھر تو وہ کبھی بھی بند نہ ہونے پائے گا۔ سیدنا حذیفہ ؓ نے عرض کی: جی ہاں بالکل! تابعین کہتے ہیں کہ ہم نے پھر سیدنا حذیفہ ؓ سے پوچھا: کیا سیدنا عمر ؓ کو معلوم تھا کہ دروازہ سے مراد کیا چیز ہے ؟ سیدنا حذیفہ ؓ نے فرمایا: ہاں! بالکل اُنکو اَیسے ہی معلوم تھا جیسے آج کے بعد آنے والے کل کا علم یقینی ہوتا ہے، کیونکہ میں نے کوئی غلط حدیث تو اُنہیں بیان نہیں کی تھی ! تابعین کہتے ہیں کہ ہمیں جرأت نہ ہوئی کہ ہم سیدنا حذیفہ ؓ سے پوچھ سکیں کہ اُس دروازے سے مراد کیا چیز تھی ؟ چنانچہ ہم نے مسروق تابعی سے کہا کہ تم پوچھو، تو اُنکے پوچھنے پہ سیدنا حذیفہ ؓ نے فرمایا: ''اُس دروازے سے مراد خود ''سیدنا عمر ؓ'' ہی تو تھے۔'' [صحیح بُخاری : 7096 ، صحیح مُسلم : 7268]

06 صحیح بُخاری کی حدیث میں ہے: سیدنا عبداللہ بن عمر ؓ بیان فرماتے ہیں کہ میں (اَپنی ہمشیرہ) اُم المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا، اِس حال میں کہ اُن کے بالوں سے پانی ٹپک رہا تھا، میں نے اُن سے عرض کی: لوگوں کا معاملہ جو صورت اختیار کر گیا ہے، آپ بخوبی اُس سے واقف ہیں، میرا تو کوئی دخل اِس اَمر (خلافت اور اقتدار) میں نہیں رہ گیا۔ اُم المومنین نے فرمایا تم اَبھی جاؤ کیونکہ لوگ تمہارا اِنتظار کر رہے ہیں اور مجھے ڈر ہے کہ تمہارے نہ جانے سے اِنتشار و اِفتراق پیدا ہوگا۔ اُم المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے بااِصرار اُنہیں بھیج کر ہی چھوڑا۔ چنانچہ سب لوگ متفرق ٹکڑیوں میں بیٹھ گئے تو حضرت معاویہ بن ابی سفیان ؓ نے (مسئلہ تحکیم کے بعد پہلی دفعہ) وہاں (مدینہ شریف میں) خطبہ دیا اور کہا: جو کوئی اِس اَمر (خلافت واقتدار) میں بولنا چاہتا ہے، تو وہ ذرا سر اُٹھا کے تو دکھائے، یقیناً ہم اُسکے اور اُسکے باپ سے بھی زیادہ اِس (خلافت واقتدار) کے مستحق ہیں (نعوذ باللہ من ذالک) راوی حدیث حبیب بن مسلمہ تابعی نے بعد میں سیدنا عبداللہ بن عمر ؓ سے پوچھا: اَے سیدنا عبداللہ بن عمر ؓ پھر آپ نے اُن (حضرت معاویہ ؓ) کو کوئی جواب کیوں نہیں دیا ؟ سیدنا عبداللہ بن عمر ؓ نے فرمایا: میں نے اِرادہ کیا تھا کہ اُسی وقت اَپنی گوٹھ کھولوں اور حضرت معاویہ ؓ کو جواب دوں کہ اِس اَمر (خلافت) کا تم سے بڑھ کر حقدار تو وہ ہے جس نے تم سے اور تمہارے باپ سے اِسلام کی خاطر جنگ کی تھی (یعنی سیدنا علی ابن ابی طالب ؓ یا پھر خود سیدنا عبداللہ بن عمر ؓ) مگر پھر میں ڈر گیا کہ کہیں کوئی اَیسی بات نہ کہہ بیٹھوں کہ جس سے اِنتشار پھیلے اور خون ریزی ہو اور میری بات کا غلط مطلب ہی سمجھ لیا جائے، چنانچہ میں نے اللہ تعالیٰ کی تیار کردہ جنتی نعمتوں کو اَپنے تصور میں یاد کیا (اور صبر کر کے خاموش ہو رہا)۔ راویِ حدیث حبیب بن مسلمہ تابعی نے اِس پر کہا : ''سیدنا عبداللہ بن عمر ؓ نے (یوں خاموشی اِختیار فرما کر) اَپنی جان بھی بچالی اور اَپنی عزت کو بھی (فتنہ وفساد سے) بچالیا۔'' [صحیح بُخاری : 4108]

07 صحیح بُخاری کی حدیث میں ہے: سیدنا محمد بن حنفیہ تابعی رحمہ اللہ (جو سیدنا علی ابن ابی طالب ؓ کی دوسری بیوی سیدہ حنفیہ رحمھا اللہ کے بیٹے تھے) بیان فرماتے ہیں: میں نے اَپنے والد گرامی ؓ سے پوچھا کہ رسولُ اللہ ﷺ کے بعد (اِس اُمت کے لوگوں میں) سب سے افضل شخصیت کون سی ہیں؟ تو سیدنا علی ؓ نے فرمایا: سیدنا ابوبکر ؓ، میں نے کہا پھر اُن کے بعد کون ہیں؟ فرمایا: سیدنا عمر ؓ ، پھر مجھے خدشہ ہوا کہ اگر اَب کی بار پوچھا تو آپ ؓ سیدنا عثمان ؓ کا نام لیں گے، چنانچہ میں نے کہا کہ سیدنا ابوبکر ؓ اور سیدنا عمر ؓ کے بعد تو آپ ؓ ہی (اَفضل) ہیں؟ تو آپ ؓ نے (اِنکساری کرتے ہوئے) اِرشاد فرمایا: ''میں تو عام مسلمانوں میں سے ایک مسلمان ہوں۔'' [صحیح بُخاری : 3671]

B خلیفہ راشد سے بغاوت بدعت ہے! جنگ جمل، صفین اور نہروان میں سیدنا علی ؓ کی حقانیت! اور شہادتِ سیدنا عثمان ؓ 04

08 **سُنن ابی داؤد ، جامع ترمذی اور سُنن ابنِ ماجه کی حدیث میں ہے:** سیدنا عرباض بن ساریہ ؓ کا بیان ہے کہ ایک روز (وفات سے کچھ ہی عرصہ قبل) رسولُ اللہ ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی اور پھر ہماری طرف رُخِ اَنور کر کے بہت ہی اَثر اَنگیز خطبہ اِرشاد فرمایا جس کو سن کر صحابہ ؓ کی آنکھیں بہہ پڑیں اور دل دہل گئے۔ایک شخص نے کہا: اَے اللہ کے رسول ﷺ ہمیں یوں لگتا ہے گویا کہ یہ آپ ﷺ کا آخری وَعظ و نصیحت ہے! لہٰذا آپ ﷺ ہمیں کوئی وصیت فرمائیے! تو آپ ﷺ نے اِرشاد فرمایا : '' میں تمہیں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنے اور (اَپنے بعد کے حکمرانوں کی) بات سننے اور اِطاعت کرنے کی وصیت کرتا ہوں خواہ وہ کوئی حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو۔تم میں جو بھی میرے بعد زندہ رہا تو وہ بہت ہی اِختلاف دیکھے گا، دیکھنا اُس (اِختلاف کے وقت) تم میری سنت اور راست باز اور ہدایت یافتہ خلفاء ؓ کی سنت پر کاربند رہنا، اور اُن کو خوب مضبوطی سے تھام لینا کہ چھوٹنے نہ پائیں اور (دین میں) کسی نئے کام کو جاری کرنے سے باز رہنا کیونکہ یہ بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔'' **سُنن نسائی کی حدیث میں یہ اَلفاظ بھی موجود ہیں:** '' اور ہر گمراہی (اُس بدعتی کو) دوزخ میں لے کر جانے والی ہے۔''

[سُنن ابی داؤد : 4607 ، جامع ترمذی : 2676 ، سُنن ابنِ ماجه : 42 ، سُنن نسائی : 1579 ، قال الشیخ الالبانی و الشیخ زبیر علیزئی : اِسناده صحیح]

09 **مُسندِ اَحمد، المُستدرک للحاکم اور سُنن نسائی الکبریٰ کی حدیث میں ہے:** سیدنا ابوسعید خدری ؓ بیان فرماتے ہیں کہ ہم رسولُ اللہ ﷺ کے اِنتظار میں بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ ﷺ اَپنی کسی اہلیہ محترمہ کے گھر سے تشریف لے آئے، پھر ہم بھی آپ ﷺ کے ہمراہ ہو لیے، اِسی دوران آپ ﷺ کا جوتا مبارک ٹوٹ گیا،تو سیدنا علی ابن ابی طالب ؓ اُس مبارک جوتے کو مرمت کرنے کی وجہ سے پیچھے رہ گئے اور ہم رسولُ اللہ ﷺ کے ہمراہ چلتے رہے یہاں تک کہ آپ ﷺ سیدنا علی ؓ کے اِنتظار میں رک گئے اور ہم بھی ٹھہر گئے۔ وہاں آپ ﷺ نے اِرشاد فرمایا:'' تم میں ایک اَیسا (خوش نصیب) شخص بھی ہے کہ جو قرآن حکیم کی تفسیر کی خاطر (مسلمانوں سے) قتال کرے گا جیسا کہ مجھے قرآن حکیم کی تنزیل (حقانیت) کی خاطر (کفار سے) قتال کرنا پڑا۔'' یہ سن کر ہم سب شوق سے آپ ﷺ کی طرف متوجہ ہوئے (اِس اُمید سے کہ شاید میں ہی وہ خوش نصیب شخص ہوں) اور اُس وقت ہمارے درمیان سیدنا ابوبکر ؓ اور سیدنا عمر ؓ بھی موجود تھے۔ سیدنا ابوبکر ؓ نے عرض کی کیا میں ہوں وہ؟ آپ ﷺ نے اِرشاد فرمایا: '' نہیں۔'' سیدنا عمر ؓ نے عرض کی کیا میں ہوں وہ؟ آپ ﷺ نے اِرشاد فرمایا: '' نہیں (تم میں سے کوئی بھی اَیسا شخص نہیں) بلکہ وہ (خوش نصیب) تو میرے جوتے گانٹھنے والا شخص ہے (یعنی سیدنا علی ابن ابی طالب ؓ)۔ چنانچہ ہم سب سیدنا علی ؓ کے پاس آئے تا کہ اُنھیں یہ بشارت دیں۔سیدنا ابوسعید خدری ؓ فرماتے ہیں:''(وہ بشارت سننے کے بعد) سیدنا علی ؓ کا ردِعمل اَیسا تھا گویا کہ وہ پہلے ہی سے اُس بشارت کو جانتے تھے۔''

[مُسندِ احمد : 11307 (جلد - 3 ، صفحه - 33) اور 11790 (جلد - 3 ، صفحه - 82) ، قال الشیخ شعیب الارنؤوط : اِسناده صحیح]

[المُستدرک لِلحاکم : 4621 ، قال الامام حاکم و الامام الذهبی : اِسناده صحیح ، سُنن نسائی الکبریٰ : 8457 ، قال الشیخ غلام مصطفیٰ فی خصائص علی : اِسناده صحیح]

10 **صحیح بُخاری کی حدیث میں ہے:** سیدنا علقمہ تابعی رحمه اللہ کا بیان ہے وہ ملک شام گئے تو وہاں مسجد میں داخل ہو کر دُعا کی کہ اَے اللہ مجھے یہاں کوئی نیک ہم نشین عطا فرما۔ چنانچہ (دُعا کی قبولیت ہوئی اور) اُن کو سیدنا ابوالدرداء ؓ کی صحبت نصیب ہوئی۔سیدنا ابوالدرداء ؓ نے علقمہ تابعی سے پوچھا کہ تم کس علاقے سے ہو ؟ میں نے عرض کی کہ شہر کوفہ سے آیا ہوں۔ اُنھوں نے فرمایا: کیا تم میں سیدنا عبداللہ بن مسعود ؓ موجود نہیں ہیں، جو سفر و حضر میں رسولُ اللہ ﷺ کی جوتیاں اور مبارک سامان اُٹھایا کرتے تھے ؟ میں نے عرض کیا جی ہاں! پھر فرمایا : کیا تم میں سیدنا حذیفہ ؓ موجود نہیں ہیں کہ جنھیں رسولُ اللہ ﷺ کے خاص راز معلوم ہیں جنھیں اُن کے سوا کوئی اور نہیں جانتا ؟ میں نے عرض کیا جی ہاں ! پھر فرمایا : کیا تم (اہلِ کوفہ) میں سیدنا عمار بن یاسر ؓ جیسی شخصیت موجود نہیں جنھیں اللہ تعالیٰ نے رسولُ اللہ ﷺ کی مبارک زبان کے ذریعے شیطان سے پناہ عطا فرمائی ہے ؟ میں نے عرض کیا جی ہاں! (یعنی سیدنا ابوالدرداء ؓ نے علقمہ تابعی کو نصیحت فرمائی کہ کوفہ میں اِتنے کبار اَصحابِ رسول ﷺ کے ہوتے ہوئے شام کا سفر اِختیار کرنے کی ضرورت نہیں) [صحیح بُخاری : 3743]

11 **صحیح بُخاری کی حدیث میں ہے:** سیدنا ابومریم اسدی تابعی رحمه اللہ کا بیان ہے کہ جب سیدنا طلحہ ؓ، سیدنا زبیر ؓ اور اُم المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنها بصرہ کی طرف (جنگ جمل کیلئے) روانہ ہوئے تو سیدنا علی ؓ نے سیدنا عمار بن یاسر ؓ اور اَپنے بیٹے سیدنا حسن ؓ کو ہمارے پاس کوفہ روانہ فرمایا (تا کہ وہاں سے فوجی مدد حاصل کر سکیں)۔تو وہ دونوں منبر پر چڑھے، سیدنا حسن ؓ منبر کے اوپر والے حصہ پہ تشریف فرما ہوئے اور سیدنا عمار ؓ نیچے والے حصہ پہ کھڑے ہوئے۔ہم سب اُن کی بات سننے کیلئے اِکٹھے ہوئے۔سیدنا عمار بن یاسر ؓ نے فرمایا : اُم المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنها (لشکر لے کر مکہ مکرمہ سے) بصرہ روانہ ہو چکی ہیں، اللہ تعالیٰ کی قسم! وہ دنیا و آخرت میں رسولُ اللہ ﷺ کی زوجہ محترمہ ہیں، مگر (اِس وقت) اللہ تعالیٰ تمہارا اِمتحان فرمانا چاہتا ہے کہ تم (خلیفہ راشد کی اِطاعت کے ذریعہ) اللہ تعالیٰ کی اِطاعت کرتے ہو یا پھر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنها کی پیروی کرتے ہو ؟
صحیح بُخاری کی حدیث میں ہے: سیدنا ابوبکرہ ؓ کا بیان ہے کہ جنگ جمل کے دنوں میں اللہ تعالیٰ نے مجھے رسولُ اللہ ﷺ کے فرمانِ مبارک سے بہت فائدہ پہنچایا جبکہ میں (سیدنا علی ؓ کے خلاف) جمل والوں کے ساتھ (سیدہ عائشہ رضی اللہ عنها کے لشکر میں) شریک ہونے ہی والا تھا کہ اُن کی حمایت میں قتال کروں (مگر میں نے اپنا ارادہ ترک کر دیا کیونکہ مجھے یاد آ گیا کہ) رسولُ اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا تھا: '' وہ قوم کبھی بھی فلاح (کامیابی) حاصل نہیں کر سکتی جو اَپنا سربراہ کسی عورت کو بنا لے۔'' [صحیح بُخاری : 7100 اور 4425]

12 **مُسندِ اَحمد کی حدیث میں ہے:** سیدنا قیس تابعی رحمه اللہ کا بیان ہے کہ جب اُم المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنها اَپنے لشکر کے ہمراہ بنو عامر کے گھاٹ پر پہنچیں تو وہاں کتے بھونکنے لگے،تو آپ رضی اللہ عنها نے دریافت فرمایا : یہ کونسا چشمہ ہے ؟ جواب ملا کہ یہ چشمہ حوأب ہے! یہ سن کر آپ رضی اللہ عنها نے فرمایا : پھر تو میں ضرور واپس ہی جاؤں

گی ۔ اِس فیصلہ پرسیدنا زبیر ؓ نے مشورہ دیا کہ نہیں بلکہ ہمیں آگے بڑھنا چاہیے تا کہ آپ رضی اللہ عنہا کو دیکھ کر مسلمانوں میں اِتحاد کی کوئی راہ نکل سکے (اور وہ فتنہ واِنتشار ختم ہو جائے جوشہادتِ سیدنا عثمان ؓ کے بعد سے جنم لے چکا تھا !) ۔اُم المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ایک دِن مجھ سے رسولُ اللّٰہ ﷺ نے (یہ غیبی خبر دیتے ہوئے بڑے اَفسوس کی حالت میں) اِرشادفرمایا تھا :'' تم (اَزواجِ مطہرات رضی اللہ عنھن) میں سے کسی ایک (زوجہ مطہرہ رضی اللہ عنہا) کی حالت اُس وقت کیسی ہوگی ، جب کہ اُس پر مقام حوأب کے کتے بھونکیں گے؟'' **مُسندِ اَحمد اور مَجمعُ الزوائد کی حدیث میں ہے:** سیدنا ابورافع ؓ کا بیان ہے کہ رسولُ اللّٰہ ﷺ نے سیدنا علی ابن ابی طالب ؓ سے فرمایا: '' یادرَکھنا اَے علی! عنقریب تمہارے اور عائشہ کے درمیان ایک (رنجش والا) معاملہ ہوگا۔'' سیدنا علی ؓ نے پوچھا: کیا میرے ساتھ؟ آپ ﷺ نے فرمایا:''ہاں'' سیدنا علی ؓ نے عرض کیا: یارسولَ اللّٰہ ﷺ پھر تو میں بڑا بدبخت ہوں گا۔آپ ﷺ نے اِرشادفرمایا: '' نہیں! بلکہ جب اَیسا ہوگا تو تم اُس (عائشہ رضی اللہ عنہا) کو اُسکی پناہ گاہ تک پہنچا دینا۔'' **مَجمعُ الزوائد کی حدیث میں ہے:** سیدنا عبداللہ بن عباس ؓ کا بیان ہے کہ رسولُ اللّٰہ ﷺ نے اَپنی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنھن سے اِرشادفرمایا:'' کاش! مجھے معلوم ہو جاتا کہ تم میں سے میری کون سی بیوی ایک اَیسے اونٹ پر سوار ہوگی کہ جس (اونٹ) کے چہرے پر بہت زیادہ بال ہونگے ۔حوأب کے کتے نکلیں گے اور اُس کے دائیں بائیں بہت زیادہ قتل وغارت ہوگی۔ اور پھر وہ بال بال بچ جائے گی! ''
محدثِ اَعظم سعودی عرب شیخ محمد ناصرالدین اَلبانی رحمہ اللہ (اَلمُتوفّٰی-1420 ھجری) اِسی حدیث کے تحت لکھتے ہیں: '' اِس معاملہ میں زیادہ سے زیادہ یہ اعتراض کیا جاسکتا ہے کہ اُم المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو جب حوأب مقام کے بارے میں معلوم ہو گیا تھا تو اُنھیں تو واپس چلے جانا چاہیے تھا،لیکن اَحادیث میں آیا ہے کہ وہ واپس نہیں گئیں، یہ بات تو اُم المومنین رضی اللہ عنہا کی شان کو زیبا نہیں تھی ۔ اِس (علمی سوال پر) ہمارا جواب یہ ہے کہ ضروری نہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنھم میں کمال والی ہر صفت ہی پائی جاتی ہو، یادرکھیں! لغزش اور غلطی سے پاک صرف اللّٰہ تعالیٰ کی ذات ہے۔کسی سنی مسلمان کیلئے جائز نہیں ہے کہ وہ اَپنی قابل اِحترام ہستیوں کے بارے میں اتنا غلو کرے کہ اُنہیں شیعہ کی طرح معصوم اِماموں کی صف میں لاکھڑا کرے (یعنی عصمت صحابہ کا عقیدہ بھی ویسا ہی باطل عقیدہ ہے جیسا کہ شیعہ کا عصمت آئمہ کا عقیدہ باطل ہے) ۔ہمیں اِس میں شک نہیں ہے کہ اُم المومنین رضی اللہ عنہا کا یہ خروج اَصل میں خطا پر ہی مبنی تھا، اِسی لئے جب اُن کو مقام حوأب کے بارے میں رسولُ اللّٰہ ﷺ کی پیش گوئی کے پورے ہونے کا معلوم ہوا تو اُنھوں نے واپسی کا ارادہ بھی کرلیا تھا۔لیکن سیدنا زبیر ؓ نے اُنھیں یہ کہہ کر واپسی کا اِرادہ ترک کرنے پر قائل کرلیا کہ شاید آپ رضی اللہ عنہا کی وجہ سے اللّٰہ تعالیٰ مسلمانوں میں صلح کی کوئی صورت نکال دے گا۔ اِس میں بھی شک نہیں کہ سیدنا زبیر ؓ بھی اَپنے اِس اِجتہاد میں خطا پر تھے۔عقل بھی اِس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ اِن دونوں گروہوں میں سے کسی ایک کو ضرور خطا پر قرار دیا جائے کہ جس کی وجہ سے مسلمانوں کے مابین سینکڑوں ہزاروں لوگوں کا خون ہوا۔اور بیشک اُم المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا اِجتہاد ہی اِس (جنگ جمل والے) معاملہ میں خطا پر مبنی تھا ۔ اِسکے بہت سے اَسباب اور واضح دلائل موجود ہیں ۔ (اور اِسکی) ایک دلیل تو اُن کا اَپنے اِس خروج پر نادم ہونا ہی ہے اور یہی ندامت اُنکے فضل وکمال کو زیبا بھی ہے ۔ اُنکی یہ خطا اِجتہادی خطاؤں میں سے ایک خطا تھی جو کہ نہ صرف معاف کردی جاتی ہے بلکہ اُس پر ایک اَجر بھی ملتا ہے۔'' **صحیح بُخاری کی حدیث میں ہے:** سیدنا عروہ بن زبیر تابعی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے (اَپنے بھانجے) سیدنا عبداللہ بن زبیر ؓ کو وصیت فرمائی کہ مجھے اِن ہستیوں (رسولُ اللّٰہ ﷺ اور سیدنا ابوبکر ؓ اور سیدنا عمر ؓ) کے ساتھ دفن نہ کرنا بلکہ مجھے میری سوکنوں (ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنھن) کے ساتھ بقیع غرقد میں دَفنانا، میں اِن (تینوں عظیم ہستیوں) کے ذریعے اَپنی شان نہیں بڑھانا چاہتی ! **المُصنف ابنِ ابی شیبۃ کی حدیث میں ہے:** سیدنا قیس تابعی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ جب اُم المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا آخری وقت قریب آیا تو آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:'' مجھے رسولُ اللّٰہ ﷺ کی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنھن کے ساتھ دفن کرنا کیونکہ مجھ سے رسولُ اللّٰہ ﷺ کی وفات کے بعد ایک نیا کام سرزد ہو گیا۔'' **محدثِ اَعظم سعودی عرب شیخ اَلبانی رحمہ اللہ اِسی حدیث کے تحت لکھتے ہیں:** '' اِس نئے کام سے آپ رضی اللہ عنہا کی مراد جنگ جمل میں شرکت کرنا تھا کیونکہ بعد میں آپ رضی اللہ عنہا اِس سفر پر بہت شرمندہ تھیں اور اَپنے عمل پر توبہ بھی کی ۔لیکن اُنہوں نے یہ کام بھی نیک نیتی سے ہی کیا تھا، بالکل اِسی طرح سیدنا طلحہ ؓ ، سیدنا زبیر ؓ اور دیگر کبار صحابہ ؓ نے بھی نیک نیتی کے ساتھ بھلائی کی اُمید پر اِصلاح کی غرض سے اِس سفر میں شرکت کی تھی۔''

[مُسندِ احمد : 24299 (جلد - 6 ، صفحہ - 52) اور 24698 (جلد - 6 ، صفحہ - 97) ، السلسلة الصحيحة : 474 ، قال الشيخ الالبانی والشيخ الارنؤوط : اِسناده صحيح]
[مُسندِ احمد : 27242 (جلد - 6 ، صفحہ - 393)، مَجمعُ الزوائد : 12024 (جلد - 7 ، صفحہ - 163)، قال الامام الهيثمی: رواه مُسند احمد و البزار والطبرانی ورجاله ثقات]
[مَجمعُ الزوائد : 12026 (جلد - 7 ، صفحہ - 163) ، قال الامام الهيثمی : رواه مُسند البزار و رجاله ثقات ، قال الشيخ غلام مُصطفٰی ظهيرفی السُنة -70 : اِسناده صحيح]
[صحيح بُخاری : 1391 ، المُصنف ابنِ ابی شيبة : 37772 ، قال الشيخ الالبانی : اِسناده صحيح ، السلسلة الصحيحة : 474 ، قال الشيخ الالبانی : اِسناده صحيح]

13 **اَلمُستدرک لِلحاکم کی حدیث میں ہے:** سیدنا قیس بن حازم تابعی رحمہ اللہ کا بیان ہے: '' میں نے مروان بن حکم (جو جنگ جمل میں بنواُمیہ کی طرف سے لوگوں کو سیدنا علی ابن ابی طالب ؓ کے خلاف بھڑکانے والوں کا سرغنہ تھا) کو (جنگ جمل کے) اُس دِن سیدنا طلحہ ؓ پر ہی تیر چلاتے ہوئے دیکھا تھا، جو اُن کے گھٹنے میں لگا اور وہ اُسی زخمی حالت میں مسلسل تسبیح کہتے رہے یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔'' **المُصنف ابنِ ابی شیبۃ اور فضائل الصحابۃ کی حدیث میں ہے:** سیدنا علی ابن ابی طالب ؓ فرمایا کرتے: '' مجھے اللہ تعالیٰ سے قوی اُمید ہے کہ میں، سیدنا عثمان بن عفان ؓ ، سیدنا طلحہ ؓ اور سیدنا زبیر ؓ اُن لوگوں میں سے ہوں گے جن کے متعلق اللّٰہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں اِرشادفرمایا ہے:
'' اور ہم اُن (ایمان والوں) کے سینوں میں سے ہر قسم کا کینہ کھینچ نکالیں گے (اور وہ) بھائیوں کی طرح (جنت کے) تختوں پر آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے۔'' [سُورۃُ الحِجرِ: آیت نمبر 47]

[المُستدرک لِلحاکم : 5591 ، قال الامام حاکم والامام الذهبی : اِسناده صحيح]
[المُصنف ابنِ ابی شيبة : 37821 ، فضائل الصحابة لاحمد بن حنبل : 1021 (جلد - 3 ، صفحہ - 35) ، قال الشيخ زبير عليزئی فی فضائل الصحابة : اِسناده صحيح]

نوٹ چوتھے خلیفہِ راشد اَمیر المومنین سیدنا علی ابن ابی طالب ؓ نے مندرجہ بالا حدیث نمبر-13 میں تیسرے خلیفہ راشد اَمیر المومنین سیدنا عثمان بن عفان ؓ کا ذِکر کیوں کیا؟ اِس اَہم بات کی حقیقت وحکمت اور اَمیر المومنین سیدنا عثمان بن عفان ؓ کی مظلومانہ شہادت کی حقیقی وجوہات کو جاننے کیلئے صحیح اَحادیث (نمبر-14 تا نمبر-16) ملاحظہ فرمائیں:

14 **صحیح بُخاری کی حدیث میں ہے:** سیدنا محمد بن حنفیہ تابعی رحمہ اللہ (جو سیدنا علی ابن ابی طالب ؓ کی دوسری بیوی سیدہ حنفیہ رحمہا اللہ کے بیٹے تھے) بیان فرماتے ہیں: اگر سیدنا علی ابن ابی طالب ؓ نے سیدنا عثمان بن عفان ؓ کا ذِکر برائی سے کرنا ہوتا تو اُس دِن کرتے جب کچھ لوگوں نے آ کر اُن (سیدنا علی ؓ) سے سیدنا عثمان ؓ کے گورنروں (کی ناانصافیوں ومظالم) کی شکایت کی تو اُنھوں نے مجھے حکم دیا: ''رسول اللہ ﷺ کی لکھوائی ہوئی یہ تحریر (جو بیت المال سے متعلق شرعی اَحکام پر مشتمل تھی) ساتھ لے کر سیدنا عثمان ؓ کے پاس جاؤ اور اُنہیں سمجھاؤ کہ اَپنے گورنروں کو بیت المال میں رسول اللہ ﷺ کے سنت طریقہ پر تصرف کرنے کا حکم دیں۔'' چنانچہ میں سیدنا عثمان ؓ کی خدمت میں حاضر ہوا (اور سیدنا علی ؓ کا پیغام پہنچا دیا) تو اُنھوں (سیدنا عثمان ؓ) نے مجھ سے فرمایا: ''ہمیں اِس (رسول اللہ ﷺ کی لکھوائی تحریر) کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔'' چنانچہ میں اُس کو لے کر سیدنا علی ؓ کے پاس واپس آیا اور سارا واقعہ بیان کر دیا تو سیدنا علی ؓ نے فرمایا: ''اِس (رسول اللہ ﷺ کی لکھوائی ہوئی تحریر) کو اُسی جگہ پر رکھ دو جہاں سے اُٹھایا تھا۔'' **صحیح بُخاری کی حدیث میں ہے:** سیدنا علی بن حسین تابعی رحمہ اللہ (المعروف اِمام سجاد زین العابدین) مروان بن حکم کا بیان نقل کرتے ہیں: ''میں (مروان) سیدنا عثمان بن عفان ؓ اور سیدنا علی ابن ابی طالب ؓ کے پاس اُس وقت موجود تھا جبکہ سیدنا عثمان ؓ حجِ تمتع (ایک ہی سفر میں حج اور عمرہ دونوں اَدا کرنے) سے منع کر رہے تھے۔ جب سیدنا علی ؓ نے یہ صورتِ حال دیکھی تو کہا: ''لبیک بعمرۃ وحجۃ'' (یعنی عمرہ اور حج اِکٹھا ادا کرنے کا اِعلان کیا) اور فرمایا: ''میں کسی شخص کے کہنے پر رسول اللہ ﷺ کی سنت ترک نہیں کروں گا۔'' **صحیح مُسلم کی حدیث میں ہے:** سعید بن مسیّب تابعی رحمہ اللہ بیان فرماتے ہیں: سیدنا عثمان بن عفان ؓ اور سیدنا علی ابن ابی طالب ؓ دونوں مقام عُسفان پر اِکٹھے ہوئے اور سیدنا عثمان ؓ حجِ تمتع سے روک رہے تھے تو سیدنا علی ؓ نے (سیدنا عثمان ؓ سے) فرمایا: ''آپ ؓ ایک اَیسے عمل سے کیوں منع کر رہے ہیں جسے خود رسول اللہ ﷺ نے اَدا فرمایا ہے؟'' جواب میں سیدنا عثمان ؓ نے (سیدنا علی ؓ سے) فرمایا: ''آپ ؓ ہمارے معاملے میں دَخل نہ دیں۔'' سیدنا علی ؓ نے فرمایا: ''میں اِسے (دَخل دیئے بغیر) چھوڑ نہیں سکتا۔'' پھر جب سیدنا علی ؓ نے یہ صورت حال دیکھی (کہ خلیفہِ ثالث اَمیر المومنین سیدنا عثمان بن عفان ؓ اُسی فیصلے پر ہی قائم ہیں) تو دونوں (حج وعمرہ) کو اِکٹھا اَدا کرنے کا اِعلان کیا۔ **صحیح مُسلم کی حدیث میں ہے:** ابوساسان تابعی رحمہ اللہ بیان فرماتے ہیں: میں سیدنا عثمان ؓ کے پاس موجود تھا کہ ولید بن عقبہ کو لایا گیا۔ (**نوٹ:** سیدنا عثمان ؓ کے اِس گورنر کا تفصیلی تعارف آگے آ رہا ہے) اُس (ولید بن عقبہ) نے نماز فجر کی دو رکعت پڑھائیں اور پھر (نمازیوں سے) پوچھا: '' اور پڑھا دوں؟ '' چنانچہ دو اَشخاص نے گواہی دی جن میں سے ایک حمران تھا، کہ اُس (ولید) نے شراب پی ہوئی ہے۔ ایک اور آدمی نے گواہی دی کہ میں نے اُس (ولید) کو قے کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ تو سیدنا عثمان ؓ نے فرمایا: ''اِس نے شراب پی ہے اِسی لئے تو قے کی ہے۔'' پھر فرمایا: ''اَے علی ؓ! اُٹھیں اور اِسے (شراب نوشی کی حد) کوڑے لگائیں۔'' سیدنا علی ؓ نے (اَپنے بیٹے سے) فرمایا: ''اَے حسن ؓ! اُٹھو اور اِسے کوڑے لگاؤ۔'' اس پر سیدنا حسن ابن علی ؓ نے عرض کیا: '' جنھوں نے اِس شخص (کے اِقتدار) کا مزا لیا ہے وہی (یعنی سیدنا عثمان ؓ) اِس کی تلخی بھی برداشت کریں۔'' (**نوٹ:** دَراَصل سیدنا حسن ابن علی ؓ کو ولید بن عقبہ جیسے بدکردار شخص کو گورنری کے عہدے پر فائز کرنے پہ شدید غصہ بھی تھا اور وہ بنو اُمیہ اور بنو ہاشم کے درمیان ہونے والے ممکنہ قبائلی تعصب سے بھی اِجتناب کرنا چاہتے تھے۔) پھر سیدنا علی ؓ نے فرمایا: ''اَے عبداللہ ابن جعفر! تم اُٹھو اور اِسے کوڑے لگاؤ۔'' چنانچہ اُنھوں نے کوڑے لگانے شروع کیئے اور جب چالیس پر پہنچے تو (سیدنا علی ؓ) نے فرمایا: ''بس کرو! کیونکہ رسول اللہ ﷺ چالیس کوڑے لگوایا کرتے تھے، سیدنا ابوبکر ؓ بھی چالیس لگواتے تھے، اور (جبکہ) سیدنا عمر ؓ نے اَسی کوڑے بھی لگوائے تھے۔ اور یہ سب عمل سنت ہی ہیں مگر یہ (چالیس والا عدد) مجھے (رسول اللہ ﷺ کی سنت ہونے کے باعث) زیادہ پسند ہے۔'' [صحیح بُخاری : 3111، 3112 اور 1563 ، صحیح مُسلم : 2964 اور 4457]

نوٹ ولید بن عقبہ، سیدنا عثمان ؓ کا سوتیلا بھائی اور اُن کی طرف سے کوفہ کا گورنر تھا۔ اِسکی غیر اَخلاقی حرکتوں اور اِسی طرح سیدنا عثمان ؓ کی جانب سے (تالیفِ قلب کیلئے) لگائے گئے بنو اُمیہ ہی کے چند رشتہ دار گورنروں کے اَفعال کی وجہ سے بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خلیفہِ ثالث اَمیر المومنین سیدنا عثمان بن عفان ؓ سے ناراض تھے اور بالآخر یہی معاملات سیدنا عثمان ؓ کی مظلومانہ شہادت کا سبب بھی بنے۔ شہادتِ عثمان ؓ کو عبداللہ ابن سبا یہودی ملعون کے ایک بالکل اَلگ تھلگ فتنے سے جوڑ دینا دَراَصل صحیح الاسناد اَحادیث اور مستند تاریخ سے ناواقفیت اور فرقہ وارانہ کتمانِ حق کا نتیجہ ہے۔ چنانچہ اِسی ضمن میں محدثِ اعظم پاک وہند شیخ حافظ زبیر علی زئی رحمہ اللہ (اَلمُتوفیٰ-1435 ہجری) نے **سُنی** اور **شیعہ** دونوں کی مستند کتابوں سے ثابت کیا ہے کہ عبداللہ ابن سبا یہودی ملعون دونوں ہی مکاتبِ فکر کے ہاں نہ صرف ایک منافق شخصیت کے طور پر جانا جاتا ہے بلکہ یہاں تک مذکور ہے کہ اِسے چوتھے خلیفہ راشد اَمیر المومنین سیدنا علی ابن ابی طالب ؓ نے اَپنے دورِ خلافت میں اِسکے خلافِ توحید گمراہ کن عقائد اور سیدنا مولیٰ علی ابن ابی طالب ؓ کی شان میں غلو پر مبنی نظریات پھیلانے کے سنگین جرم کی پاداش میں قتل کروا کے آگ میں ڈال کر جلوا بھی دیا تھا: [فتاویٰ عِلمیہ المعروف توضیحُ الاَحکام لِلحافظ شیخ زبیر علیزئی : جلد - 1 اور صفحہ - 153 تا 159]

15 **سُنن نسائی کی حدیث میں ہے:** سیدنا سعد بن ابی وقاص ؓ بیان کرتے ہیں کہ فتح مکہ کے دِن رسول اللہ ﷺ نے سب لوگوں کو اَمان دے دی (یعنی جان بخشی کا اعلان فرما دیا) مگر چار مردوں اور دو عورتوں کے متعلق حکم فرمایا: '' اُنہیں قتل کر دو خواہ یہ کعبہ کے پردوں سے کیوں نہ چمٹے ہوں (یعنی جان بچانے کے لئے کعبہ کی حرمت کا سہارا لیں تب بھی قتل کر دو کیونکہ اُن چاروں کے جرائم ناقابلِ معافی تھے) اِن چاروں میں عکرمہ بن ابوجہل، عبداللہ بن خطل، مقیس بن صبابہ اور عبداللہ بن سعد بن ابی سرح شامل تھے۔ چنانچہ عبداللہ بن خطل کعبہ کے پردوں سے چمٹی ہوئی حالت میں پکڑا گیا تو اُس کی طرف سیدنا سعید بن حریث ؓ اور سیدنا عمار بن یاسر ؓ دونوں لپکے مگر سیدنا عمار ؓ جوان آدمی تھے اس لئے پہلے جا پہنچے اور اُسے مار

ڈالا۔ اِسی طرح مقیس بن صبابہ بازار میں لوگوں کے ہتھے چڑھ گیا اور وہیں مارا گیا، البتہ عکرمہ بن ابوجہل فرار ہوکر بحری جہاز پر سوار ہوگیا۔ سمندری سفر کے دوران طوفان نے آلیا تو سب کہنے لگے، اَب تو صرف اللّٰہ تعالیٰ سے مدد مانگو، یہاں تمہارے (جھوٹے) معبود کچھ کام نہ آئیں گے۔ چنانچہ عکرمہ نے (دِل میں) دُعا کرتے ہوئے عرض کیا: '' اللّٰہ تعالیٰ کی قسم! اگر صرف اللّٰہ تعالیٰ ہی مجھے سمندری آفت سے نجات دِلاسکتا ہے تو خشکی میں بھی وہی نجات دہندہ ہے۔ اَے اللّٰہ تعالیٰ! میرا تجھ سے پکا عہد ہے کہ اگر تو نے مجھے اِس (طوفان) سے بچالیا تو سیدھا جا کر (تیرے نبی) محمد ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوں گا اور اُن کے ہاتھوں میں ہاتھ دے دوں گا (یعنی اِسلام قبول کرلوں گا) یقیناً وہ بہت معاف کرنے والے اور وسیع الظرف شخصیت کے مالک ہیں۔ چنانچہ پھر (جب اُسے نجات ملی تو) وہ آیا اور (آپ ﷺ کے ہاتھ پر) اِسلام قبول کرلیا۔ اَب (چوتھا نا قابلِ معافی شخص) عبداللہ بن ابی سرح (کچھ عرصہ کیلئے) سیدنا عثمان بن عفان ؓ کے پاس روپوش رہا (**نوٹ:** سیدنا عثمان ؓ نے قریبی رشتہ داری کی بنا پر اُسے پناہ دے دِی تھی)، پھر جب آپ ﷺ نے سب لوگوں کو بیعتِ اِسلام کے لئے بلایا تو وہ (سیدنا عثمان ؓ) اُس (عبداللہ بن ابی سرح) کو لے کر رسولُ اللّٰہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ اِس کی بیعت بھی قبول فرمالیں۔ رسولُ اللّٰہ ﷺ نے نظرِ مبارک اُٹھا کر اُس کو تین بار دیکھا مگر سرِ مبارک کا اِشارہ فرما کر (تینوں بار بیعت لینے سے) اِنکار فرمایا۔ پھر آخر کار بیعت لے لی۔ مگر پھر (اُن دونوں کے جانے کے تھوڑی دیر بعد) رسولُ اللّٰہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اِرشاد فرمایا: '' تم میں کوئی ایک سمجھدار آدمی بھی اَیسا نہ تھا جو (صورتِ حال کی سنگینی کو دیکھتے ہوئے) اُس (عبداللہ بن ابی سرح) کو قتل کر دیتا جبکہ میں اُس کی بیعت سے گریز کر رہا تھا۔'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ''اَے اللّٰہ تعالیٰ کے رسول ﷺ! ہمیں آپ ﷺ کی خواہش کا علم کیونکر ہوسکتا تھا؟ (بس ایک دفعہ ہمیں) آپ ﷺ آنکھ سے اِشارہ فرمادیتے! '' آپ ﷺ نے اِرشاد فرمایا: ''کسی بھی نبی کے شایانِ شان نہیں ہے کہ وہ آنکھ سے اِشارہ کرے۔'' (**نوٹ:** آنکھ سے اِشارہ کرنے کا یہ عمل ہر معاشرے میں ایک قسم کی خیانت سمجھا جاتا ہے)

سُنن نسائی کی حدیث میں ہے: سیدنا عبداللہ بن عباس ؓ نے اللّٰہ تعالیٰ کے فرمان: ''جو کوئی کفر کرے اللّٰہ تعالیٰ کے ساتھ، سوائے اُس کے کہ جسے مجبور کیا جائے، تو اُس کے لئے بڑا عذاب ہے۔'' [اَلنحل : 106] کی تفسیر میں فرمایا کہ اِس حکم کو منسوخ کردیا گیا اور پھر اللّٰہ تعالیٰ نے حکم نازل فرمایا: '' پھر بے شک آپ ﷺ کا رَب بہت بخشنے والا مہربان ہے، اُن لوگوں کو جو فتنے میں ڈالے گئے تھے پھر اُنہوں نے ہجرت کی پھر جہاد کیا اور صبر کیا۔'' [اَلنحل : 110] سیدنا عبداللہ بن عباس ؓ نے فرمایا: ''سورۃُ النحل کی یہ آیت جس میں شرح صدر ہونے کے باوجود کفر کرنے کا ذکر ہے، یہ آیت عبداللہ بن ابی سرح کے بارے میں ہے جو (سیدنا عثمان ؓ کی طرف سے) مصر کا گورنر بن گیا تھا۔ (حالانکہ) یہ رسولُ اللّٰہ ﷺ کا کاتب تھا پھر شیطان نے اِسے پھسلایا اور یہ کفار سے جاملا تو آپ ﷺ نے فتح مکہ کے دِن اِسے قتل کرنے کا حکم دیا مگر سیدنا عثمان ؓ نے (اَپنی رشتہ داری کے سبب سفارش کر کے) اِسے پناہ دِلوادی تھی۔''

سُنن ابو داؤد کی حدیث میں ہے: اَمیر المومنین سیدنا عمر بن خطاب ؓ کے مؤذن سیدنا اَقرع تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عمر ؓ نے مجھے ایک پادری کے پاس بھیجا اور پھر اُسے سیدنا عمر ؓ کی خدمت میں حاضر کیا گیا۔ سیدنا عمر ؓ نے اُس سے پوچھا: ''کیا میرا ذِکر تمہاری کتاب میں موجود ہے؟'' اُس نے عرض کیا: ''جی ہاں! '' پھر آپ ؓ نے فرمایا: ''میرے بارے میں کیا لکھا ہے؟'' اُس نے عرض کیا: ''ایک قرن! ''(یہ سن کر) آپ ؓ نے اُس پر (مارنے کے لئے) دُرّہ تان لیا پھر پوچھا: ''کس قسم کا قرن؟'' اُس نے عرض کیا: ''شدید مضبوط اور سخت اَمانت دار'' آپ ؓ نے پوچھا: ''میرے بعد آنے والے (خلیفہ) کا ذکر کن اَلفاظ میں ہے؟'' اُس نے عرض کیا: ''اُس کا ذکر یہ ہے کہ وہ خلیفہ تو نیک ہوگا، مگر وہ اَپنے رشتہ داروں کو ترجیح دے گا۔''۔ سیدنا عمر ؓ نے (یہ سن کر) تین بار یہ دُعا کی: ''اللّٰہ تعالیٰ عثمان پر رحم کرے۔'' (**نوٹ:** سیدنا عمر ؓ اُس پیش گوئی کو سمجھ گئے کیونکہ اُنھیں مندرجہ بالا صحیح الاسناد اَحادیث میں آئے واقعات کی روشنی میں سیدنا عثمان ؓ کی یہ بشری کمزوری خوب معلوم تھی) سیدنا عمر ؓ نے پھر سوال کیا: '' اُس (سیدنا عثمان ؓ) کے بعد آنے والے کا کیا ذکر ہے؟'' اُس نے عرض کیا: ''وہ تو لوہے میں ہی لپٹا رہے گا۔ (یعنی جنگوں میں مصروف رہے گا)'' (یہ سن کر) سیدنا عمر ؓ نے اَپنا ہاتھ اُس کے سر پر رکھا اور فرمایا: '' اَے نالائق! اَے نالائق! (یہ کیا کہہ رہا ہے؟)'' اُس نے عرض کیا: ''اَے امیر المومنین! بیشک وہ (یعنی سیدنا علی ؓ) ایک نیک سیرت خلیفہ ہوگا، لیکن اُس کے خلیفہ بنائے جانے کے وقت تلوار نیام سے نکالی جاچکی ہوگی اور خون بہایا جارہا ہوگا (یعنی مسلمانوں میں باہمی خانہ جنگی شروع ہوچکی ہوگی) **جامع ترمذی کی حدیث میں ہے:** سیدنا ابوبکرہ ؓ کا بیان ہے کہ رسولُ اللّٰہ ﷺ نے ایک دِن (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے) پوچھا: ''کیا تم میں سے کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے؟ '' ایک شخص نے عرض کیا: ''جی ہاں! میں نے یہ دیکھا کہ آسمان سے ایک ترازو اُترا ہے، جس میں آپ ﷺ اور سیدنا ابوبکر ؓ کو تولا گیا تو آپ ﷺ بھاری نکلے، اور پھر سیدنا عمر ؓ اور سیدنا ابوبکر ؓ کو آپس میں تولا گیا تو سیدنا ابوبکر ؓ بھاری ثابت ہوئے، پھر سیدنا عمر ؓ اور سیدنا عثمان کا وزن کیا گیا تو سیدنا عمر ؓ کا وزن زیادہ نکلا، پھر وہ ترازو (واپس آسمان کی طرف) اُٹھالیا گیا۔'' (یہ سن کر) ہم نے دیکھا کہ آپ ﷺ کے چہرۂ انور پر ناگواری کے اثرات ظاہر ہوگئے۔ (یعنی شہادتِ عمر ؓ کے بعد مُعاملات میں تغیر آنے لگے گا۔) [سُنن نسائی : 4072 اور 4074 ، قال الشیخ الالبانی والشیخ زبیر علیزئی : اِسنادہ صحیح]

[سُنن ابی داؤد : 4656 ، قال الشیخ زبیر علیزئی : اِسنادہ صحیح ، جامع ترمذی : 2287 ، قال الامام الترمذی والشیخ الالبانی : اِسنادہ صحیح]

16 **صحیح بُخاری اور صحیح مُسلم کی حدیث میں ہے:** سیدنا عبداللہ بن عباس ؓ کا بیان ہے کہ ایک شخص رسولُ اللّٰہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: میں نے آج رات خواب میں دیکھا کہ ایک چھتری نما بادل سے گھی اور شہد ٹپک رہا ہے اور لوگ اُسے اپنی ہتھیلیوں میں سمیٹ رہے ہیں، کوئی زیادہ اور کوئی کم لے رہا ہے، پھر اَچانک ایک رَسی دیکھی جو زمین سے آسمان تک تنی ہوئی تھی۔ پھر میں نے آپ ﷺ کو دیکھا کہ اُس رَسی کو پکڑ کر اوپر چڑھ گئے۔ پھر آپ ﷺ کے بعد ایک اور آدمی اُسی رَسی کو پکڑ کر اوپر چڑھ گیا، پھر اُس کے بعد ایک دوسرے شخص نے اُسی رَسی کو پکڑا اور اوپر چڑھ گیا، پھر ایک تیسرے شخص نے اُسی رَسی کو پکڑا تو وہ رَسی ٹوٹ گئی مگر پھر اُس رَسی کو اُس شخص کیلئے جوڑ دیا گیا۔ (یہ خواب سن کر) سیدنا ابوبکر ؓ نے عرض کیا: ''اَے اللّٰہ تعالیٰ کے رسول ﷺ! میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان، مجھے اِس (خواب) کی تعبیر بیان کرنے کی اِجازت دیجئے۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''ٹھیک ہے تعبیر

کرو۔'' سیدنا ابوبکر ؓ نے عرض کیا: ''بادل سے مراد اِسلام ہے اور اُس سے ٹپکنے والا گھی اور شہد، قرآن اور اُس کی شرینی ہے جسے کوئی زیادہ اور کوئی تھوڑا حاصل کر رہا ہے۔ اور آسمان سے زمین تک لٹکنے والی رَسی، وہ دینِ حق ہے جس پر آپ ﷺ قائم ہیں۔ آپ ﷺ اُسے تھامے رکھیں گے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو اوپر اُٹھا لے گا۔ پھر آپ ﷺ کے بعد ایک اور شخص (یعنی سیدنا ابوبکر ؓ) اُسے تھام لے گا اور پھر اُسے بھی اوپر اُٹھالیا جائے گا۔ پھر ایک دوسرا شخص (یعنی سیدنا عمر ؓ) اُسے تھام لے گا اور پھر اُسے بھی اوپر اُٹھالیا جائے گا۔ پھر ایک تیسرا شخص (یعنی سیدنا عثمان ؓ) اُسے تھامے گا تو وہ رَسی ٹوٹ جائے گی۔ مگر پھر اُس رَسی کو اُس (یعنی سیدنا عثمان ؓ) کیلئے جوڑ دیا جائے گا۔ (یعنی سیدنا عثمان ؓ کی شہادت اُن کیلئے کفارہ بن جائے گی) پھر وہ بھی اُسے تھام کر اوپر چڑھ جائے گا۔'' سیدنا ابوبکر ؓ نے تعبیر بیان کرنے کے بعد عرض کیا: ''اَے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ! میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان، (بتایئے کہ) میں نے درست تعبیر کی یا غلط؟'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''کچھ درست تعبیر کی اور کچھ غلط!'' سیدنا ابوبکر ؓ نے عرض کیا: ''اللہ تعالیٰ کی قسم! آپ ﷺ مجھے ضرور بتایئے کہ میں نے کون سی غلطی کی؟'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے قسم مت دو'' (آپ ﷺ نے اِسکی تعبیر کو حکمت کی وجہ سے بیان نہیں فرمایا لیکن بعد میں ہونے والے حالات نے اُس حقیقت کو واضح کر دیا۔)

صحیح بُخاری اور صحیح مُسلم کی حدیث میں ہے: سیدنا ابوموسیٰ اشعری ؓ کا بیان ہے کہ میں رسولُ اللہ ﷺ کے ہمراہ مدینہ منورہ کے کسی باغ میں تھا اور رسولُ اللہ ﷺ کے دستِ مبارک میں ایک چھڑی تھی جسے آپ ﷺ پانی اور مٹی میں مار رہے تھے۔ (اِسی دوران) ایک شخص نے دروازے پر آ کر باغ میں داخلے کی اِجازت مانگی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''دروازہ کھول دو اور اُس (آنے والے) کو جنت کی بشارت دے دو۔'' چنانچہ میں گیا تو وہ (آنے والے) سیدنا ابوبکر ؓ تھے۔ میں نے دروازہ کھول دیا اور اُنہیں بشارت دے دی۔ پھر ایک اور شخص نے دروازے پر آ کر باغ میں داخلے کی اِجازت مانگی۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''دروازہ کھول دو اور اُس (آنے والے) کو بھی جنت کی بشارت دے دو۔'' میں نے جا کر دروازہ کھولا تو وہ سیدنا عمر ؓ تھے۔ چنانچہ دروازہ کھول دیا اور اُنہیں بھی جنت کی خوشخبری دے دی۔ پھر ایک اور شخص نے دروازے پر آ کر باغ میں داخلے کی اِجازت مانگی۔ آپ ﷺ ٹیک لگا کر تشریف فرما تھے، (اِس بار) اُٹھ کر بیٹھ گئے اور فرمایا: ''دروازہ کھول دو اور اُسے (بھی) جنت کی بشارت دے دو مگر اُسے ایک بڑی مصیبت پہنچ کر رہے گی۔'' چنانچہ میں نے جا کر دروازہ کھول دیا تو وہ سیدنا عثمان ؓ تھے۔ میں نے جنت کی بشارت بھی دی اور (آپ ﷺ کی بیان کردہ) بات بھی سنا دی۔ (وہ بات سن کر) سیدنا عثمان ؓ نے کہا: ''میں اللہ تعالیٰ ہی سے مدد چاہتا ہوں۔''

صحیح بُخاری کی حدیث میں ہے: سیدنا عبیداللہ بن عدی بن خیار ؓ کا بیان ہے کہ مَیں (باغیوں کے کئے گئے) محاصرے کے دوران سیدنا عثمان ؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ (اَے امیرالمومنین!) بیشک ہمارے اِمام تو آپ ؓ ہیں (لیکن) آپ ؓ پر جو مصیبت آئی ہے وہ آپ ؓ کے سامنے ہی ہے۔ آج کل ہمیں (مسجدِ نبوی ﷺ میں) فتنوں کا سرغنہ نماز پڑھا رہا ہے جس کی وجہ سے ہمیں تنگی محسوس ہوتی ہے (کہ اُس بدعتی اِمام کے پیچھے نماز پڑھ کر ہم بھی کہیں گناہ گار نہ ہو جائیں!) سیدنا عثمان ؓ نے فرمایا: ''نماز لوگوں کے اَعمال میں سے سب سے بہترین عمل ہے، اس لئے جب لوگ کوئی اَچھا عمل کریں تو تم بھی اُن (بدعتیوں اور باغیوں) کے ساتھ شریک ہو جاؤ۔ اور جب وہ برائی کرنے لگیں تو اُن سے علیحدہ ہو جاؤ۔''

جامع ترمذی کی حدیث میں ہے: سیدنا مرۃ بن کعب ؓ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ رسولُ اللہ ﷺ نے فتنوں کا ذکر کیا اور اُن (فتنوں) کے بہت جلد وقوع پذیر ہونے کی توقع بھی ظاہر کی۔ (اِسی دوران) ایک شخص کپڑے میں لپٹا ہوا وہاں سے گزرا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ شخص اُس (فتنوں والے) دِن راہِ ہدایت پر ہوگا۔'' سیدنا مرۃ بن کعب ؓ کا بیان ہے کہ میں اُٹھ کر اُس (کپڑے میں لپٹے ہوئے شخص) کے پاس گیا تو دیکھا کہ وہ سیدنا عثمان بن عفان ؓ تھے۔ پھر میں نے آپ ﷺ کے قریب آ کر پوچھا کہ کیا یہی وہ شخص ہے؟ (کہ جس کے راہِ ہدایت پر ہونے کی خبر آپ ﷺ نے دی ہے) تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں!'' **جامع ترمذی کی حدیث میں ہے:** سیدنا ابوسہلہ تابعی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ سیدنا عثمان بن عفان ؓ نے محاصرے والے دِن فرمایا: ''رسولُ اللہ ﷺ نے مجھ سے (مصیبت کے وَقت صبر کرنے پر) ایک عہد لیا تھا جس پر میں صبر کے ساتھ کاربند ہوں۔'' **صحیح بُخاری کی حدیث میں ہے:** سیدنا ابوسعید خدری ؓ اور سیدنا ابوہریرہ ؓ کا بیان ہے کہ رسولُ اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک مسلمان کو جو بھی تکلیف، درد، رنج و غم لاحق ہوتا ہے، حتیٰ کہ اُسے جو کانٹا بھی چبھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُس (تکلیف کو برداشت کرنے) کے عوض اُس کے گناہوں کو معاف فرما دیتا ہے۔'' **صحیح مُسلم کی حدیث میں ہے:** سیدنا ابوہریرہ ؓ کا بیان ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: ''جو شخص کوئی بھی برائی کرے گا، تو وہ اُس کا بدلا بھی پالے گا۔'' [اَلنساء : 123] تو مسلمانوں کو شدید پریشانی لاحق ہوئی۔ (اس پر) رسولُ اللہ ﷺ نے فرمایا ''ایک دوسرے کو حق کی تلقین اور اِصلاح کرتے رہو، کیونکہ مسلمان کو پہنچنے والی ہر مصیبت میں گناہوں کا کفارہ ہے، حتیٰ کہ معمولی سا دُکھ اور کانٹا چبھ جانے پر بھی (اُس کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔)''

[صحیح بُخاری : 7046 ، صحیح مُسلم : 5928 ، صحیح بُخاری : 6216 ، صحیح مُسلم : 6212 ، صحیح بُخاری : 695]

[جامع ترمذی : 3704 اور 3711 ، قال الشیخ الالبانی والشیخ زبیر علیزئی : اِسنادہ صحیح ، صحیح بُخاری : 5641 ، صحیح مُسلم : 6569]

17 **صحیح بُخاری اور صحیح مُسلم کی حدیث میں ہے:** سیدنا عکرمہ تابعی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ سیدنا عبداللہ بن عباس ؓ نے مجھے اور (اَپنے بیٹے) سیدنا علی بن عبداللہ بن عباس تابعی رحمہ اللہ کو حکم دیا کہ تم دونوں سیدنا ابوسعید خدری ؓ کے پاس جاؤ اور اُن سے اُنکی (روایت کی گئی ایک خاص) حدیث سنو، چنانچہ جب ہم اُن کے پاس گئے تو وہ اور اُن کا بھائی اَپنے باغ کو سیراب کر رہے تھے۔ ہمیں دیکھ کر وہ قریب آ گئے اور گوٹھ لگا کر (دل جمعی کے ساتھ) بیٹھ گئے اور پھر سیدنا ابوسعید خدری ؓ نے ہم سے بیان فرمایا: ''ہم لوگ مسجد (نبوی ﷺ کی تعمیر کیلئے) اِینٹیں ایک ایک کر کے اُٹھا رہے تھے جبکہ سیدنا عمار بن یاسر ؓ (اَپنے شوق اور جذبہ کے باعث ایک کی بجائے) دو دو اِینٹیں اُٹھا کر لا رہے تھے۔ (اِسی دوران) اللہ کے نبی ﷺ جب سیدنا عمار ؓ کے پاس سے گزرے تو (اَپنے مبارک ہاتھوں سے) اُن کے سر مبارک سے گرد اور مٹی جھاڑتے ہوئے اِرشاد فرمایا: ''(اَفسوس!) عمار کی کم بختی! (**نوٹ :** یہ عرب کا مُحاورہ تھا) اِسے ایک باغی گروہ قتل کرے گا، عمار تو اُنہیں جنت کی طرف بلا رہا ہوگا جبکہ وہ لوگ عمار کو آگ کی طرف بلا رہے ہوں گے۔'' سیدنا ابوسعید خدری ؓ کا بیان ہے کہ سیدنا عمار ؓ نے دُعا کی: ''اَے اللہ تعالیٰ میں اُس فتنے سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔'' [صحیح بُخاری : 2812 اور 447 ، صحیح مُسلم : 7320]

18 **مُسندِ اَحمد کی حدیث میں ہے:** سیدنا کلثوم تابعی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ ہم واسط (جو عراق کا ایک شہر ہے) میں سیدنا عبدالاعلیٰ تابعی رحمہ اللہ کے پاس بیٹھے تھے کہ اَچانک وہاں ایک شخص کو دیکھا جن کا نام تھا: ''سیدنا ابوالغادیہ ﷛'' اُنھوں نے پانی مانگا تو ایک چاندی کے نقش و نگار والے برتن میں اُن کیلئے پانی لایا گیا مگر اُنہوں نے پینے سے اِنکار کر دیا اور پھر رسولُ اللہ ﷺ کا ذکر کرتے ہوئے (بڑی حسرت کے ساتھ) بیان فرمایا کہ آپ ﷺ نے ہم سے یہ اِرشاد فرمایا تھا : ''دیکھنا میرے بعد دوبارہ کافر نہ بن جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگ جاؤ۔'' پھر سیدنا ابوالغادیہ ﷛ مزید فرمانے لگے کہ ایک موقع پر مَیں نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ فلاں (میری ایک محبوب شخصیت) کا تذکرہ برائی کے ساتھ کر رہا تھا، تو مَیں نے کہا اللہ تعالیٰ کی قسم! اگر لشکر میں تُو میرے ہتھے چڑھ گیا (تو تجھ سے نمٹ لوں گا)۔ پھر جب جنگِ صفین کا دِن برپا ہوا تو اَچانک وہی شخص مجھے (میدانِ جنگ میں) مل گیا۔ اُس نے زرہ پہن رکھی تھی، مجھے زرہ میں ایک شگاف نظر آیا تو مَیں نے تاک لگا کر نیزہ مارا اور اُسے مار ڈالا۔ لیکن پھر مجھے پتہ چلا کہ وہ (مقتول شخص تو) سیدنا عمار بن یاسر ﷛ تھے (یعنی اُس وقت تک سیدنا ابوالغادیہ ﷛ خود بھی سیدنا عمار بن یاسر ﷛ کے اَہم مرتبے سے ناواقف تھے)۔'' پھر سیدنا ابوالغادیہ ﷛ خود سے مخاطب ہوئے اور کہا (تعجب ہے کہ) ایک طرف تو اِن ہاتھوں نے چاندی کے برتن میں پانی پینے کو تو پسند نہ کیا اور دوسری طرف سیدنا عمار بن یاسر ﷛ کو قتل کر ڈالا۔ (نعوذ باللہ من ذالک) **مُسندِ اَحمد کی حدیث میں ہے:** سیدنا محمد بن عمرو تابعی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ جب سیدنا عمار بن یاسر ﷛ قتل ہوئے تو سیدنا عمرو بن حزم ﷛، حضرت عمرو بن عاص ﷛ کے پاس آئے اور کہا کہ سیدنا عمار ﷛ قتل ہو گئے ہیں اور (یاد کرو کہ) رسولُ اللہ ﷺ نے یہ پیش گوئی فرمائی تھی : '' اُن (سیدنا عمار ﷛) کو ایک باغی گروہ قتل کرے گا۔'' یہ سن کر حضرت عمرو بن عاص ﷛ فوراً گھبرا کر اُٹھ کھڑے ہوئے اور مسلسل '' انا للہ وانا الیہ راجعون '' پڑھتے ہوئے حضرت معاویہ بن ابی سفیان ﷛ کے پاس آئے۔ حضرت معاویہ ﷛ نے (اُنہیں گھبرایا ہوا دیکھ کر) پوچھا ''کیا ہوا؟ ''حضرت عمرو بن عاص ﷛ نے اُنھیں جواب دیا: ''سیدنا عمار بن یاسر ﷛ قتل ہو گئے ہیں۔'' حضرت معاویہ ﷛ نے پوچھا ''حضرت عمار بن یاسر قتل ہو گئے ہیں تو پھر کیا ہو گیا ؟ '' یہ سن کر حضرت عمرو بن عاص ﷛ نے کہا کہ میں نے خود رسولُ اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا: '' اُن (سیدنا عمار ﷛) کو ایک باغی گروہ قتل کرے گا۔'' اس پر حضرت معاویہ ﷛ نے (غصہ میں آ کر) کہا :'' تم اَپنے ہی پیشاب میں پھسل جاؤ'' اُن (سیدنا عمار ﷛) کو ہم نے قتل کیا ہے ؟؟؟ (پھر حضرت معاویہ ﷛ نے اِس واضح غلطی کی تاویل کرتے ہوئے کہا) اُنھیں تو سیدنا علی ﷛ اور اُن کے ساتھیوں نے قتل کیا ہے کہ اُنکو اَپنے ساتھ لائے اور لا کر ہمارے نیزوں کے آگے ڈال دیا۔ (نعوذ باللہ من ذالک) **مُسندِ اَحمد اور المُستدرک لِلحاکم کی حدیث میں ہے:** اِنھی حضرت عمرو بن عاص ﷛ کو جب سیدنا عمار بن یاسر ﷛ کے قتل کی خبر دی گئی تو اُنھوں نے فرمایا کہ میں نے خود رسولُ اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا: '' اُن (سیدنا عمار ﷛) کا قاتل اور اُن کا سامان (مالِ غنیمت کے طور پر) لُوٹنے والا جہنم میں جائے گا۔'' (نعوذ باللہ من ذالک) کسی نے پوچھا کہ خود آپ ﷛ بھی تو اُن (سیدنا عمار بن یاسر ﷛) سے لڑنے والے گروہ میں شامل تھے؟ تو حضرت عمرو بن عاص ﷛ نے (بھی اِس واضح غلطی کی تاویل کرتے ہوئے) کہا : ''رسولُ اللہ ﷺ نے تو صرف قاتل اور سامان لوٹنے والے (کیلئے ہی جہنم رسید ہونے) کا ذکر کیا تھا۔'' (نعوذ باللہ من ذالک) [مُسندِ احمد : 16744 (جلد - 4 ، صفحہ - 76) ، قال الشیخ زبیر علیزئی و الشیخ شعیب الارنؤوط : اِسنادہ صحیح]

[مُسندِ احمد : 17813 (جلد - 4 ، صفحہ - 199) اور 17811 (جلد - 4 ، صفحہ - 198) ، قال الشیخ شعیب الارنؤوط : اِسنادہ صحیح]

[المُستدرک لِلحاکم : 5661 ، قال الامام حاکم و الذھبی : اِسنادہ صحیح علی شرط البخاری و مُسلم ، السلسلۃ الصحیحۃ : 2008 ، قال الشیخ الالبانی : اِسنادہ صحیح]

19 **صحیح مُسلم کی حدیث میں ہے:** سیدنا ابن شماسہ تابعی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ ہم حضرت عمرو بن عاص ﷛ کے پاس آئے جبکہ وہ نزع کے عالم میں تھے، وہ کافی دیر تک روتے رہے اور اَپنا چہرہ دیوار کی طرف پھیر لیا۔ (یہ دیکھ کر) اُنکے بیٹے نے کہا: اَبا جان ! آپ ﷛ کو تو رسولُ اللہ ﷺ نے فلاں بشارت دی تھی، فلاں خوشخبری دی تھی۔ حضرت عمرو بن عاص ﷛ نے ہماری طرف رُخ پھیر کر کہا ''ہم صحابہ ﷡ (بشارتوں سے بھی بڑھ کر) زیادہ اَفضل عمل لا الہ الا اللہ مُحمد رسول اللہ کی گواہی دینے کو خیال کیا کرتے تھے۔ (اَے میرے بیٹے !) میری زندگی میں 3- اَدوار گزرے ہیں۔ پہلے (دَورِ جاہلیت میں) میرا یہ حال تھا کہ مجھ سے بڑھ کر کوئی اور شخص رسولُ اللہ ﷺ سے زیادہ نفرت رکھنے والا نہیں تھا اور میری یہ شدید خواہش تھی کہ میرا بس چلے تو میں آپ ﷺ کو قتل کر ڈالوں (نعوذ باللہ من ذالک)۔ اگر مَیں اُسی دَور میں مر جاتا تو یقیناً جہنمی ہوتا۔ پھر (میری زندگی کا دوسرا دَور اُس وقت آیا) جب اللہ تعالیٰ نے میرے دِل میں اِسلام (کی محبت کو) ڈال دیا، تو میں رسولُ اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: آپ ﷺ اَپنا ہاتھ مبارک بڑھایئے، مَیں بیعت کرنا چاہتا ہوں۔ آپ ﷺ نے اَپنا دایاں ہاتھ مبارک آگے دراز فرمایا تو مَیں نے اَپنا ہاتھ (پیچھے) کھینچ لیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اَے عمرو ! یہ کیا حرکت ہے ؟ مَیں نے عرض کیا کہ مَیں (قبولِ اسلام سے پہلے) شرط عائد کرنا چاہتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا شرط ہے ؟ مَیں نے عرض کیا: مجھے (اَپنے گزشتہ گناہوں کی) معافی چاہیے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تجھے علم نہیں کہ اِسلام لانے سے پچھلے تمام گناہ مِٹ جاتے ہیں اور حج کرنے سے بھی پچھلے تمام گناہ مِٹ جاتے ہیں۔ (پھر میں نے اِسلام قبول کر لیا تو) اُس کے بعد تو آپ ﷺ سے بڑھ کر مجھے کوئی اور محبوب نہ رہا اور نہ ہی میری نگاہوں میں کوئی اور آپ ﷺ سے زیادہ معزز رہا۔ میں آپ ﷺ کی تعظیم کے باعث کبھی بھی آپ ﷺ کو آنکھ بھر کے نہ دیکھ سکا۔ اور (میری حالت یہاں تک ہوئی کہ) اگر کوئی مجھ سے آپ ﷺ کا حُلیہ مبارک بیان کرنے کو کہے تو مَیں بیان نہ کر سکوں گا کیوں کہ میں نے آپ ﷺ کو کبھی نظر بھر کے دیکھا ہی نہیں تھا۔ اس (دوسرے) دَور میں اگر مجھے موت آ جاتی تو اُمید تھی کہ مَیں اہلِ جنت میں سے ہوتا۔ پھر (میری زندگی کا تیسرا دَور اُس وقت آیا) جب آپ ﷺ کے بعد ہمیں کئی اَیسے معاملات (حکمرانی سے متعلق) درپیش ہوئے کہ اَب مجھے علم نہیں کہ مَیں اُن میں کیسا رہا ہوں (یعنی برحق یا ناحق)۔ اَب جبکہ مَیں مر جاؤں تو (رَسم کے طور پہ) میرے (جنازے کے) ساتھ کوئی نوحہ کرنے والی یا آگ اُٹھانے والی نہ جائے۔ پھر جب تُم مجھے دفن کر چکو تو میری قبر پہ (سنت کے مطابق پانی کا) چھڑکاؤ کرنا اور میری قبر پر اِتنی دیر ٹھہر جانا کہ جتنا وقت ایک اُونٹ ذبح کر کے اُس کا گوشت بانٹنے میں لگتا ہے تا کہ اَپنی قبر پہ تمہاری موجودگی

کے باعث گھبراہٹ سے محفوظ رہوں اور اَپنے ربِ کریم کے بھیجے ہوئے (فرشتوں) سے ہم کلام ہوسکوں (یعنی قبر کے سوالات کے جوابات میں مجھے اِستقامت نصیب ہوسکے۔) ''

مُسندِ اَحمد کی حدیث میں ہے: جب حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی موت کا وقت قریب آیا تو وہ رونے لگے۔ اُن کے بیٹے سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے پوچھا: ''کیا آپ رضی اللہ عنہ موت کے خوف سے رو رہے ہیں؟'' تو اُنھوں نے فرمایا: '' نہیں اللہ تعالیٰ کی قسم! بلکہ مَیں تو (موت کے) بعد (والے مراحل) سے ڈرتا ہوں۔ (**نوٹ**: اَگلے اَلفاظ اِس حدیث میں وہی ہیں جو اوپر صحیح مسلم کے طریق میں گزر چکے ہیں)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ پھر مَیں اس کے بعد (اَپنے تیسرے دور میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی) بادشاہت میں جا ملا اور کچھ اَیسے کام ہوئے (یعنی خلیفہ برحق سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے خلاف خروج) کہ مَیں نہیں جانتا کہ وہ غلط ہیں یا صحیح ؟ (**نوٹ**: اَگلے اَلفاظ اِس حدیث میں بھی وہی ہیں جو اوپر صحیح مسلم کی حدیث میں گزر چکے ہیں)۔''

مُسندِ اَحمد کی حدیث میں ہے: سیدنا ابونوفل تابعی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ پر موت کے وقت سخت گھبراہٹ طاری ہوئی، تو اُن کے بیٹے سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے پوچھا: '' اَے ابوعبداللہ ! یہ گھبراہٹ کیونکر ہے حالانکہ آپ رضی اللہ عنہ تو رسولُ اللہ ﷺ کے مقرب تھے اور آپ ﷺ آپکو خصوصی ذمہ داریاں بھی سونپا کرتے تھے ؟ '' حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں بیٹا ! یہ سب کچھ تو تھا لیکن مَیں تمہیں (اَپنے دِل کی) اَصل بات بتاتا ہوں: '' اللہ تعالیٰ کی قسم! مجھے یہ معلوم نہیں کہ (آپ ﷺ کی) یہ نوازش محبت کی بنا پر تھی یا میری تالیف قلب (دِل جوئی) کیلئے تھی۔ اَلبتہ مَیں تمہیں گواہی دے کر اُن دو (خوش قسمت) اَفراد کے بارے میں بتاتا ہوں کہ جن سے رسولُ اللہ ﷺ تاحیات راضی رہے۔ پہلا سیدہ سمیہ رضی اللہ عنہا کا بیٹا (سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ) اور دوسرا سیدہ اُمِ عبد رضی اللہ عنہا کا بیٹا (سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ)۔ پھر جب حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ اَپنی بات مکمل کر چکے تو اُنہوں نے اَپنا ہاتھ اَپنی ٹھوڑی کے نیچے رکھا اور عرض کی: '' اَے اللہ تعالیٰ ! تو نے ہمیں حکم دیا لیکن ہم نے اُس (تیرے حکم) کو چھوڑ دیا، اور تو نے ہمیں (کچھ کاموں سے) منع کیا لیکن ہم وہی کام کر گزرے، تیری مغفرت کے بغیر کوئی چارہ نہیں۔'' سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کا بیان ہے: ''حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بس اِسی دُعا کی تکرار کرتے رہے یہاں تک کہ کچھ دیر بعد آپ رضی اللہ عنہ کا اِنتقال ہوگیا۔'' مُسندِ اَحمد کی حدیث میں ہے: سیدنا حنظلہ بن خویلد تابعی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ مَیں حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کے پاس تھا کہ اَچانک وہاں دو آدمی سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے کٹے ہوئے سر کو لئے جھگڑتے آئے۔ اُن میں سے ہر ایک کا یہی دعویٰ تھا کہ اُس نے اُنھیں قتل کیا ہے۔ (نعوذ باللہ من ذالک)۔ (یہ منظر دیکھ کر) سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا: '' تم دونوں (بجائے اِس قتل پر فخر کرنے کے) اِس (دعویٰ قتل کو) اَپنے ساتھی کے حق میں ہی چھوڑ دو کیونکہ رسولُ اللہ ﷺ نے تو اِرشاد فرمایا: '' اُن (سیدنا عمار رضی اللہ عنہ) کو ایک باغی گروہ قتل کرے گا۔'' یہ سن کر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے (غصہ میں آ کر سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے والد عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے) کہا: '' اَے عمرو! اَپنے مجنون (بیٹے) سے تو ہماری جان چھڑاؤ ! اور (اَے عبداللہ!) تیرا ہمارے ساتھ کیا کام ہے؟ (یعنی ہمارے گروہ سے نکل جاؤ)۔ سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو جواب دیتے ہوئے فرمایا '' میرے باپ نے (ایک بار) رسولُ اللہ ﷺ سے میری شکایت کی تھی تو آپ ﷺ نے مجھے حکم دیا تھا کہ زندگی بھر اَپنے باپ کی اطاعت کرتے رہنا اور اُس کی حکم عدولی نہ کرنا، لہٰذا مَیں (رسولُ اللہ ﷺ کا اِحترام کرتے ہوئے) تمہارے ساتھ تو رہوں گا مگر (خلیفہ برحق سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے خلاف) لڑائی میں حصہ نہیں لوں گا۔''

[صحیح مُسلم : 321 ، مُسندِ احمد : 17815 اور 17816 (جلد - 4 ، صفحہ - 199) ، 6929 (جلد - 2 ، صفحہ - 206) ، قال الشیخ شعیب الارنؤوط : اِسنادہ صحیح]

نوٹ اِمام بدرالدین عینی حنفی رحمہ اللہ (اَلمُتوفّٰی-855 ھجری) لکھتے ہیں: ''اِمام کرمانی رحمہ اللہ نے کہا کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ دونوں ہی مجتہد تھے، زیادہ سے زیادہ یہ ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو اِجتہاد میں خطا لاحق ہوگئی، اُن کو ایک اَجر ملے گا جبکہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو دو اَجر ملیں گے۔ (اِس دَعویٰ پر اِمام بدرالدین عینی حنفی رحمہ اللہ کہتے ہیں) مَیں کہتا ہوں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خطا کو اِجتہادی خطا کیسے کہہ دیا جائے اور اُنکے اِجتہاد پر کیا دلیل ہے؟ حالانکہ اُن کو یہ حدیث (جو صحیح بخاری اور صحیح مسلم کے حوالے سے اوپر گزر چکی ہے) پہنچ چکی تھی جس میں رسولُ اللہ ﷺ نے یہ فرمایا ہے: ''اَفسوس! ابن سُمیّہ رضی اللہ عنہ کو ایک باغی جماعت قتل کرے گی۔'' اور ابن سُمیّہ رضی اللہ عنہ ، عمار ابن یاسر رضی اللہ عنہ ہیں اور اُن کو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے گروہ نے (جنگ صفین میں) قتل کیا۔ کیا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اِس پر راضی نہیں کہ (صحابی ہونے کی برکت سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے) اُن کو برابر چھوڑ دیا جائے، چہ جائیکہ اُن کو (خلیفہ برحق سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے خلاف بغاوت پر) ایک اَجر بھی ملے۔''

[عُمدةُ القاری شرح صحیح البُخاری لامام بدر الدین عینی حنفی، تحت الحدیث : صحیح بُخاری : 7083]

20 اَلمُصنف ابنِ ابی شیبة کی حدیث میں ہے: سیدنا عبدالرحمٰن تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ساتھ نمازِ فجر اَدا کی تو اُنہوں نے قنوتِ نازلہ پڑھی جس میں یہ دُعا فرمائی : '' اَے اللہ تعالیٰ تو خود معاویہ اور اُس کے شیعہ (حامیوں) سے نمٹ لے، اور عمرو بن العاص اور اُس کے شیعہ (حامیوں) سے نمٹ لے، اور ابوسلمی اور اُس کے شیعہ (حامیوں) سے نمٹ لے، اور عبداللہ بن قیس اور اُس کے شیعہ (حامیوں) سے نمٹ لے۔'' اَلمُصنف ابنِ ابی شیبة کی حدیث میں ہے: سیدنا یزید بن اَصم تابعی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ جب سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے جنگ صفین کے مقتولین کے (اُخروی انجام کے) متعلق پوچھا گیا تو اُنھوں نے اِرشاد فرمایا: ''(مجھے اللہ تعالیٰ سے اُمید ہے کہ) ہمارے اور اُن کے مقتولین (عوامُ النّاس) جنت میں ہوں گے اور (قیامت کے دِن) بالآخر معاملہ (فیصلے کیلئے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں) میرے اور معاویہ کے درمیان پہنچے گا۔''

[اَلمُصنف ابنِ ابی شیبة : 7050، قال الشیخ زبیر علیزئی فی مقالات جُز-6 : اِسنادہ صحیح ، اَلمُصنف ابنِ ابی شیبة : 37880 ، قال الشیخ اِرشاد الحق الاثری : اِسنادہ صحیح]

21 صحیح مُسلم کی حدیث میں ہے: سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسولُ اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا : ''(میرے بعد میری اُمت کے) لوگ 2- گروہوں میں تقسیم ہو جائیں گے (یعنی سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ) پھر اِن دونوں (مسلمان) گروہوں کے اَندر ہی سے ایک (تیسرا) فرقہ (یعنی خوارج کا) اَلگ ہو جائے گا اور اُس اَلگ ہو جانے والے فرقہ (خوارج) سے وہ گروہ قتال کرے گا جو اُن دونوں گروہوں میں سے ''اَقرب اِلی الحق'' ہوگا۔ (یعنی سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا گروہ)۔''

[صحیح مُسلم : 2459]

نوٹ '' اَقرب اِلی الحق'' سے مراد ہے: '' حق والا گروہ '' اور دلیل اِسکی یہ ہے کہ قرآنِ حکیم میں خود اللہ تعالیٰ نے غزوہ اُحد کے موقعہ پر منافقین کے واضح کفر کیلئے بھی ''اَقرب'' کا لفظ اِستعمال فرمایا ہے: [سُورۃُ آل عمران : 167] چنانچہ اِسی ضمن میں **سُنن الکبریٰ لِلبیھقی کی حدیث میں ہے:** سیدنا عمار بن یاسر ﷛ نے فرمایا:''مت کہو کہ اہلِ شام (یعنی حضرت معاویہ ﷛ کے گروہ) نے کفر کیا بلکہ کہو کہ اُنھوں نے فِسق (گناہِ کبیرہ) کیا، یا پھر کہو کہ (اَپنی جانوں پر) ظلم کیا۔'' [سُنن الکبریٰ لِلبیھقی : 16498 ، اِسنادہ صحیح]

22 **صحیح بُخاری اور صحیح مُسلم کی حدیث میں ہے:** سیدنا ابوسعید خدری ﷛ بیان فرماتے ہیں کہ رسولُ اللہ ﷺ مالِ غنیمت تقسیم فرما رہے تھے کہ عبداللہ ابن ذوالخویصرہ تمیمی آیا اور کہنے لگا: ''اَے محمد ﷺ! اِنصاف کرو'' آپ ﷺ نے جلال میں آ کر فرمایا : '' تو برباد ہو ! جب میں ہی انصاف نہ کروں گا تو اور کون کرے گا ؟ '' سیدنا عمر بن خطاب ﷛ نے عرض کی : مجھے اجازت دیجئے کہ اِس (گستاخ) کو قتل کر دوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا : ''رہنے دو ! اِس کے کچھ ساتھی (مستقبل میں) اَیسے بھی ہوں گے کہ تم اپنی نماز کو اُن کی نماز اور اپنے روزے کو اُن کے روزے کے مقابلے میں حقیر سمجھو گے (یعنی وہ خوارج بہت عبادت گزار ہونگے) یہ لوگ دین میں سے یوں خارج ہو جائیں گے جیسے تیر اپنے ہدف سے آر پار نکل جاتا ہے اور اُس تیر کے اگلے پچھلے اور درمیانے کسی بھی حصے پر کوئی نشان نہیں لگا ہوتا اور وہ گوبر اور خون میں سے صاف نکل جاتا ہے۔ اُن خوارج کی ایک نشانی یہ ہوگی کہ اُن میں سے ایک شخص کا کٹا ہوا بازو عورت کے پستان جیسا ہوگا اور یہ لوگ اِختلاف (جو سیدنا علی ﷛ اور حضرت معاویہ ﷛ کے درمیان ہوا) کے وقت ظاہر ہوں گے۔'' سیدنا ابوسعید خدری ﷛ بیان فرماتے ہیں کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے خود رسولُ اللہ ﷺ کو (یہ سب باتیں) فرماتے ہوئے سنا تھا اور میں (یہ بھی) گواہی دیتا ہوں کہ سیدنا علی ﷛ نے ہی اُن خوارج کو (جنگ نہروان میں) قتل کیا اور میں بھی آپ ﷛ کے ساتھ تھا اور پھر (خوارج میں سے) ایک شخص کی لاش لائی گئی جس میں وہ تمام علامات موجود تھیں جو رسولُ اللہ ﷺ نے (پیش گوئی) ذکر فرمائی تھیں۔ اور اِسی سے متعلق قرآن کی یہ آیت بھی نازل ہوئی:'' اور اُن میں سے بعض آپ ﷺ پر صدقات (کی تقسیم) میں طعن کرتے ہیں۔'' : [سُورۃُ التوبة :58] [صحیح بُخاری : 6933 ، صحیح مُسلم : 2456]

23 **سُنن نسائی الکبریٰ کی حدیث میں ہے:** سیدنا عبداللہ بن عباس ﷛ بیان فرماتے ہیں کہ جب حروریہ (خوارج) کا ظہور ہوا تو اُنہوں نے ایک الگ جگہ کو اپنا مسکن بنا لیا اور اُن کی تعداد 6000 تھی۔ میں نے امیر المومنین سیدنا علی ابن ابی طالب ﷛ سے عرض کی کہ آپ ﷛ نماز (ظہر) تھوڑی ٹھنڈی (یعنی مؤخر) کر دیں تاکہ میں اُن لوگوں (خوارج) سے گفت و شنید کر سکوں۔ سیدنا علی ابن ابی طالب ﷛ نے فرمایا: مجھے خوف ہے کہ وہ تمہیں کوئی نقصان نہ پہنچائیں۔ میں نے عرض کی کہ قطعاً اَیسا کوئی امکان نہیں ہے۔ چنانچہ میں نے اَچھا لباس زیبِ تن کیا اور بال سنوارے اور اُن کے پاس پہنچ گیا۔ عین دوپہر کا وقت تھا اور وہ کھانا کھا رہے تھے۔ اُنہوں نے (مجھے دیکھ کر) کہا: مرحبا اَے ابن عباس! کہو کیسے آنا ہوا ؟ میں نے جواب دیا: میں تمہارے پاس مہاجر و انصار صحابہ ﷡، رسولُ اللّٰہ ﷺ کے چچازاد اور داماد (سیدنا علی ابن ابی طالب ﷛) کی طرف سے آیا ہوں۔ اُن (کے حالات) پر قرآن حکیم اُترا، لہٰذا وہ قرآن کی تفسیر تم سے کہیں بہتر جانتے ہیں اور تم میں اُن جیسا (فضیلت والا) کوئی بھی موجود نہیں۔ (میرے آنے کی غرض یہ ہے کہ) میں تمہیں اُن کا موقف پہنچا دوں اور تمہارا موقف اُن تک پہنچا دوں۔ چنانچہ (یہ بات سن کر) اُن میں سے بہت سے لوگ میرے پاس آ بیٹھے۔ میں (سیدنا عبداللہ بن عباس ﷛) نے اُن (خوارج سے) سوال کیا : مجھے اِس بات کی دلیل دو کہ کس دلیل کی روشنی میں تم لوگوں نے صحابہ ﷡ اور رسولُ اللّٰہ ﷺ کے چچازاد اور داماد (سیدنا علی ابن ابی طالب ﷛) سے دشمنی مول لے لی ہے ؟ اُنہوں نے کہا : اِس اختلاف کی 3- وجوہات ہیں۔ میں نے کہا : وہ 3- وجوہات کون سی ہیں ؟ اُن میں سے ایک نے کہا: پہلی بات تو یہ ہے کہ اُنھوں (سیدنا علی ابن ابی طالب ﷛) نے اللہ تعالیٰ کے معاملے میں اِنسانوں کو قاضی ٹھہرا لیا ہے، حالانکہ اللّٰہ تعالیٰ کا فرمان ہے: '' فیصلے کا اختیار صرف اللّٰہ تعالیٰ کو حاصل ہے۔'' [اَلانعام : 57] لہٰذا اِس معاملے میں انسانوں کے فیصلے سے کیا سروکار ؟ میں نے کہا : یہ ایک اعتراض ہوا (یعنی اگلا اعتراض بتاؤ ؟) اُنہوں نے دوسرا سبب یہ بتایا کہ اُنھوں (سیدنا علی ابن ابی طالب ﷛) نے (سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے گروہ کے ساتھ جنگ جمل اور حضرت معاویہ ﷛ کے گروہ کے ساتھ جنگ صفین میں) جنگ کی مگر نہ تو اُن کے قیدیوں کو لونڈی اور غلام بنایا اور نہ ہی مالِ غنیمت جمع کیا ! اگر وہ کافر تھے تو اُنہیں قیدی بنانا بھی درست تھا اور اگر وہ مومنین تھے تو سرے سے اُن کے ساتھ قتال کرنا بھی غلط ہوا ! میں نے کہا ''یہ دو باتیں تو ہو گئیں اَب تیسرا اِعتراض بتاؤ ؟ اُنہوں نے کہا: اُنہوں (سیدنا علی ابن ابی طالب ﷛) نے (حضرت معاویہ ﷛ کے ساتھ معاہدے کی تحریر میں) اَپنے نام سے لفظ ''اَمیر المومنین'' مٹوا دیا ہے، لہٰذا اگر وہ اَمیر المومنین نہیں ہیں تو کیا اَمیر الکافرین ہیں ؟ میں نے کہا : اِن 3- اِشکال کے علاوہ کوئی اور اِعتراض بھی ہے ؟ اُنہوں نے کہا: نہیں ! یہی 3- کافی ہیں۔ میں نے کہا: اگر تمہیں اللّٰہ تعالیٰ کی کتاب اور رسولُ اللہ ﷺ کی سنت سے کچھ پیش کروں جس سے تمہارے اِشکالات حل ہو جائیں تو مان لو گے ؟ اُنہوں نے کہا : جی ہاں بالکل! میں (سیدنا عبداللہ بن عباس ﷛) نے کہا : تمہارا یہ اِعتراض کہ سیدنا علی ابن ابی طالب ﷛ نے اللہ تعالیٰ کے معاملے میں اِنسانوں کو قاضی ٹھہرا لیا ہے (اور یوں کفر کا اِرتکاب کیا)، تو میں تمہیں اللّٰہ تعالیٰ کی کتاب ہی میں سے دکھا دیتا ہوں کہ اللّٰہ تعالیٰ نے ایک چوتھائی درہم کی مالیت (جیسی حقیر رقم) پر فیصلہ انسانوں کے سپرد فرمایا ہے کہ وہ اِس کا فیصلہ کریں، دیکھو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : ''اَے ایمان والو ! حالتِ اِحرام میں شکار مت کرو اور تم میں سے جو جان بوجھ کر ایسا کر بیٹھے تو (اُس شکار) کے برابر کسی جانور کو بطور کفارہ پیش کرے، جس کا فیصلہ تم میں سے 2- معتبر افراد کریں گے۔'' [اَلمائدۃ : 95] اَب دیکھو کہ یہ معمولی اور چھوٹا سا فیصلہ اللّٰہ تعالیٰ نے بندوں کے سپرد فرمایا جبکہ وہ خود ہی فیصلہ فرما سکتا تھا مگر پھر بھی اُس نے انسانی فیصلے کو جائز رکھا۔ میں تمھیں اللّٰہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ (انسانی فیصلے سے) اُمورِ مسلمین کی اصلاح کرنا اور اَمن کی خاطر باہمی خونریزی روکنا زیادہ اَہم اور افضل ہے یا (حالتِ احرام میں شکار کیے گئے) خرگوش کا معاملہ زیادہ ضروری ہے ؟ اُن (خوارج) نے جواب دیا : کیوں نہیں! یہی (مسلمانوں کے درمیان صلح کروانا ہی) زیادہ افضل ہے۔ (پھر میں نے دوسری دلیل دیتے ہوئے کہا:) اللہ تعالیٰ نے عورت اور اُس کے شوہر کے بارے میں فرمایا: '' اگر تمہیں اُن کے مابین ناچاکی کا خوف ہو تو اُس (مرد) کی طرف سے ایک ثالث اور اُس (عورت) کی طرف سے ایک ثالث مقرر کر لو۔'' [اَلنساء : 35] میں تمہیں اللّٰہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں

کہ (انسانی فیصلے سے) اُمورِ مسلمین کی اصلاح کرنا اور اَمن کی خاطر باہمی خونریزی روکنا زیادہ اَہم اور افضل ہے یا محض ایک عورت کے اِزدواجی معاملے کو سنوارنا زیادہ افضل ہے؟ اُنہوں نے کہا: بالکل ٹھیک! پھر میں نے کہا: تمہارا یہ اِعتراض کہ سیدنا علی ابن ابی طالب ؓ نے قتال تو کیا مگر (فریقِ مخالف کو) جنگی قیدی نہیں بنایا اور نہ (اُن کے مال سے) غنیمت حاصل کی۔ مجھے یہ بتاؤ کہ کیا تم اَپنی ماں اُم المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو جنگی قیدی بنانا چاہتے ہو ؟ اور دیگر جنگی قیدی خواتین کی طرح اُنھیں بھی اَپنے لئے حلال کرنا چاہتے ہو جبکہ وہ تمھاری ماں ہے ! اگر تمہارا جواب یہ ہو کہ ہم اُنھیں دیگر قیدی عورتوں کی طرح حلال جانتے ہیں تو تم کافر ہو جاؤ گے اور اگر یہ کہو کہ وہ تو ہماری ماں ہی نہیں تو پھر بھی یہ کفر ہو گا کیونکہ اللّٰہ تعالیٰ نے فرمادیا ہے: ''نبی ﷺ مومنین پر اُن کی جانوں سے بڑھ کر حق رکھتے ہیں اور اُن کی بیویاں اُن (مومنین) کی مائیں ہیں۔'' [اَلاحزاب : 6] اِس طرح تم دو بڑی گمراہیوں میں پھنس گئے ہو اور مجھے اِن سے نکل کے دکھاؤ ؟ دوسرے اِعتراض کا جواب مل گیا؟ اُنھوں نے کہا: جی ہاں! پھر میں نے کہا کہ تمہارا یہ اعتراض کہ (چونکہ حضرت معاویہ ؓ کے اِعتراض کرنے پر، کیونکہ حضرت معاویہ ؓ سیدنا علی ابن ابی طالب ؓ کو خلیفہ نہیں تسلیم کرتے تھے اِس لئے) سیدنا علی ابن ابی طالب ؓ نے خود اَپنے مرضی سے لفظ اَمیر المومنین مٹوا دیا ہے تو اِس کا جواب وہ دوں گا جو تمہیں پسند ہو گا۔ دیکھو ! رسولُ اللّٰہ ﷺ نے صلح حدیبیہ میں تحریر کراتے وقت اپنا نام '' محمد رسولُ اللّٰہ ﷺ '' لکھوایا تھا، جس پر کفار نے اِعتراض کیا کہ سارا جھگڑا ہی اِسی بات کا ہے کہ ہم آپ ﷺ کو اللّٰہ تعالیٰ کا رسول نہیں مانتے ، چنانچہ آپ ﷺ نے سیدنا علی ابن ابی طالب ؓ (جو یہ تحریر لکھ رہے تھے) سے اِرشاد فرمایا کہ اَے علی ؓ ! یہ (الفاظ) مٹا دو، اَے اللہ تعالیٰ تجھے معلوم ہے کہ میں تیرا رسول ہوں، اَے علی ؓ ! یہ لکھ دو : '' محمد بن عبداللہ ''۔ (باقی تفصیل آگے حدیث نمبر:45 کے تحت آرہی ہے)۔ اللّٰہ تعالیٰ کی قسم! رسولُ اللہ ﷺ ، سیدنا علی ؓ سے کہیں زیادہ بہتر ہیں پھر بھی اُنھوں نے لفظ ''رسولُ اللہ ﷺ'' کو خود کہہ کر مٹوا دیا جس سے آپ ﷺ کی شانِ نبوت میں کوئی فرق نہیں پڑا۔ تیسرے اِعتراض کا جواب بھی مل گیا ؟ اُنھوں نے کہا : جی ہاں ! چنانچہ (اِس علمی مباحثے کی برکت سے) اُن میں سے 2000- افراد اُسی موقع پر تائب ہو کر واپس لوٹ آئے جبکہ باقی 4000- خوارج مہاجر و انصار صحابہ رضی اللہ عنھم اجمعین کے ہاتھوں گمراہی کی حالت میں مارے گئے۔''

[سُنن نسائی الکبریٰ : 8575 ، قال الشیخ غلام مصطفیٰ ظهیر فی خصائصِ علی : اِسناده صحیح]

24 **المُصنف ابنِ ابی شیبة کی حدیث میں ہے:** سیدنا طارق بن شہاب تابعی رحمه اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں سیدنا علی ابن ابی طالب ؓ کے پاس تھا تو اُن سے سوال کیا گیا کہ اہل نہروان (یعنی خوارج) مشرکین ہیں ؟ آپ ؓ نے فرمایا کہ (نہیں) شرک سے تو وہ بھاگے ہیں (یعنی مسئلہ تحکیم پر اُنھوں نے توحید کا ہی تو بہانہ بنایا تھا تو وہ مشرک کیونکر ہو سکتے ہیں) پھر پوچھا گیا تو کیا پھر وہ منافق ہیں؟ فرمایا نہیں ! منافقین تو اللّٰہ تعالیٰ کو بہت ہی کم یاد کرنے والے ہوتے ہیں (یعنی خوارج تو حد سے زیادہ عبادت گزار ہیں تو وہ منافق کیونکر ہو سکتے ہیں) پھر پوچھا گیا کہ آخر وہ (خوارج) کیا ہیں؟ سیدنا علی ؓ نے فرمایا: ''یہ (ہمارے) اَیسے لوگ ہیں جنھوں نے ہمارے خلاف بغاوت کی ہے۔ (صرف باغی ہیں مشرک یا منافق نہیں)''

سُنن الکبریٰ لِلبیهقی کی حدیث میں ہے: سیدنا نافع تابعی رحمه اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن عمر ؓ ''خشبیه '' (یعنی مختار ثقفی کے گروہ کے لوگوں) اور خوارج کو سلام کہا کرتے تھے حالانکہ وہ (مسلمانوں سے) برسرِ قتال رہتے تھے۔ اور سیدنا عبداللہ بن عمر ؓ فرمایا کرتے تھے: '' جو کوئی ''حی علی الصلوة'' کہہ کر مجھے نماز کیلئے بلائے گا تو میں اُس کی دعوت قبول کروں گا (یعنی اُس کے پیچھے نماز پڑھوں گا) اور جو کوئی ''حی علی الفلاح'' کہہ کر بلائے گا میں اُس کی پکار پر بھی لبیک کہوں گا (یعنی اُس کے پیچھے نماز پڑھتا رہوں گا)۔ مگر جو کوئی مجھے یہ کہے گا کہ آؤ اَپنے مسلمان بھائیوں سے جنگ کریں اور اُن کا مال لوٹیں تو پھر میں اِنکار ہی کروں گا۔''

[المُصنف ابنِ ابی شیبة : 37942 اِسناده صحیح ، سُنن الکبریٰ لِلبیهقی : 5088 ، قال الشیخ زبیر علیزئی فی مقالات جُز-1 : اِسناده صحیح]

25 **المُستدرک للحاکم اور سُنن نسائی الکبری کی حدیث میں ہے:** سیدنا عمار بن یاسر ؓ بیان فرماتے ہیں کہ غزوۂ ذی العشیرہ کے دوران میں اور سیدنا علی ؓ رفیقِ سفر تھے، رسولُ اللّٰہ ﷺ نے وہاں پڑاؤ ڈالا اور (کچھ دیر) مقیم رہے۔ اِسی دوران ہم نے بنی مدلج کے کچھ لوگوں کو کھجور کے باغات میں کام کرتے دیکھا تو سیدنا علی ؓ اور میں اُنکے پاس آئے اور کچھ دیر تک اُن کا کام دیکھتے رہے، پھر ہم پر نیند غالب آ گئی تو ہم دونوں جا کر کھجور کے چھوٹے پودوں میں مٹی پر لیٹ کر سو گئے۔ پھر رسولُ اللہ ﷺ ہی نے آکر اَپنے پاؤں مبارک سے ہمیں ہلا کر بیدار فرمایا اور ہماری حالت یہ تھی کہ ہم گرد سے خوب آلودہ ہو چکے تھے۔ (اِس موقع پر) رسولُ اللّٰہ ﷺ نے سیدنا علی ؓ سے فرمایا:'' اَے ابوتراب (یعنی مٹی والے) اُٹھو ! پھر فرمایا: ''میں تم دونوں کو سب اِنسانوں سے بڑھ کر دو بدبخت اَفراد کے بارے میں نہ بتاؤں؟'' ہم نے عرض کیا ضرور بتائیے۔ رسولُ اللہ ﷺ نے فرمایا: '' (پہلا بدبخت تو وہ) قومِ ثمود کا احیمر نامی شخص تھا جس نے اونٹنی کی کونچیں کاٹ ڈالی تھیں اور دوسرا (بدبخت) وہ شخص ہے جو اَے علی ؓ ! تمہارے سر پر تلوار سے ضرب لگائے گا اور تمہاری داڑھی کو سر کے خون سے رنگ دے گا۔''

[المُستدرک لِلحاکم : 4679 ، قال الامام حاکم و الامام الذهبی : اِسناده صحیح علی شرط مُسلم ، السلسلة الصحیحة : 1743 ، قال الشیخ الالبانی : اِسناده صحیح]
[سُنن نسائی الکبریٰ : 8538 ، قال الشیخ غلام مصطفیٰ ظهیر فی خصائصِ علی تحت الحدیث 8538 : اِسناده صحیح]

نوٹ چوتھے خلیفہ راشد سیدنا علی ؓ کی خلافت ایک آخری کوشش تھی کہ سیدنا ابوبکر ؓ اور سیدنا عمر ؓ کی اُسی خلافت راشدہِ محفوظہ کو دوبارہ بحال کر دیا جاتا کہ جس کو تیسرے خلیفہ راشد سیدنا عثمان ؓ کے دورِ خلافت میں (سیدنا عثمان ؓ نے خود تو نہیں بلکہ اُن کے چند رشتہ دار) بنواُمیہ کے شریر گورنروں نے عملی طور پر خلافت راشدہِ مفتونہ بنا دیا تھا اور صحیح الاسناد اَحادیث میں اِن فتنوں کی پیش گوئی بھی پہلے سے موجود تھی۔ لیکن سیدنا علی ؓ کی شہادت کے بعد قومِ ثمود کی طرح اِس اُمت پر بھی ملوکیت کا عذاب مسلط ہو گیا جو آج تک کسی نہ کسی شکل میں باقی ہے۔ چنانچہ اِسی ضمن میں **المُستدرک للحاکم اور مجمعُ الزوائد کی حدیث میں ہے:** سیدنا عبداللہ بن عمر ؓ فرمایا کرتے: '' مجھے پوری زندگی کسی بھی چیز کا اِتنا اَفسوس نہیں ہے جتنا اِس بات پر کہ میں نے سیدنا علی ؓ کے ساتھ مل کر (قرآنی حکم : اَلنساء : 59 اور اَلحجرات : 9 کے مطابق) باغی گروہ کے خلاف جنگ (جمل، صفین اور نہروان) نہیں کی۔''

[المُستدرک لِلحاکم : 6360 ، قال الامام حاکم : اِسناده صحیح ، مجمعُ الزوائد : 12054 ، قال الامام الهیثمی : اِسناده صحیح]

C رسولُ اللہ ﷺ نے اَپنی وفات سے ایک مہینہ قبل مستقبل میں ہونیوالے حکومتی بگاڑ سے متعلق غیبی خبریں دے دیں تھیں ! 13

26 **صحیح بُخاری کی حدیث میں ہے:** سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسولُ اللہ ﷺ نے 8 سال بعد (یعنی اَپنی وفات والے سال 11 ہجری میں) شہدائے اُحد کا جنازہ (میدانِ اُحد کے قبرستان میں) پڑھا (اور آپ ﷺ کا اَنداز یوں تھا کہ) گویا آپ ﷺ زندوں اور مردوں ہر ایک سے رخصت ہونے والے ہیں۔ پھر آپ ﷺ منبر پر چڑھے اور فرمایا: ''میں تمہارا پیش رو ہوں اور میں تم پر گواہ بھی ہوں اور (آئندہ) تمہاری اور میری ملاقات حوض (کوثر) پر ہوگی، جسے میں یہیں سے اِس وقت دیکھ رہا ہوں۔ اور بیشک مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں عطا فرمائی ہیں (یعنی میری اُمت کو سلطنت روم اور سلطنت فارس کے خزانوں کا مالک بنایا جائے گا)۔ مجھے (اَپنے بعد) تمہارے متعلق یہ خوف نہیں کہ تم مشرک ہو جاؤ گے لیکن اِس بات سے ڈرتا ہوں کہ دنیا میں مگن ہو جاؤ گے۔'' سیدنا عقبہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ اُس موقع پر میں نے آپ ﷺ کو آخری بار منبر پر دیکھا۔ **صحیح مُسلم کی حدیث میں ہے:** سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسولُ اللّٰہ ﷺ نے مقتولینِ اُحد کا جنازہ پڑھا اور پھر منبر پر چڑھے اِس انداز سے کہ گویا زندوں اور مردوں کو الوداع کہنے والے ہوں، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں حوض (کوثر) پر تمہارا پیش رو ہوں اور اُس (حوضِ کوثر) کی چوڑائی ایلہ اور جحفہ (کی درمیانی مسافت) کے برابر ہے، مجھے یہ خوف تو نہیں کہ تم (یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) میرے بعد شرک کرنے لگ جاؤ گے مگر ڈر اِس بات کا ہے کہ تم دنیا کے حریص بن جاؤ گے اور (دنیا کی خاطر) آپس میں قتال کرو گے اور بالآخر ہلاک ہو جاؤ گے جس طرح تم سے پہلے کے لوگ ہلاک ہو چکے ہیں۔'' سیدنا عقبہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے: ''اُسی موقع پر میں نے آخری بار منبر پہ آپ ﷺ کا دیدار کیا تھا۔'' [صحیح بُخاری : 4042 ، صحیح مُسلم : 5977]

27 **صحیح مُسلم کی حدیث میں ہے:** سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ (فتحِ مکہ کے موقعہ پر جب ابوسفیان نے اِسلام قبول کرلیا تو) مسلمان نہ تو حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھتے تھے نہ ہی اُن کے ساتھ بیٹھتے تھے (کیونکہ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے اِسلام لانے سے پہلے پوری زندگی مسلمانوں سے جنگیں کیں اور مسلمانوں کو تکالیف دی تھیں)۔ چنانچہ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے رسولُ اللّٰہ ﷺ سے درخواست کی کہ آپ ﷺ میری 3 باتیں پوری فرمادیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ٹھیک ہے۔ چنانچہ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے عرض کی میری بیٹی سیدہ اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمالیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ٹھیک ہے۔ پھر اُنھوں نے عرض کی کہ آپ ﷺ مجھے حکم دیں کہ میں اَب کفار کے ساتھ بھی لڑوں جیسا کہ پہلے مسلمانوں کے ساتھ لڑتا رہا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ٹھیک ہے۔ پھر عرض کی کہ آپ ﷺ میرے بیٹے معاویہ رضی اللہ عنہ کو اَپنا کاتب (لکھائی کرنے والا) مقرر فرمالیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ٹھیک ہے۔ اِس حدیث کے راوی سیدنا ابوزمیل تابعی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ اگر حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ خود سے رسولُ اللہ ﷺ سے درخواست نہ کرتے تو آپ ﷺ کبھی بھی حضرت ابو سفیان رضی اللہ عنہ کو یہ (اِعزازات) عطا نہ فرماتے۔ کیونکہ آپ ﷺ کی عادت مبارکہ تھی کہ جب بھی کوئی آپ ﷺ سے کسی شے سے متعلق سوال کرتا تو آپ ﷺ کبھی اِنکار نہیں فرماتے تھے۔ **صحیح مُسلم کی حدیث میں ہے:** سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ مَیں بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا کہ رسولُ اللّٰہ ﷺ تشریف لائے تو میں دروازے کے پیچھے چھپ گیا۔ آپ ﷺ نے آکر (پیار سے) مجھے گدی پر ہلکی سی ضرب لگائی اور فرمایا: ''جاؤ اور معاویہ رضی اللہ عنہ کو میرے پاس بلا کر لاؤ۔'' سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ مَیں گیا اور (واپس آکر) بتایا کہ وہ کھانا کھا رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے (کچھ دیر بعد) پھر فرمایا: ''جاؤ اور معاویہ رضی اللہ عنہ کو میرے پاس بلا کر لاؤ۔'' میں پھر سے گیا اور آکر بتایا کہ وہ کھانا کھا رہے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اُس (معاویہ رضی اللہ عنہ) کا پیٹ سیر نہ کرے۔'' **دلائلُ النبُوۃ لِلبیھقی کی ایک حدیث میں ہے کہ** سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ مَیں بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا کہ رسولُ اللّٰہ ﷺ تشریف لائے تو مجھے یہ خیال گزرا کہ آپ ﷺ میری طرف ہی آئے ہیں، چنانچہ میں چھپ گیا، مگر (آپ ﷺ نے مجھے ڈھونڈ نکالا) آپ ﷺ نے مجھے ہلکی سی چپت لگائی اور فرمایا: ''جاؤ اور معاویہ رضی اللہ عنہ کو میرے پاس بلا کر لاؤ۔'' اور وہ (حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ) وَحی لکھا کرتے تھے۔ میں گیا اور اُنہیں پیغام دیا تو جواب میں کہا گیا کہ وہ کھا رہے ہیں۔ میں نے آکر آپ ﷺ کو بتا دیا۔ آپ ﷺ نے (کچھ دیر بعد) پھر فرمایا: ''جاؤ اور معاویہ رضی اللہ عنہ کو میرے پاس بلا کر لاؤ۔'' میں پھر گیا تو وہی جواب ملا کہ وہ کھا رہے ہیں، میں نے پھر آپ ﷺ کو ساری بات بتادی۔ پھر آپ ﷺ نے تیسری مرتبہ فرمایا: ''اللّٰہ تعالیٰ اُس کا پیٹ سیر نہ کرے۔'' اِس حدیث کے راوی سیدنا ابوحمزہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''اُن (حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ) کا پیٹ کبھی بھی سیر نہ ہوسکا۔'' پھر اِمام بیہقی رحمہ اللہ اِسی حدیث کے ساتھ لکھتے ہیں: ''راوی (سیدنا ابوحمزہ رحمہ اللہ) کے یہ اَلفاظ اِس بات کی دلیل ہیں کہ رسولُ اللہ ﷺ کی (حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے متعلق کی ہوئی) دُعا قبول ہوگئی۔''

[صحیح مُسلم : 6409 اور 6628 ، دلائلُ النبُوۃ لِلبیھقی : 2506، قال الشیخ زبیر علیزئی فی توضیح الاحکام جُز-2 و الشیخ غلام مصطفٰی ظھیر فی السُنۃ -49 : اِسنادہ صحیح]

نوٹ اِمام ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ (اَلمُتوفٰی-852 ھجری) لکھتے ہیں: ''اِمام بخاری رحمہ اللہ نے یہاں (صحیح بخاری میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے متعلق باب کے عنوان میں) صرف لفظ ''ذکرِ معاویہ'' بیان کیا اور فضیلت یا منقبت جیسے اَلفاظ ذکر نہیں کئے کیونکہ اُس حدیث سے کوئی فضیلت معلوم نہیں ہوتی۔ اَلبتہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کیلئے فقیہ اور صحابیت کا بیان ہی بطور فضیلت کافی ہے۔ تاہم اِمام ابن ابی عاصم رحمہ اللّٰہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے مناقب میں ایک رسالہ لکھا ہے۔ اِسی طرح کا کام ابوعمر غلام ثعلب اور ابوبکر نقاش نے بھی کیا ہے اور اِمام ابن جوزی رحمہ اللہ نے بھی (من گھڑت اَحادیث کی نشاندہی کرنے والی اُنکی مشہور کتاب) ''الموضوعات'' میں بھی کچھ روایات ذکر کر کے اِمام اسحاق بن راھویہ رحمہ اللہ کا یہ قول بھی نقل کیا ہے: ''حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں (صحابیت کے سوا) کوئی چیز ثابت نہیں ہے۔ (اِمام ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ مزید لکھتے ہیں) یہی وجہ ہے کہ اِمام بخاری رحمہ اللہ نے اَپنے اُستاد (اِمام اسحاق بن راھویہ رحمہ اللہ) پر اِعتماد کرتے ہوئے (حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ذکر میں) لفظ: فضیلت یا منقبت اِستعمال

کرنے سے گریز کیا ہے، تاہم اَپنی گہری نظر سے اَیسااِستنباط فرمایا(یعنی حضرت معاویہ ﷛ کوصحابی ثابت کیا ہے) کہ جس سے روافض کی سرکوبی ہوگئی ہے۔اور اِمام نسائی رحمہ اللہ کا واقعہ اِس بارے میں مشہور ہے کہ اُنہوں نے بھی اَپنے اُستاد(اِمام اسحاق بن راھویہ رحمہ اللہ) کےقول پر اِعتماد کیا (اوراَپنی مشہور کتاب ''فضائل صحابہ﷡'' میں کوئی حدیث حضرت معاویہ ﷛ کی فضیلت سے متعلق نہیں جمع فرمائی))اور پھر اِمام حاکم رحمہ اللہ کا قصہ بھی اِسی طرح ہے۔اِمام اِبن جوزی رحمہ اللہ نے عبداللہ بن احمد سے اُن کے والد اِمام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا مکالمہ بھی ذکر کیا ہے کہ اُنہوں نے اَپنے والد اِمام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے پوچھا کہ سیدناعلی بن ابی طالب ﷛ اورحضرت معاویہ بن ابی سفیان ﷛ کے(اِختلافات سے)متعلق آپ کی کیارائے ہے ؟ اِمام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے تھوڑی دیرتک سر جھکائے رکھا پھرفرمایا :'' (میرے بیٹے ! خوب)سمجھ لوکہ سیدناعلی بن ابی طالب ﷛ کے دشمن بہت زیادہ تھے، جنھوں نے اُن کے عیوب تلاش کرنا چاہے مگر ناکام رہے۔چنانچہ اُن دشمنوں نے (ایک متبادل چال کے طور پر)ایک دوسرے شخص (حضرت معاویہ ﷛) کو مقصد براری کے لئے موزوں پایا جواُن سے جنگ کر چکا تھا۔چنانچہ اُن دشمنوں نے سیدناعلی﷛ کے مقابلہ پراُن (حضرت معاویہ ﷛ کو)بڑھاچڑھا کر پیش کیا۔(اِمام اِبن حجرعسقلانی رحمہ اللہ مزید لکھتے ہیں)''اِمام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے اِس جواب میں اِشارہ ہے کہ کچھ لوگوں نے حضرت معاویہ﷛ کیلئے بےبنیادفضائل گھڑ لیے جن کی کوئی اَصلیت نہیں ہے۔یہ حقیقت ہے کہ حضرت معاویہ ﷛ کیلئے روایاتِ فضیلت تو بہت سی آئی ہیں مگر اُن اَحادیث میں سے کوئی بھی (اُصولِ محدثین پہ)اِسنادی حیثیت سے صحیح نہیں ہے۔(اِسی لئے)اِمام اسحاق بن راھویہ رحمہ اللہ اور اِمام نسائی رحمہ اللہ نے اِس مؤقف کو بڑے یقین کے ساتھ اختیار کیا ہے۔(یعنی صحابیت کے سواحضرت معاویہ ﷛ کے فضائل سے متعلق کوئی بھی صحیح حدیث نقل نہیں ہوئی ہے)''

[فتحُ الباری شرح صحیح البُخاری لابنِ حجر العسقلانی تحت " باب ذکر معاویة " ، صحیح بُخاری : 3766]

28 صحیح مُسلم کی حدیث میں ہے: سیدناعبدالرحمٰن بن عبدربُ الکعبہ تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں مسجد میں آیا تو دیکھا کہ سیدناعبداللہ بن عمرو بن عاص ﷛ کعبہ کے سائے میں تشریف فرماہیں اوراُن کے گردلوگوں کا ہجوم ہے تو میں بھی اُن کے پاس آبیٹھا۔اُنہوں نے فرمایا: '' ایک مرتبہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ سفر میں تھے۔ایک جگہ پڑاؤ کیا تو کچھ لوگ وہاں اَپنے خیمے درست کرنے لگ گئے تو کچھ تیراَندازی (کی مَشق)میں مشغول ہوگئے جبکہ کچھ لوگ مویشی چرانے لگے۔(اِسی دوران)اَچانک رسول اللہ ﷺ کے منادی نے صدالگائی: '' نماز اِکٹھا کرنے والی ہے''(دراَصل اِن الفاظ سے اُس وقت لوگوں کو جمع کیا جاتا تھا)یہ سن کر ہم سب رسول اللہ ﷺ کے پاس جمع ہوگئے تو آپ ﷺ نے خطبہ اِرشاد فرمایا: '' مجھ سے پہلے بھی ہر نبی ؑ کا یہ فرض تھا کہ وہ اَپنی اُمت کو اُن کی بھلائی (کے راستے) کی خبر دے اوراُن کو شر (کے راستے) سے خبر دار کرے۔اور تمہاری اِس اُمت (اُمت محمدیہ ﷺ) کی عافیت (خیریت اور بھلائی) کا وقت اس کا اِبتدائی دور ہے۔بہت جلد اِسکے بعدوالے دَور میں اَیسی مصیبتیں اور (فتنے والی)چیزیں آئیں گی کہ تم اُن سے ناآشنا ہوگے۔اَیسے فتنے اُٹھیں گے کہ ہر نیا آنے والا فتنہ پچھلے سے بدتر ہوگا۔یہاں تک کہ ایسا فتنہ بھی آئے گا کہ مومن کہہ اُٹھے گا کہ اِسی (فتنے) میں میری موت ہوگی مگر وہ فتنہ چھٹ جائے گا۔پھراَیسا فتنہ آئے گا کہ مومن پکاراُٹھے گا کہ یہ سب سے بڑھ کر ہے لہٰذا جو چاہے کہ اُسے جہنم سے دور ہٹایا جائے اور جنت میں داخل کر دیا جائے تو اُسے چاہیے کہ اُسکی موت اِس حال میں آئے کہ وہ اللہ تعالیٰ اور آخرت پر (کامل اور حقیقی)ایمان رکھتا ہواور لوگوں کے ساتھ وہی برتاؤ کرے جو وہ لوگوں سے اَپنے حق میں کروانا چاہتا ہے۔اور جو اِمام (یعنی وقت کے حکمران) کی بیعت کرلے اوردل وجان سے اِطاعت قبول کرلے، اُس سے جہاں تک ہوسکے اِطاعت کرنی چاہیے۔پھر اگر کوئی اور آ کر اُس (پہلے حاکم) سے (اقتدار کیلئے) جھگڑا کرے تو دوسرے (مدعیِ اِقتدار) کی گردن ماردو۔'' عبدالرحمٰن بن عبدربُ الکعبہ تابعی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ (یہ حدیث سن کر)میں اُن (حدیث بیان کرنے والے صحابی سیدناعبداللہ بن عمرو بن عاص ﷛) کے قریب ہوا اورعرض کی: '' میں آپ کو اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ آپ﷛ نے کیا یہ ساری باتیں خود رسول اللہ ﷺ سے سنی ہیں ؟ '' (میرے اِس سوال پر)اُنھوں نے اَپنے دونوں ہاتھ کانوں اور دل پر لے جا کر کہا: ''ہاں! میرے کانوں نے (خود رسول اللہ ﷺ سے اِس حدیث کو)سنا اور میرے دِل نے اِسے محفوظ کرلیا۔'' پھر میں نے عرض کی: '' (آپ ہمیں اَمیر کی اِطاعت پر اُبھار رہے ہیں جبکہ ہمارا حکمران اور) آپ ﷛ کے چچا کے بیٹے حضرت معاویہ ﷛ تو ہمیں حکم دیتے ہیں کہ ہم آپس میں ایک دوسرے کے اَموال حرام طریقے سے کھائیں اورآپس میں ایک دوسرے کوقتل کریں (یعنی مسلمانوں سے لڑیں) حالانکہ اللہ تعالیٰ تو ہمیں حکم دیتا ہے: ''اَے ایمان والو! اَپنے اَموال آپس میں حرام طور پر مت کھاؤ،سوائے اِسکے کہ تمہاری باہمی رضامندی سے تجارت ہواوراَپنی جانوں کوقتل نہ کرو، یقیناً اللہ تعالیٰ تم پر بہت مہربان ہے۔'' [اَلنساء : 29] (میرا یہ سوال سن کر)وہ (سیدناعبداللہ بن عمرو ﷛) کچھ دیرتک تو خاموش رہے پھر فرمایا: '' اللہ تعالیٰ کی اِطاعت (کے کاموں) میں اُن (حضرت معاویہ﷛) کی اِطاعت کرو، اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی (کے کاموں) میں اُنکی نافرمانی کرو۔'' [صحیح مُسلم : 4776]

29 صحیح مُسلم کی حدیث میں ہے: سیدناابوسعیدخدری ﷛ بیان فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی حیاتِ مبارکہ میں (رمضان کا) فطرانہ، ہر چھوٹے بڑے، آزاد اور غلام کی طرف سے ایک صاع (تقریباً اَڑھائی کلو) اَشیائے خوردنی (یعنی اَناج مثلاً گندم اور جو وغیرہ) کا نکالا کرتے ، یا ایک صاع پنیر، یا ایک صاع جو، یا ایک صاع کھجور، یا ایک صاع منقیٰ نکالا کرتے تھے۔پس یہ سنت عمل اِسی طرح جاری رہا یہاں تک کہ ہمارے پاس حضرت معاویہ﷛ (شام سے) حج یا عمرے کیلئے آئے اوراُنہوں نے ممبر پر لوگوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: '' میں سمجھتا ہوں کہ شامی گندم کے 2 مُدّ (نصف صاع)ایک صاع کھجور کے برابر ہیں۔'' چنانچہ لوگوں نے بھی اُسی (رائے واِجتہاد) پر عمل شروع کر دیا تو سیدناابوسعیدخُدری ﷛ نے اِرشاد فرمایا: ''جہاں تک میرا تعلق ہے، مَیں تو زندگی بھر اُسی طرح (سنت کے مطابق فطرانہ ایک صاع ہی) نکالتا رہوں گا جیسے مَیں زندگی بھر نکالتا رہا ہوں۔'' [صحیح مُسلم : 2284]

30 صحیح مُسلم کی حدیث میں ہے: سیدناابوقلابہ تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ مَیں سرزمینِ شام میں سیدنا مسلم بن یسار رحمہ اللہ کے (علمی) حلقہ میں موجود تھا کہ وہاں سیدناابواشعث تابعی رحمہ اللہ تشریف لائے، تو لوگوں نے کہنا شروع کر دیا: ابواشعث آگئے، ابواشعث آگئے (یعنی آنے پر خوشی کا اِظہار کیا)۔چنانچہ جب وہ تشریف فرما ہوگئے تو

میں نے سیدنا ابواشعث رحمہ اللہ سے درخواست کی کہ ہمیں سیدنا عبادہ بن صامت ؓ والی حدیث تو سنادیں۔ اُنھوں نے فرمایا ٹھیک ہے: ''(غور سے سنو!) ہم نے بہت ساری جنگی مہمات سرکیں اور بکثرت مالِ غنیمت حاصل کیا اور اُن دِنوں حضرت معاویہ بن ابی سفیان ؓ ہمارے حکمران تھے۔ ہمارے مالِ غنیمت میں چاندی کے برتن بھی تھے، حضرت معاویہ ؓ نے ایک شخص کو حکم دیا کہ اِن برتنوں کو لوگوں کی تنخواہوں کے عوض فروخت کردے۔ لوگوں نے اُس سودے میں بہت دل چسپی سے حصہ لیا۔ جب یہ بات سیدنا عبادہ بن صامت ؓ تک پہنچی تو اُنہوں نے اِس عمل کی اِعلانیہ مخالفت کرتے ہوئے فرمایا:'' میں نے خود رسول اُللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سُنا کہ آپ ﷺ سونے کو سونے، چاندی کو چاندی، گندم کو گندم، جَو کو جَو، کھجور کو کھجور اور نمک کو نمک کے بدلے خریدنے اور بیچنے سے منع فرماتے تھے سوائے اِسکے کہ (اِن میں سے ہر چیز) وہ آپس میں برابر وزن اور جِنس والی ہو، لہٰذا جس نے لینے یا دینے میں (وزن کی) کمی بیشی کی اُس نے سود کا اِرتکاب کیا۔ چنانچہ (یہ سن کر) لوگوں نے خریدے ہوئے وہ چاندی کے برتن واپس لوٹا دیے۔ جب یہ خبر حضرت معاویہ ؓ تک پہنچی تو اُنہوں نے بھی خطبہ دیا اور کہا: ''اِن لوگوں کو کیا ہوگیا ہے کہ رسول اُللہ ﷺ سے اَیسی احادیث بیان کرتے ہیں کہ جو ہم نے نہیں سنیں حالانکہ ہم بھی تو آپ ﷺ کی مجلس میں حاضر ہوتے تھے۔''(حدیث پر اِعتراض سن کر) سیدنا عبادہ ؓ نے پھر اِعلانیہ وہی حدیث دُہرائی اور فرمایا: ''ہم نے جو رسول اُللہ ﷺ سے سُنا ہے اُسے ضرور بیان کریں گے، خواہ معاویہ ؓ اُسے ناپسند کریں یا کہا کہ خواہ حضرت معاویہ ؓ کی ناک خاک آلود ہوجائے اور مجھے اِس بات کی بھی پرواہ نہیں کہ مجھے (اِس کلمہ حق پہ) تاریک رات میں اُنکے لشکر سے اَلگ ہونا پڑ جائے۔'' [صحیح مُسلم : 4061]

31 سُنن ابی داؤد کی حدیث میں ہے: سیدنا خالد تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا مقدام بن معدیکرب ؓ اور عمرو بن اسود اور بنی اَسد کا ایک شخص، حضرت معاویہ بن ابی سفیان ؓ کے پاس وفد بن کر گئے، (اِس موقع پر ملاقات کے دوران) حضرت معاویہ ؓ نے سیدنا مقدام ؓ سے کہا: '' کیا تمہیں معلوم ہے کہ سیدنا حسن بن علی ؓ فوت ہو گئے ہیں؟ '' (**نوٹ:** سیدنا حسن ؓ کو ایک سازِش کے تحت شہید کیا گیا تھا جسکی تفصیل حدیث نمبر 50 کے تحت آرہی ہے) سیدنا مقدام ؓ نے فوراً پڑھا: انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ایک شخص (حضرت معاویہ ؓ جن کا نام اَگلے طریق میں ہے) نے سیدنا مقدام ؓ سے کہا:'' تم اِسے (یعنی سیدنا حسن ؓ کی موت کو) مصیبت سمجھتے ہو؟'' (نعوذ باللہ من ذالک) سیدنا مقدام ؓ نے جواباً اِرشاد فرمایا: '' مَیں اِسے مصیبت کیونکر نہ سمجھوں حالانکہ مَیں نے خود دیکھا تھا کہ رسول اُللہ ﷺ نے سیدنا حسن بن علی ؓ کو اَپنی گود مبارک میں بٹھایا ہوا تھا اور اِرشاد فرما رہے تھے: ''یہ (حسن ؓ) مجھ (محمد ﷺ) سے ہے اور حسین (ؓ) علی (ؓ) سے ہے۔'' بنو اَسد کے ایک شخص نے کہا: ''وہ (حسن ؓ) تو ایک اَنگارہ تھا جسے اللہ تعالیٰ نے بجھا دیا۔'' (نعوذ باللہ من ذالک) سیدنا مقدام ؓ نے (یہ باتیں سننے کے بعد غصے میں آ کر اِرشاد) فرمایا: '' مَیں اُس وقت تک یہاں سے نہیں اُٹھوں گا جب تک تجھ (حضرت معاویہ ؓ) کو غصہ نہ دلاؤں اور ایسی بات نہ سناؤں جو تجھے ناپسند ہو۔ اَے معاویہ ؓ! اگر میں سچ بیان کروں تو میری تصدیق کردینا اور اگر جھوٹ بولوں تو میری تردید کردینا۔'' حضرت معاویہ ؓ نے کہا کہ ٹھیک ہے۔ چنانچہ سیدنا مقدام ؓ نے پوچھا: '' میں تجھے اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ تو نے خود رسول اُللہ ﷺ کو سونا پہننے سے منع فرماتے ہوئے سنا تھا؟'' حضرت معاویہ ؓ نے کہا: ''ہاں! '' پھر سیدنا مقدام ؓ نے پوچھا:'' میں تجھے اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ تو نے خود رسول اُللہ ﷺ کو ریشم پہننے سے منع فرماتے ہوئے سنا تھا؟'' حضرت معاویہ ؓ نے کہا: ''ہاں! '' پھر سیدنا مقدام ؓ نے پوچھا:'' میں تجھے اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ تو نے خود رسول اُللہ ﷺ کو درندوں کی کھالوں (کے لباس) کو پہننے سے اور اُن پر (قالین کے طور پر) بیٹھنے سے روکا تھا؟'' حضرت معاویہ ؓ نے کہا: ''ہاں! '' پھر سیدنا مقدام ؓ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کی قسم! اَے معاویہ یہ سب (حرام اشیاء استعمال ہوتی ہوئی) مَیں نے تیرے گھر میں دیکھی ہیں۔'' یہ سن کر حضرت معاویہ ؓ نے کہا: ''اَے مقدام! مجھے پتا ہے کہ میں تم سے جیت نہیں سکتا۔'' سیدنا خالد تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ پھر حضرت معاویہ ؓ نے سیدنا مقدام ؓ کیلئے اُن کے دونوں ساتھیوں سے بڑھ کر انعام واکرام کا حکم صادر کیا۔ اور سیدنا مقدام بن معدیکرب ؓ نے سارا مال اَپنے ساتھیوں میں ہی وہیں بانٹ دیا اور اَسدی نے کسی کو کچھ بھی نہ دیا۔ اِس بات کی خبر جب حضرت معاویہ ؓ کو ہوئی تو اُنہوں نے کہا:''سیدنا مقدام بن معدیکرب ؓ تو واقعی ایک سخی شخص ہیں جنہوں نے دل کھول کر دے دیا اور جو اَسدی شخص ہے وہ اپنے مال کو اچھی طرح سے سنبھالنے والا ہے۔'' مُسندِ اَحمد کی حدیث میں ہے: سیدنا خالد بن معدان تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا مقدام بن معدیکرب ؓ اور عمرو بن اسود حضرت معاویہ بن ابی سفیان ؓ سے ملنے آئے تو حضرت معاویہ ؓ نے سیدنا مقدام ؓ سے کہا: ''کیا تمہیں معلوم ہے کہ سیدنا حسن ؓ فوت ہو گئے ہیں؟ '' سیدنا مقدام ؓ نے فوراً پڑھا: انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اِس پر حضرت معاویہ ؓ نے سیدنا مقدام ؓ سے کہا : '' تم اِسے (یعنی سیدنا حسن ؓ کی موت کو) مصیبت سمجھتے ہو؟''(نعوذ باللہ من ذالک) سیدنا مقدام ؓ نے جواباً اِرشاد فرمایا:'' مَیں اِسے مصیبت کیونکر نہ سمجھوں حالانکہ مَیں نے خود دیکھا تھا کہ رسول اُللہ ﷺ نے سیدنا حسن ؓ کو اَپنی گود مبارک میں بٹھایا ہوا تھا اور اِرشاد فرما رہے تھے:''یہ (حسن ؓ) مجھ (محمد ﷺ) سے ہے اور حسین (ؓ) علی (ؓ) سے ہے۔''

مُسندِ اَحمد کی حدیث میں ہے: سیدنا عبداللہ بن بریدہ تابعی رحمہ اللہ بیان فرماتے ہیں کہ میں اور میرے والد سیدنا بریدہ ؓ حضرت معاویہ ؓ کے پاس ملنے گئے۔ حضرت معاویہ ؓ نے ہمیں فرشی نشست (یعنی قالین) پر بٹھایا، پھر کھانا لایا گیا جو ہم نے تناول کیا، پھر ہمارے سامنے ایک مشروب لایا گیا جو حضرت معاویہ ؓ نے پینے کے بعد (وہ مشروب والا برتن) میرے والد کو پکڑا دیا تو اُنھوں (سیدنا بریدہ ؓ) نے فرمایا: ''جب سے اِس مشروب کو رسول اُللہ ﷺ نے حرام قرار دیا ہے، تب سے میں نے کبھی اِسے نوش نہیں کیا۔'' پھر حضرت معاویہ ؓ فرمانے لگے: ''میں قریشی نوجوانوں میں سب سے حسین ترین اور خوبصورت دانتوں والا نوجوان تھا اور جوانی کے اُن دِنوں میرے لئے دودھ اور اَچھے قصہ گو آدمی سے بڑھ کر کوئی چیز لذت آور نہیں ہوتی تھی۔'' [سُنن ابی داؤد : 4131 ، مُسندِ احمد : 17228 (جلد - 4 ، صفحہ - 132) ، قال الشیخ الالبانی و الشیخ زبیر علیزئی : اِسنادہ صحیح]

[مُسندِ احمد : 22991 (جلد - 5 ، صفحہ - 347) ، قال الشیخ زبیر علیزئی و الشیخ شعیب الارنؤوط : اِسنادہ صحیح]

D چوتھے خلیفہ راشد سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے فضائل کا بیان اور اُن پر منبروں سے لعنت کرنے کی بدعت کب اور کس نے اِیجاد کی؟ 16

32 جامع ترمذی کی حدیث میں ہے: سیدنا ابوحمزہ انصاری تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کو سنا کہ وہ فرمایا کرتے: ''پہلا شخص جو اِسلام لایا وہ سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ تھے۔'' سُنن نسائی الکبری کی حدیث میں ہے: ''پہلا شخص جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (حرم میں باجماعت) نماز اَدا کی وہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ تھے۔'' سُنن نسائی الکبری کی حدیث میں ہے: ''بے شک پہلا شخص جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اِسلام قبول کیا وہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ تھے۔'' المُستدرک لِلحاکم کی حدیث میں ہے: ''بے شک پہلا شخص جو اِسلام لایا وہ سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ تھے۔'' المُستدرک لِلحاکم کی روایت میں ہے: اِمام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے تھے: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین میں سے کسی بھی اور شخصیت کیلئے (اَحادیث مبارکہ میں) اِتنے زیادہ فضائل نہیں آئے ہیں جتنے کہ سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کیلئے آئے ہیں۔''

[جامع ترمذی : 3735 ، قال الشیخ الالبانی و الشیخ زبیر علیزئی : اِسنادہ صحیح]

[سُنن نسائی الکبریٰ : 8391 اور 8392 ، قال الشیخ غلام مصطفٰی ظهیر امن پوری فی خصائصِ علی : اِسنادہ صحیح]

[المُستدرک لِلحاکم : 4663 ، قال الامام حاکم و الذهبی : اِسنادہ صحیح ، المُستدرک لِلحاکم : 4572 ، قال الشیخ زبیر علیزئی فی فضائل الصحابة : اِسنادہ صحیح]

33 صحیح مُسلم کی حدیث میں ہے: سیدنا یزید بن حیان تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں، حصین بن سبرہ تابعی رحمہ اللہ اور عمر بن مسلم تابعی رحمہ اللہ ، سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے ملنے گئے۔ جب ہم اُنکے پاس جا بیٹھے تو حصین نے اُنہیں مخاطب کر کے عرض کی: ''اَے زید رضی اللہ عنہ ! آپ نے تو بہت زیادہ خیر پائی ہے، رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین سنے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوات (جہاد) میں شرکت کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اِقتداء میں نمازیں بھی پڑھیں۔ اَے زید رضی اللہ عنہ ! واقعی آپ نے بہت بھلائی حاصل کی ہے تو اَب ہمیں وہ اَحادیث بھی تو سنایئے جو آپ رضی اللہ عنہ نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سماعت فرمائی تھیں۔'' سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے فرمایا : ''بیٹا ! اللّٰہ تعالیٰ کی قسم میری عمر بہت زیادہ ہو چکی ہے اور کافی عرصہ بیت گیا ہے اور رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہوئی کچھ باتیں تو میں بھول چکا ہوں، لہٰذا جو بیان کروں اُسی پر اِکتفا کرنا اور جو نہ بتا سکوں تو اُس کے لئے مجھے مجبور نہ کرنا۔'' پھر سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: ''ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ اور مدینہ کے درمیان خُم نامی ایک گاؤں میں پانی کے تالاب کے پاس (حجۃ الوَداع سے واپسی پر 18 ذوالحجہ 10 ہجری میں اَپنی وفات سے تقریباً دو ماہ قبل) ہمیں خطبہ اِرشاد فرمانے کیلئے کھڑے ہوئے، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اللّٰہ تعالیٰ کی) حمد و ثنا اور وعظ و نصیحت کرنے کے بعد اِرشاد فرمایا: ''اَے لوگو ! مَیں بھی ایک انسان ہوں، قریب ہے کہ جلد ہی میرے رَب کا قاصد (یعنی موت کا فرشتہ) آئے اور میں اُسے لبیک کہہ دوں (یعنی اِس دُنیا سے رخصت ہو جاؤں)۔ میں (اَپنے بعد) تم میں دو گراں قدر چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں، (اُن میں سے) پہلی تو اللّٰہ تعالیٰ کی کتاب (قرآنِ حکیم) ہے جس میں سامانِ ہدایت اور نور ہے، لہٰذا تم اللّٰہ تعالیٰ کی کتاب کو تھام لو اور مضبوطی سے پکڑ لو۔'' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللّٰہ تعالیٰ کی کتاب کو تھامنے کی خوب ترغیب دلائی، پھر فرمایا: ''اور (دوسری گراں قدر چیز) میرے اہلِ بیت ہیں، میں تمہیں اَپنے اہلِ بیت کے متعلق اللہ تعالیٰ کا خوف یاد دِلاتا ہوں، میں تمہیں اَپنے اہلِ بیت کے متعلق اللہ تعالیٰ کا خوف یاد دِلاتا ہوں، میں تمہیں اَپنے اہلِ بیت کے متعلق اللہ تعالیٰ کا خوف یاد دِلاتا ہوں، (یعنی میرے بعد اُنکے ساتھ میری نسبت کی وجہ سے حسنِ سلوک کرنا)۔ حصین تابعی رحمہ اللّٰہ نے سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے عرض کی: ''آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہلِ بیت کون ہیں؟ کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہلِ بیت میں شامل نہیں ہیں ؟'' (سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے) فرمایا: ''آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں (بھی) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہلِ بیت میں سے ہیں، لیکن (اُس حدیث میں) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہلِ بیت سے مراد (صرف) وہ ہیں جن پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد (اللّٰہ تعالیٰ کی طرف سے) صدقہ (کھانا) حرام کر دیا گیا ہے۔'' (حصین تابعی رحمہ اللّٰہ نے) پوچھا وہ کون سے لوگ مراد ہیں ؟ (سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے) فرمایا: ''وہ ہیں: آلِ علی رضی اللہ عنہ ، آلِ عقیل رضی اللہ عنہ ، آلِ جعفر رضی اللہ عنہ اور آلِ عباس رضی اللہ عنہ ۔'' (حصین تابعی نے) پوچھا: ''کیا اُن سب پر ہی صدقہ حرام ہے ؟'' (سیدنا زید رضی اللہ عنہ نے) فرمایا: ''ہاں۔'' صحیح مُسلم کی حدیث میں ہے: سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِرشاد فرمایا: ''خبردار ہو جاؤ ! میں (اَپنے بعد) تم میں دو گراں قدر چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں، (اُن میں سے) پہلی تو اللّٰہ تعالیٰ کی کتاب (قرآنِ حکیم) ہے جو اللّٰہ تعالیٰ کی رَسی ہے، جو اُسکی پیروی کرے گا، ہدایت پر قائم رہے گا، اور جو اُسے چھوڑ دے گا، وہ گمراہی میں جا پڑے گا۔'' اور اِسی حدیث میں ہے کہ تابعین نے جب پوچھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہلِ بیت کون ہیں؟ کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں اُن میں ہیں؟ (تو سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے) فرمایا: ''نہیں اللہ تعالیٰ کی قسم! بیوی تو ایک لمبا عرصہ مرد کے ساتھ رہتی ہے، پھر وہ (خاوند) اُسے طلاق دے دیتا ہے، تو وہ اَپنے میکے اور خاندان میں لوٹ جاتی ہے۔ (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے) اہلِ بیت تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اَصل خاندان اور ددھیال والے رشتہ دار ہیں جن پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صدقہ حرام تھا۔'' السُنّة لابن ابی عاصم کی حدیث میں ہے: سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم مقامِ خُم میں سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا ہاتھ تھامے ہوئے، خطبے کے لئے کھڑے ہوئے اور پھر اِرشاد فرمایا: ''اَے لوگو ! کیا تم گواہی نہیں دیتے کہ اللّٰہ تعالیٰ تمہارا رَب ہے؟'' سب نے عرض کیا: ''کیوں نہیں! (ہم گواہی دیتے ہیں)'' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا تم اِس بات کی بھی گواہی نہیں دیتے ہو کہ اللّٰہ تعالیٰ اور اُس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم تمہاری اَپنی جان سے بڑھ کر تم پر حق رکھتے ہیں؟'' تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ''کیوں نہیں! (ہم گواہی دیتے ہیں)'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اور یہ کہ اللہ تعالیٰ اور اُس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں سب سے بڑھ کر محبوب ہیں؟'' تمام صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ''کیوں نہیں! (بیشک اَیسا ہی ہے)۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِرشاد فرمایا: ''تو پھر (سُن لو کہ) جس کا مولا (دِلی محبوب) میں ہوں تو اُس کا مولا (دِلی محبوب) یہ (علی رضی اللہ عنہ) بھی ہے۔''

17 **سُنن نسائی الکبریٰ کی حدیث میں ہے:** سیدنا ابو طفیل عامر بن واثلہ ﷛ بیان فرماتے ہیں کہ سیدنا علی ابن ابی طالب ﷛ نے (جنگ صفین کے موقعہ پر) لوگوں کو ایک کھلی جگہ میں اکٹھا کیا اور پھر اُن سے فرمایا: '' میں اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر ہر اُس شخص سے پوچھتا ہوں کہ جس نے غدیرِ خُم میں رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سُنا تھا؟'' اُس موقع پر کئی صحابہ کرام ﷡ اُٹھ کھڑے ہوئے، جنھوں نے گواہی دی کہ رسول اللہ ﷺ نے غدیرِ خُم کے دن فرمایا تھا کہ تم جانتے ہو کہ میں مومنین پر اُن کی ذات سے بڑھ کر حق رکھتا ہوں، یہ فرماتے ہوئے آپ ﷺ سیدنا علی ابن ابی طالب ﷛ کا ہاتھ تھامے کھڑے تھے، پھر رسول اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا: ''جس کا مولا (دِلی محبوب) میں ہوں اُسی کا مولا (دِلی محبوب) علی ﷛ ہے، اَے اللہ تعالیٰ جو اِس (سیدنا علی ﷛) سے محبت رکھے تُو بھی اُس سے محبت فرما اور جو بھی اِس (سیدنا علی ﷛) سے دشمنی رکھے تُو بھی اُس سے دشمنی کر۔'' سیدنا ابو طفیل عامر بن واثلہ ﷛ بیان فرماتے ہیں کہ میں (یہ گفتگو سن کر) وہاں سے نکلا تو میرے دِل میں اِس (گفتگو) کے بارے کچھ (شک باقی) تھا، چنانچہ میں سیدنا زید بن ارقم ﷛ سے (جو سابقون الاولون صحابہ ﷡ میں سے تھے) ملا اور اُنہیں ساری بات اور اِشکال سنایا تو اُنہوں نے فرمایا: ''تمہیں کس بات پر شک ہے؟ یہ سب کچھ تو خود میں نے بھی رسول اللہ ﷺ سے سُن رکھا ہے۔'' **جامع ترمذی کی حدیث میں ہے کہ** سیدنا زید بن ارقم ﷛ نے رسول اللہ ﷺ سے بیان کیا کہ آپ ﷺ نے اِرشاد فرمایا: ''جس کا مولا (دِلی محبوب) میں ہوں اُسی کا مولا (دِلی محبوب) علی ﷛ ہے، اِمام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ **مُسندِ اَحمد کی حدیث میں ہے:** سیدنا ابو طفیل عامر بن واثلہ ﷛ (جنھوں نے صحابہ کرام ﷡ میں سب سے آخر میں 110 ہجری میں وفات پائی) بیان فرماتے ہیں کہ سیدنا علی ابن ابی طالب ﷛ نے لوگوں کو ایک کھلی جگہ میں اکٹھا کیا اور پھر اُن سے فرمایا: '' میں اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر ہر اُس شخص سے پوچھتا ہوں کہ جس نے غدیرِ خُم میں رسول اللہ ﷺ کا فرمان سُنا، تو وہ اُٹھ کر بتائے۔ اِس پر 30 اَفراد اُٹھ کھڑے ہوئے اور اُنہوں نے گواہی دی (پھر آگے اِس حدیث میں بھی آخر تک وہی اَلفاظ ہیں جو اوپر سُنن نسائی الکبریٰ کی حدیث میں گزر چکے ہیں) **المُستدرک لِلحاکم کی حدیث میں ہے:** سیدنا زید بن ارقم ﷛ نے رسول اللہ ﷺ سے بیان کیا کہ آپ ﷺ نے اِرشاد فرمایا: '' میں تم میں دو گراں قدر چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں، اللہ تعالیٰ کی کتاب (قرآنِ حکیم) اور میرے اہلِ بیت۔ اور یہ دونوں ہرگز اَلگ نہیں ہوں گے (اور ہمیشہ اکٹھے رہیں گے) حتٰی کہ حوض (کوثر) پر میرے پاس آ جائیں گے۔'' **المُستدرک لِلحاکم کی حدیث میں ہے:** سیدنا ابو ذر غفاری ﷛ کے غلام سیدنا ابو ثابت تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: '' میں جنگ جمل میں سیدنا علی ابن ابی طالب ﷛ کے ساتھیوں میں تھا، اور جب مَیں نے اُم المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو (اَپنے مدِ مقابل) دیکھا تو میرے دِل میں وہی بات آئی جو لوگوں کو آیا کرتی ہے (یعنی وسوسہ اور شک پیدا ہوا) پھر اللہ تعالیٰ نے نمازِ ظہر کے وقت وہ (شک) مجھ سے دُور فرما دیا۔ چنانچہ میں (شرحِ صدر کے ساتھ) اَمیر المومنین (سیدنا علی ابن ابی طالب ﷛) کی طرف سے لڑا، پھر فارغ ہوا تو مَیں مدینہ منورہ میں اُم المومنین سیدہ اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں کھانے پینے (کی غرض سے) حاضر نہیں ہوا، بلکہ میرا تعارف یہ ہے کہ میں سیدنا ابو ذر غفاری ﷛ کا غلام ہوں۔ اُنہوں نے فرمایا: ''خوش آمدید'' پھر میں نے اَپنا سارا قصہ اُنہیں سنایا تو سیدہ اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ''جب لوگ اَپنی اَپنی رائے کی پیروی کر رہے تھے تو اُس وقت تمہارا کیا موقف تھا ؟ '' میں نے عرض کیا: ''سورج ڈھلنے کے وقت اللہ تعالیٰ نے مجھ سے شک وشُبہ زائل فرما دیا تو میں نے وہی (موقف اختیار) کیا (یعنی سیدنا علی ابن ابی طالب ﷛ کا ساتھ دیا)۔ سیدہ اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ''تم نے بہت ہی اَچھا کیا، میں نے رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان خود سنا : ''(سیدنا) علی ﷛ قرآن کے ساتھ اور قرآن (سیدنا) علی ﷛ کے ساتھ ہے۔ یہ دونوں ہرگز اَلگ نہیں ہونگے (اور ہمیشہ اکٹھے رہیں گے) حتٰی کہ حوضِ (کوثر) پر میرے پاس آ جائیں گے۔''

[صحیح مُسلم : 6225 اور 6228 ، السُنّة لابن ابی عاصم : 1158، سُنن نسائی الکبریٰ: 8478 ، جامع ترمذی: 3713 ، قال الشیخ الالبانی والشیخ زبیر علیزئی : اِسناده صحیح]

[السلسلة الصحیحة : 1750 اور 2223 ، مُسندِ احمد : 19321 (جلد - 4 ، صفحه - 370) ، قال الشیخ الالبانی والشیخ زبیر علیزئی و الشیخ الارنؤوط : اِسناده صحیح]

[المُستدرک لِلحاکم : 4711 اور 4628 ، قال الامام حاکم والامام الذهبی : اِسناده صحیح علی شرط البخاری و مُسلم]

34 **صحیح بُخاری اور صحیح مُسلم کی حدیث میں ہے:** سیدنا ابو حازم تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے سیدنا سہل بن سعد الساعدی ﷛ نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوہ خیبر کے موقع پر صحابہ کرام ﷡ سے اِرشاد فرمایا: ''کل مَیں (لشکر کی قیادت کا) جھنڈا اُس شخص کو دوں گا، جس کے ہاتھوں پر فتح ہوگی اور جو اللہ تعالیٰ اور اُسکے رسول ﷺ سے محبت رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ اور اُسکے رسول ﷺ بھی اُس سے محبت فرماتے ہیں۔'' چنانچہ ساری رات صحابہ کرام ﷡ اِسی پر تردّد کرتے رہے کہ اُن میں سے کس (خوش نصیب) کو وہ جھنڈا ملے گا، اور صبح کے وقت سبھی پُر اُمید تھے (کہ جھنڈا ہمیں ملے گا) تو آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: '' علی (﷛) کہاں ہے ؟ '' آپ ﷺ کو عرض کی گئی کہ اُن (سیدنا علی ابن ابی طالب ﷛) کی آنکھیں دُکھتی ہیں، آپ ﷺ نے (بُلوا کر) اُن کی دونوں آنکھوں میں (اَپنا) لعابِ دہن (مبارک) ڈالا اور اُن کیلئے دُعا فرمائی۔ پس وہ یوں اَچھے بھلے ہوگئے گویا کبھی بیمار ہی نہیں تھے۔ آپ ﷺ نے سیدنا علی ﷛ کو جھنڈا دیا۔ اِس پر سیدنا علی ﷛ نے پوچھا: ''کیا مَیں اُن (دشمن) سے اُس وقت تک لڑائی کرتا رہوں جب تک وہ ہماری طرح (مسلمان) ہو جائیں؟ '' آپ ﷺ نے اِرشاد فرمایا: ''آرام سے چلتے رہو یہاں تک کہ تم اُن کے قریب پہنچ جاؤ، پھر تم اُن کو اِسلام کی دعوت دینا اور اُنہیں بتانا کہ (مسلمان ہونے سے) اُن پر کیا فرض ہوگا، اللہ تعالیٰ کی قسم! (اَے علی !) اگر تمہاری (دعوت ومحنت کی) وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اُن میں سے ایک شخص کو بھی ہدایت دے دی تو یہ بات تمہارے لئے سرخ اونٹوں سے بھی بہتر ہوگی۔'' **صحیح مُسلم کی حدیث میں ہے:** سیدنا ابو ہریرہ ﷛ بیان کرتے ہیں : رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ خیبر کے دِن اِرشاد فرمایا: ''آج میں یہ جھنڈا اُس شخص کو دوں گا جو اللہ تعالیٰ اور اُسکے رسول ﷺ سے محبت رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ اُس کے ہاتھوں پر فتح عطا فرمائے گا۔'' سیدنا ابو ہریرہ ﷛ بیان کرتے ہیں کہ اِس پر سیدنا عمر بن خطاب ﷛ فرماتے تھے کہ (زندگی میں) صرف اُسی دن مجھے قیادت کی تمنا ہوئی (کہ جھنڈا مجھے ملے اور میں اُس بشارت کا مصداق بن جاؤں) ساری رات میں نے اِسی اُمید میں گزاری کہ مجھے (اُس قیادت کے لئے) بلایا

جائے گا، چنانچہ آپ ﷺ نے سیدنا علی ؓ کو بلوایا اور اُنہیں جھنڈا عطا کیا اور ارشاد فرمایا: ''سیدھے روانہ ہو جاؤ اور یکسور ہنا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تمہیں فتح عطا فرما دے۔'' (سیدنا عمر بن خطاب ؓ نے) فرمایا کہ سیدنا علی ؓ روانہ ہوئے، تھوڑی دیر بعد رُکے اور واپس مُڑے بغیر بلند آواز سے پوچھا: ''اَے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ! میں کس مقصد کی خاطر لڑائی کروں؟'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''اُن سے جنگ کرو حتّٰی کہ وہ گواہی دے دیں کہ اللہ تعالیٰ کے سِوا کوئی معبود نہیں ہے اور یہ کہ محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں، (اور جب وہ یہ گواہی دے دیں) تو پھر تیرے ہاتھوں سے اُن کی جانیں اور اَموال محفوظ ہو گئے، سِوائے قانونی جواز کے اور اُن کا (اُخروی) حساب اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے۔''

[صحیح بُخاری : 3701 ، صحیح مُسلم : 6222 اور 6223]

35 **صحیح بُخاری کی حدیث میں ہے:** سیدنا مصعب بن سعد تابعی رحمہ اللہ اَپنے والد (سیدنا سعد بن ابی وقاص ؓ) سے بیان کرتے ہیں کہ رسولُ اللہ ﷺ غزوہ تبوک کیلئے روانہ ہوئے تو آپ ﷺ نے سیدنا علی ابن ابی طالب ؓ کو (اَپنے پیچھے) قائم مقام کے طور پر چھوڑا۔ اِس پر اُنہوں (سیدنا علی ؓ) نے (آپ ﷺ کی جدائی پہ اظہارِ اَفسوس کرتے ہوئے) پوچھا: ''آپ ﷺ مجھے بچوں اور عورتوں میں چھوڑے جاتے ہیں ؟'' تو آپ ﷺ نے اِرشاد فرمایا: ''(اَے علی ؓ!) کیا تم اِس بات پر خوش نہیں کہ تمہارا مجھ سے وہی رشتہ ہے جو ہارون ؑ کا موسیٰ ؑ سے تھا؟'' (یعنی جیسا کہ کوہِ طور پر جاتے وقت سیدنا موسیٰ ؑ نے سیدنا ہارون ؑ کو بنی اسرائیل پر اَپنا قائم مقام بنایا تھا، وَیسے ہی میں بھی تبوک پہ جاتے وقت تمہیں اَپنا قائم مقام بنا کر جا رہا ہوں) **صحیح مُسلم کی حدیث میں ہے:** سیدنا سعد بن ابی وقاص ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسولُ اللہ ﷺ نے فرمایا: '' اَے علی (ؓ)! تیری مجھ سے وہی نسبت ہے جو ہارون ؑ کو موسیٰ ؑ سے تھی، سوائے اِسکے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔'' سیدنا سعید تابعی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میرا دِل چاہا کہ میں براہِ راست یہ حدیث سیدنا سعد بن ابی وقاص ؓ سے سنوں، چنانچہ میں سیدنا سعد بن ابی وقاص ؓ سے ملا اور اُنہیں اسی طرح کی حدیث سنائی جو میں نے اُن کے بیٹے سیدنا عامر بن سعد تابعی رحمہ اللہ سے سنی تھی، (اِس پر) سیدنا سعد بن ابی وقاص ؓ نے فرمایا: ''(ہاں) میں نے (رسولُ اللہ ﷺ سے) اِسی طرح سنا تھا'' (**نوٹ:** وہ چونکہ حضرت معاویہ بن ابی سفیان ؓ کا دَورِ مِلوکیت تھا اور بنواُمیہ کے منبروں سے سیدنا علی ؓ پہ لعنت کرنے کی بدعت کا رواج عام تھا، جسکی تفصیل آگے حدیث نمبر: 37 سے 48 تک آ رہی ہے، تو اَیسے حالات میں سیدنا علی ابن ابی طالب ؓ کی اِتنی شان بیان کرنے والی حدیث کو ہضم کرنا اِنتہائی مشکل کام تھا، چنانچہ) سیدنا سعید تابعی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ مَیں نے پھر (دوبارہ تاکیداً) پوچھا ''کیا واقعی آپ ؓ نے خود (رسولُ اللہ ﷺ سے) سنا تھا؟'' چنانچہ سیدنا سعد بن ابی وقاص ؓ نے (غصے کی حالت میں) اَپنی دونوں اُنگلیاں اَپنے کانوں پر رکھ کر فرمایا: ''ہاں ! ورنہ (اگر میں جھوٹ بول رہا ہوں تو میرے) یہ دونوں کان ہی بہرے ہو جائیں۔''

[صحیح بُخاری : 4416 ، صحیح مُسلم : 6217 اور 6218]

36 **صحیح مُسلم کی حدیث میں ہے:** اُم المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسولُ اللہ ﷺ ایک صبح (گھر سے) نکلے اور آپ ﷺ نے مُنقّش سیاہ اونی چادر اوڑھی ہوئی تھی، اِسی دوران سیدنا حسن بن علی ؓ آئے تو آپ ﷺ نے اُنہیں (اَپنی چادر میں) داخل فرما لیا، پھر سیدنا حسین بن علی ؓ آئے تو آپ ﷺ نے اُنہیں بھی (اَپنی چادر میں) داخل فرما لیا، پھر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا آئیں تو آپ ﷺ نے اُنہیں بھی (چادر میں) داخل فرما لیا، پھر سیدنا علی ؓ آئے تو آپ ﷺ نے اُنہیں بھی داخل فرما لیا، پھر رسولُ اللہ ﷺ نے قرآن کی یہ آیت تلاوت فرمائی: '' اَے اہلِ بیت ! اللہ تعالیٰ تو یہی چاہتا ہے کہ تم سے ہر ناپاکی کو دور کر دے اور تمہیں خوب پاک اور صاف کر دے۔'' : [سُورۃُ لاحزاب : 33]

[صحیح مُسلم : 6261]

37 **صحیح بُخاری کی حدیث میں ہے:** سیدنا ابوسعید خدری ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسولُ اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا: '' میرے صحابہ ؓ کو گالی مت دو، کیونکہ تم میں سے کوئی اگر اُحد پہاڑ کے برابر سونا بھی (اللہ تعالیٰ کی راہ میں) خرچ کر دے تو بھی وہ اُن (صحابہ کرام ؓ) کے مُدّ (یعنی تقریباً 600 گرام وزن کی گندم کو خیرات کرنے کے ثواب) کو نہیں پا سکتا بلکہ اُس کے آدھے کو بھی نہیں پا سکتا۔'' **صحیح مُسلم کی حدیث میں ہے:** سیدنا ابوسعید خدری ؓ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا خالد بن ولید ؓ اور سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف ؓ کے درمیان کچھ (اِختلاف ہوا) تھا، تو (جذبات میں آ کر) سیدنا خالد بن ولید ؓ نے اُن (سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف ؓ) کو گالی دی تو آپ ﷺ نے (سیدنا خالد بن ولید ؓ سے) اِرشاد فرمایا: '' تم میرے صحابہ ؓ میں سے کسی کو گالی مت دو، کیونکہ اَب تم (بعد میں اِسلام لانے والوں) میں سے کوئی اگر اُحد پہاڑ کے برابر سونا بھی (اللہ تعالیٰ کی راہ میں) خرچ کر دے تو بھی وہ اُن (پہلے مسلمان صحابہ کرام رضی اللہ عنھم اجمعین) کے مُدّ (یعنی تقریباً 600 گرام وزن کی گندم کو خیرات کرنے کے ثواب) کو نہیں پا سکتا بلکہ اُس کے آدھے کو بھی نہیں پا سکتا۔''

[صحیح بُخاری : 3673 ، صحیح مُسلم : 6488]

38 **صحیح بُخاری کی حدیث میں ہے:** اُم المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسولُ اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا : ''مردہ لوگوں کو گالی مت دو کیونکہ وہ اَپنے کیے ہوئے اَعمال (کے اَنجام) تک پہنچ چکے ہیں۔'' (یعنی اُنہوں نے جو اَچھا یا برا اِس دُنیا میں بویا، عالمِ برزخ میں اُسی کی جزا یا سزا کو کاٹ رہے ہیں) [صحیح بُخاری : 1393]

نوٹ رسولُ اللہ ﷺ کا مندرجہ بالا مبارک فرمان پوری اُمت کیلئے یکساں ہے اور اِس حکم سے کوئی ایک شخص بھی باہر نہیں ہے، چاہے وہ شخص صحابہ کرام ؓ میں سے ہی کیوں نہ ہو۔ چنانچہ اسی ضمن میں **صحیح بُخاری اور صحیح مُسلم کی حدیث میں ہے:** اُم المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہی بیان کرتی ہیں کہ رسولُ اللہ ﷺ کے زمانہ مبارک میں مخزومیہ عورت (جسکا نام فاطمہ بن اَسود تھا) نے چوری کی تھی۔ اِس واقعہ نے قریش کو غمزدہ کر دیا تھا۔ اُنہوں نے مشورہ کیا کہ (اُونچے گھرانے کی اُس چور عورت کو سزا سے بچانے کی خاطر) اُس سے متعلق رسولُ اللہ ﷺ سے کون سفارش کرے گا؟ چنانچہ اُنھوں نے فیصلہ کیا کہ یہ کام تو صرف رسولُ اللہ ﷺ کے محبوب سیدنا اُسامہ بن زید بن حارثہ ؓ ہی کر سکتے ہیں۔ جب اُسامہ

بن زید ؓ نے رسولُ اللہ ﷺ کی خدمت میں اُسکی سفارش کی تو آپ ﷺ نے (اِنتہائی غصہ کی حالت میں) اِرشاد فرمایا: ''کیا تم اللہ تعالیٰ کی حدود کے معاملہ میں مجھ سے سفارش کرتے ہو؟ '' پھر رسولُ اللّٰہ ﷺ نے (لوگوں میں) کھڑے ہو کر خطبہ دیا اور اِرشاد فرمایا: '' تم سے پہلے لوگ صرف اِسی (جرم کی) وجہ سے ہلاک کر دیئے گئے کہ جب اُن میں سے کوئی اُونچے گھرانے والا چوری کرتا تو اُسے چھوڑ دیتے اور جب کوئی کمزور چوری کرتا تو اُس پہ حد جاری کر دیتے۔ اللّٰہ تعالیٰ کی قسم! اگر (بالفرض) فاطمہ بنت محمد ﷺ بھی چوری کرتی تو میں اُسکے ہاتھ بھی کٹوا دیتا۔ (یعنی اِسلام کے قوانین و حدود کا اِطلاق سبھی پہ ایک جیسا ہوگا)'' **جامع ترمذی کی حدیث میں ہے:** سیدنا سالم بن عبداللہ بن عمر تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اہلِ شام میں سے ایک شخص کو سُنا کہ وہ عمرہ کو حج کے ساتھ ملانے کے حوالے سے (میرے والد محترم) سیدنا عبداللہ بن عمر ؓ سے سوال کر رہا تھا (یعنی حجِ تمتع جائز ہے کہ نہیں؟) تو سیدنا عبداللہ بن عمر ؓ نے فرمایا: ''ہاں اَیسا کرنا بالکل حلال ہے۔'' اِس پر اُس شامی نے عرض کی کہ آپ کے والد اَمیر المومنین سیدنا عمر بن خطاب ؓ تو اِس (حجِ تمتع) سے منع فرماتے تھے۔ اُسکی اِس بات پر سیدنا عبداللہ بن عمر ؓ نے فرمایا: '' اگر کسی بات سے میرے والدِ محترم منع کر دیں حالانکہ رسولُ اللہ ﷺ نے تو اُس عمل کو جاری فرمایا ہو، تو مجھے بتاؤ کہ پھر میرے باپ کی بات مانی جائے گی یا کہ رسولُ اللّٰہ ﷺ کا حکم مانا جائے گا؟ اُس نے عرض کی کہ بیشک رسولُ اللّٰہ ﷺ کا حکم ہی مانا جائے گا۔ تو سیدنا عبداللہ بن عمر ؓ نے فرمایا: '' (پھر سن لو کہ) بیشک رسولُ اللہ ﷺ نے حجِ تمتع کا حکم دیا ہے۔'' **[صحیح بُخاری : 6788 ، صحیح مُسلم : 4410 ، جامع ترمذی : 824 ، قال الشیخ الالبانی و الشیخ زبیر علیزئی : اِسنادہ صحیح]**

39 **صحیح بُخاری کی حدیث میں ہے:** سیدنا ابوحازم تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی سیدنا سہل بن سعد الساعدی ؓ کے پاس آ کر بتانے لگا کہ فلاں (بنواُمیہ سے تعلق رکھنے والا) شخص جو امیرِ مدینہ ہے، اَپنے منبر پر سیدنا علی ابن ابی طالب ؓ کا (بُرے انداز سے) ذکر کرتا ہے۔ (سیدنا سہل بن سعد الساعدی ؓ نے) پوچھا: ''وہ کیا کہتا ہے؟'' اُس نے بتایا کہ وہ (حقارت سے) اُن (سیدنا علی ؓ) کو ابوتراب (یعنی مٹی والا) کہتا ہے۔'' اُسکی اِس بات پر سیدنا سہل بن سعد الساعدی ؓ ہنس پڑے اور فرمایا: ''اللّٰہ تعالیٰ کی قسم! اُن (سیدنا علی ؓ) کا یہ نام (ابوتراب) تو خود رسولُ اللہ ﷺ نے رکھا تھا اور اللّٰہ تعالیٰ کی قسم! اُن (سیدنا علی ؓ) کو اِس نام سے بڑھ کر کوئی اور نام محبوب نہ تھا۔'' (سیدنا ابوحازم تابعی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اُنکی یہ بات سن کر) مَیں نے سیدنا سہل بن سعد الساعدی ؓ کو سارا قصہ سنانے کی درخواست کی۔ اور کہا کہ اَے ابوعباس! یہ قصہ کیسے پیش آیا؟ تو اُنہوں نے وہ قصہ یوں بیان فرمایا: '' ایک روز سیدنا علی ؓ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے پھر (کسی بات پہ اُن سے ناراض ہو کر) گھر سے باہر نکل گئے اور مسجد میں جا کر لیٹ گئے۔ رسولُ اللّٰہ ﷺ نے (سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے) پوچھا: ''تمہارا چچازاد (یعنی سیدنا علی ؓ) کہاں ہے؟ '' اُنہوں نے عرض کیا کہ مسجد میں ہیں۔ چنانچہ آپ ﷺ اُنکے پاس مسجد میں تشریف لائے تو دیکھا کہ سیدنا علی ؓ کی کمر سے لباس ہٹا ہوا ہے اور اُس پہ مٹی لگ گئی ہے۔ چنانچہ رسولُ اللّٰہ ﷺ خود اَپنے مبارک ہاتھوں سے سیدنا علی ؓ کی کمر سے مٹی جھاڑتے جاتے اور فرماتے جاتے: ''اَے ابوتراب (مٹی والے)! اُٹھ جاؤ۔ اَے ابوتراب! اُٹھ جاؤ۔'' **صحیح مُسلم کی حدیث میں ہے:** سیدنا سہل بن سعد الساعدی ؓ بیان فرماتے ہیں کہ (بنواُمیہ کے دَورِ ملوکیت میں) آلِ مروان میں سے ایک شخص کو مدینہ کا والی بنا کر بھیجا گیا۔ اُس گورنر نے سیدنا سہل ؓ کو بُلوایا اور حکم دیا کہ وہ سیدنا علی ؓ کو گالی دیں۔ (نعوذ باللہ من ذالک) سیدنا سہل ؓ نے صاف اِنکار فرما دیا۔ پھر اِس اِنکار پر اُس (گورنر) نے کہا کہ چلو کم از کم اِتنا ہی کہہ دو کہ: **'' اللّٰہ تعالیٰ ابوتراب (مٹی والے) پر لعنت کرے۔''** (نعوذ باللہ من ذالک) اُسکی اِس بات پر سیدنا سہل ؓ نے فرمایا کہ سیدنا علی ؓ کو تو ابوتراب (مٹی والا) سے بڑھ کر کوئی اور نام محبوب ہی نہ تھا۔ وہ تو اِس نام سے پکارے جانے پر خوش ہوا کرتے تھے۔ اِس پر اُس (والی مدینہ) نے کہا کہ ہمیں ساری بات سُناؤ کہ اُنکا یہ نام کیونکر رکھا گیا تھا؟ سیدنا سہل ؓ نے فرمایا: ''(ایک مرتبہ) رسولُ اللّٰہ ﷺ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے تو وہاں سیدنا علی ؓ موجود نہ تھے، تو آپ ﷺ نے (سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے) پوچھا: ''تمہارا چچازاد (یعنی سیدنا علی ؓ) کہاں ہے؟ '' اُنھوں نے عرض کی کہ میرے اور اُنکے درمیان کوئی (جھگڑے کی) بات ہوئی تو وہ مجھ سے ناراض ہو کر چلے گئے اور دوپہر باہر گزاری۔ رسولُ اللّٰہ ﷺ نے کسی کو حکم دیا کہ جاؤ اور دیکھو وہ کہاں ہے؟ کسی نے آ کر عرض کی کہ وہ تو مسجد میں سوئے ہوئے ہیں۔ چنانچہ آپ ﷺ اُنکے پاس مسجد میں تشریف لائے تو دیکھا کہ سیدنا علی ؓ کی کمر سے لباس ہٹا ہوا ہے اور اُس پہ مٹی لگ گئی ہے۔ چنانچہ رسولُ اللّٰہ ﷺ خود اَپنے مبارک ہاتھوں سے سیدنا علی ؓ کی کمر سے مٹی جھاڑتے جاتے اور ساتھ ساتھ فرماتے جاتے: ''اَے ابوتراب (مٹی والے)! اُٹھ جاؤ۔ اَے ابوتراب! اُٹھ جاؤ۔''

[صحیح بُخاری : 3703 ، صحیح مُسلم : 6229]

40 **صحیح مُسلم کی حدیث میں ہے:** سیدنا عامر بن سعد بن ابی وقاص تابعی رحمہ اللہ اَپنے والد سیدنا سعد بن ابی وقاص ؓ سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت معاویہ بن ابی سفیان ؓ نے سیدنا سعد بن ابی وقاص ؓ کو حکم دیا (تو اُنھوں نے صاف اِنکار فرما دیا) پس حضرت معاویہ ؓ نے اُن سے پوچھا کہ آپ ؓ کو ابوتراب (سیدنا علی بن ابی طالب ؓ) کو گالی دینے سے کس بات نے روک رکھا ہے؟ سیدنا سعد بن ابی وقاص ؓ نے جواب میں فرمایا: '' مَیں ہرگز اُنہیں کبھی بھی گالی نہیں دوں گا، کیونکہ 3 باتیں (بہت ہی زیادہ فضیلت والی اَیسی ہیں) جو سیدنا علی ؓ کیلئے رسولُ اللّٰہ ﷺ نے خود اِرشاد فرمائی تھیں۔ اور اگر اُن 3 باتوں میں سے مجھے ایک بھی مل جاتی تو (وہ فضل) مجھے سرخ اونٹوں کے مل جانے سے بھی بہتر ہوتا۔ (پہلی فضیلت سیدنا علی ؓ کیلئے یہ ہے کہ) میں نے رسولُ اللّٰہ ﷺ کو سُنا کہ آپ ﷺ نے جب کسی غزوہ (تبوک) میں سیدنا علی ؓ کو پیچھے چھوڑا تو اُنھوں نے (بطورِ شکوہ) کہا کہ آپ ﷺ نے مجھے عورتوں اور بچوں کے ساتھ پیچھے چھوڑ دیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم اِس (عزت افزائی) پر خوش نہیں ہو کہ تمہاری مجھ سے وہی نسبت ہے جو ہارون علیہ السلام کو موسیٰ علیہ السلام سے تھی، سوائے اِسکے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔'' اور (دوسری فضیلت سیدنا علی ؓ کیلئے یہ ہے کہ) میں نے غزوہ خیبر کے دِن رسولُ اللّٰہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سُنا: ''کل مَیں (لشکر کی قیادت کا) جھنڈا اُس شخص کو دوں گا، جس کے ہاتھوں پر فتح ہوگی اور جو اللّٰہ تعالیٰ اور اُسکے رسول ﷺ سے محبت رکھتا ہے اور اللّٰہ تعالیٰ اور اُسکے رسول ﷺ بھی اُس سے محبت

فرماتے ہیں۔'' (یہ سن کر) ہم سب اِسی اُمید میں رہے (کہ شاید جھنڈا ہمیں مل جائے) مگر (صبح ہونے پر) آپ ﷺ نے فرمایا: '' علی (رضی اللہ عنہ) کو میرے پاس بُلا کر لاؤ۔'' اُنہیں لایا گیا تو اُن کی آنکھیں دُکھتی تھیں، پس آپ ﷺ نے اُن کی آنکھوں میں (اپنا) لعابِ دھن مبارک لگایا اور جھنڈا اُنہیں دے دیا اور (پھر) اُن کے ہاتھوں پر فتح حاصل ہوئی۔ اور (تیسری فضیلت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کیلئے یہ ہے کہ) جب (عیسائی پادریوں کو مباہلے کا چیلنج دینے کیلئے) قرآن کی یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی: '' اے پیغمبر ﷺ ! فرمادیں کہ آؤ ہم اَپنے بیٹوں اور تمہارے بیٹوں کو بلا لیتے ہیں، اور اَپنی عورتوں کو بھی اور تمہاری عورتوں کو بھی، اور اَپنے آپ کو بھی اور تمہیں بھی، اور پھر بڑی عاجزی سے (اللہ تعالیٰ کے حضور) اِلتجا کریں پھر لعنت بھیجیں اللہ تعالیٰ کی جھوٹوں پر۔'' [آلِ عمران : 61] تو رسولُ اللہ ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ ، سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا ، سیدنا حسن رضی اللہ عنہ اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو بُلایا اور پھر یوں عرض کی: '' اے اللہ تعالیٰ ! یہ میرے اَہل (بیت) ہیں۔'' سُنن نسائی الکبری کی حدیث میں ہے: حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آپ رضی اللہ عنہ کو ابوتراب (سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ) کو گالی دینے سے کس بات نے روک رکھا ہے ؟ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے جواب میں فرمایا :''جب تک 3 باتیں (بہت ہی زیادہ فضیلت والی) جو سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کیلئے رسولُ اللہ ﷺ نے خود اِرشاد فرمائی تھیں، مجھے یاد رہیں گی، اُس وقت تک میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو گالی نہیں دوں گا۔ اُن 3 باتوں میں سے مجھے ایک (بات) بھی مل جائے تو (وہ) مجھے سرخ اونٹوں سے زیادہ محبوب ہوتی۔ (پھر آگے اِس حدیث میں بھی آخر تک وہی اَلفاظ ہیں جو صحیح مُسلم کی حدیث میں گزر چکے ہیں، لیکن اِس کے آخر میں ہے کہ) پھر سیدنا عامر بن سعد رحمہ اللہ نے فرمایا : '' اللہ تعالیٰ کی قسم ! سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی یہ گفتگو سُن لینے کے بعد حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ جتنا عرصہ مدینہ شریف میں مقیم رہے اِس موضوع پر ایک حرف کا بھی کلام نہ کیا۔'' سُنن ابنِ ماجہ کی حدیث میں ہے: سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کسی حج کے موقع پر (مدینہ شریف) آئے تو سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کے پاس ملنے آئے تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے (اُنکے سامنے) سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا تذکرہ کیا اور اُن (سیدنا علی رضی اللہ عنہ) کی توہین کی تو سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کو غصہ آ گیا اور اُنہوں نے فرمایا تم اَیسی باتیں اُس شخص کے متعلق کہتے ہو جس کے متعلق مَیں نے خود رسولُ اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سُنا تھا: '' جس کا مولا (دِلی محبوب) میں ہوں (تو پھر) اُس کا مولا (دِلی محبوب) علی رضی اللہ عنہ ہے، اور مَیں نے خود رسولُ اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سُنا تھا: ''اَے علی (رضی اللہ عنہ)! تیری مجھ سے وہی نسبت ہے جو ہارون علیہ السلام کو موسیٰ علیہ السلام سے تھی، سوائے اِسکے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔'' اور مَیں نے خود رسولُ اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سُنا تھا: '' آج مَیں (لشکر کی قیادت کا) جھنڈا اُس شخص کو دوں گا، جو اللہ تعالیٰ اور اُسکے رسول ﷺ سے محبت رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ اور اُسکے رسول ﷺ بھی اُس سے محبت رکھتے ہیں۔''

[صحیح مُسلم : 6220 ، سُنن نسائی الکبریٰ : 8439 ، قال الشیخ غلام مصطفیٰ فی خصائصِ علی : اِسنادہ صحیح ، سُنن ابنِ ماجہ : 121 ، قال الشیخ الالبانی: اِسنادہ صحیح]

41 سُنن نسائی الکبری کی حدیث میں ہے: سیدنا ابوبکر بن خالد تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں سیدنا سعد بن مالک (ابی وقاص) رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ میں ملنے گیا تو وہ ہم سے پوچھنے لگے کہ: '' میں نے سُنا ہے کہ تم لوگ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو گالی دیتے ہو ؟ '' مَیں نے عرض کیا: کیا واقعی آپ رضی اللہ عنہ نے ہمارے متعلق اَیسی بات سُنی ہے؟ تو اُنھوں نے فرمایا: ''ہاں اَیسا ہی ہے، شاید تم نے بھی اُنہیں گالی دی ہوگی؟ '' مَیں نے عرض کی اللہ تعالیٰ کی پناہ ! (کہ ہم نے کبھی اَیسی حرکت نہیں کی)۔ سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو کبھی گالی نہ دینا۔ بے شک اگر میری مانگ (یعنی سر کے درمیانے حصے) پر آرا بھی رکھ دیا جائے (یعنی مجھے اِنکار کرنے پہ اَپنی جان چلے جانے کا خوف ہو اور مجھے مجبور کیا جائے) کہ میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو گالی دوں تو میں پھر بھی اُنہیں گالی نہیں دوں گا کیونکہ مَیں نے خود رسولُ اللہ ﷺ سے (سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے فضائل میں) بہت کچھ سن رکھا ہے۔'' الـمُستدرک لِلحاکم کی حدیث میں ہے: سیدنا قیس بن ابوحازم تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ کے بازار میں گھوم پھر رہا تھا۔ اِسی دوران جب میں احجار زیت (نامی جگہ پر) پہنچا تو دیکھا کہ لوگ ایک گھوڑ اسوار کے گرد جمع ہیں اور وہ گھوڑ اسوار سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو گالیاں بک رہا ہے اور وہ لوگ (اُس گستاخ گھوڑ سوار کو منع کرنے کی بجائے) اُس کے گرد مجمع لگائے کھڑے ہیں۔ اِسی دوران اِتفاقاً سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ وہاں تشریف لے آئے اور پوچھا: ''یہ کیا ہو رہا ہے؟'' لوگوں نے عرض کی:''یہ شخص سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو گالیاں دے رہا ہے۔'' (نعوذ باللہ من ذالک) اِس پر سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ آگے بڑھے تو لوگوں نے (اِحترام میں) اُن کیلئے راستہ کھلا کر دیا اور وہ اُس شخص کے سامنے جا کر کھڑے ہوئے اور پھر فرمایا : ''اَے شخص! تو کس بنا پر سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو گالیاں دے رہا ہے؟ (اَے گستاخ مجھے بتا) کیا وہ (سیدنا علی رضی اللہ عنہ) سب سے پہلے مسلمان نہیں تھے ؟ کیا وہ (سیدنا علی رضی اللہ عنہ) رسولُ اللہ ﷺ کے ساتھ سب سے پہلے نماز پڑھنے والی شخصیت نہیں تھے ؟ کیا وہ (سیدنا علی رضی اللہ عنہ) سب سے زیادہ دنیا سے بے رغبتی رکھنے والی شخصیت نہیں تھے ؟ کیا وہ (سیدنا علی رضی اللہ عنہ) سب سے بڑھ کر علم رکھنے والی شخصیت نہیں تھے ؟ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ (سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے) مزید فضائل ذکر کرتے رہے یہاں تک کہ فرمایا: ''کیا وہ (سیدنا علی رضی اللہ عنہ) رسولُ اللہ ﷺ کی صاحبزادی کے رشتے سے آپ ﷺ کے داماد نہیں تھے؟ کیا رسولُ اللہ ﷺ کے غزوات میں وہ (سیدنا علی رضی اللہ عنہ) آپ ﷺ کے علَم بردار (جھنڈا اُٹھانے والے) نہیں تھے؟ '' پھر سعد رضی اللہ عنہ نے اَپنا منہ قبلہ کی طرف کیا اور دونوں ہاتھ اُٹھا کر دُعا کی: ''اَے اللہ تعالیٰ ! یہ شخص تیرے ولیوں میں سے ایک ولی کو گالیاں بک رہا ہے، اِس ہجوم کے منتشر ہونے سے پہلے پہلے اِسے اپنی قدرت کا مظاہرہ دکھادے۔'' سیدنا قیس بن ابوحازم تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: ''ہم اَبھی منتشر بھی نہیں ہوئے تھے کہ اُس (گستاخ سوار) کی سواری (زمین میں) دھنسنے لگی اور اُسکی سواری نے اُس کو کھوپڑی کے بل پتھروں پر پٹخ دیا، جس کی وجہ سے اُس (سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے گستاخ سوار) کا دماغ پھٹ گیا اور وہ وہیں مر گیا۔''

[سُنن نسائی الکبریٰ : 8477 ، قال الشیخ غلام مصطفیٰ فی خصائصِ علی : اِسنادہ صحیح ، المُستدرک لِلحاکم : 6121 ، قال الامام حاکم والامام الذھبی : اِسنادہ صحیح]

42 سُنن ابی داؤد کی حدیث میں ہے: سیدنا عبداللہ بن ظالم تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ جب فلاں شخص (یعنی حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ جن کا نام حدیث کے اَگلے طریق میں آیا ہے) کوفہ میں آیا تو اُنھوں نے فلاں شخص (یعنی حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ جن کا نام اِسی حدیث کے اَگلے طریق میں آیا ہے) کو خطیب مقرر کیا۔ (حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کی تقریر سن کر) سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا: ''اِس ظالم (حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ) کو دیکھ رہے ہو ؟ (جو سیدنا علی رضی اللہ عنہ پر لعنت کر رہا ہے، جس کی خبر اسی حدیث کے اَگلے طریق میں آرہی ہے) سیدنا عبداللہ بن ظالم تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ پھر سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ (جو پہلے 10 اِسلام لانے والوں میں شامل تھے اور سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے بہنوئی بھی تھے) نے 9 اَفراد کے بارے میں جنتی ہونے کی گواہی دی (اور فرمایا کہ) مَیں اگر دسویں شخص کی گواہی بھی دے دوں تو کوئی گناہ نہیں ہوگا (یعنی بالکل درست ہوگا)۔'' مَیں نے پوچھا کہ وہ 9 اَفراد کون کون سے ہیں؟ سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ رسولُ اللہ ﷺ نے کوہِ حراء پر کھڑے ہو کر اِرشاد فرمایا تھا: ''اَے حراء پہاڑ ! تھم جا، تجھ پر (اِس وقت صرف) نبی ﷺ یا صدیق یا شہید ہی تو (موجود) ہیں۔'' میں نے (پھر) پوچھا کہ وہ 9 اَفراد کون کون سے ہیں؟ '' سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا (وہ 9 اَفراد یہ ہیں): ''رسولُ اللہ ﷺ ، سیدنا ابوبکر، سیدنا عمر، سیدنا عثمان، سیدنا علی، سیدنا طلحہ، سیدنا زبیر، سیدنا سعد بن ابی وقاص اور سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف (رضی اللہ عنہم اجمعین)۔'' میں نے (پھر) پوچھا کہ اور دسواں شخص کون ہے ؟ وہ (سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ) تھوڑی دیر (عاجزی کے باعث) خاموش رہے پھر فرمایا: ''(وہ دسواں شخص) مَیں ہوں۔'' (**نوٹ:** اِسی حدیث سے ایک اور ملتی جلتی روایت سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے جامع ترمذی میں حدیث نمبر 3747 نقل ہوئی ہے، لیکن اُس حدیث میں رسولُ اللہ ﷺ کی بجائے سیدنا ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کا نام آیا ہے)

سُنن نسائی الکبریٰ کی حدیث میں ہے: سیدنا عبداللہ بن ظالم تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کوفہ میں آئے تو حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے کچھ خطباء مقرر کیے جو کہ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ پر زبان درازی کر رہے تھے۔ چنانچہ سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا: ''اِس ظالم شخص (حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ) کو دیکھتے ہو کہ یہ ایک جنتی شخص (سیدنا علی رضی اللہ عنہ) پر لعنت کرواتا ہے۔'' پھر اُنہوں نے 9 اَفراد کے بارے میں گواہی دی کہ وہ جنتی ہیں۔ اور (فرمایا:) ''اگر میں دسویں شخص کے جنتی ہونے کی خبر دے دوں (تو وہ بھی سچ ہوگا)۔'' میں نے پوچھا کہ وہ 9 اَفراد کون سے ہیں؟ سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ رسولُ اللہ ﷺ نے کوہِ حراء پر کھڑے ہو کر اِرشاد فرمایا تھا: '' اَے حراء پہاڑ ! تھم جا، تجھ پر (اِس وقت صرف) نبی ﷺ یا صدیق یا شہید ہی تو (موجود) ہیں۔'' میں نے (پھر) پوچھا کہ وہ 9 اَفراد کون کون سے ہیں؟ '' سیدنا سعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا (وہ 9 اَفراد یہ ہیں): ''رسولُ اللہ ﷺ ، سیدنا ابوبکر، سیدنا عمر، سیدنا عثمان، سیدنا علی، سیدنا طلحہ، سیدنا زبیر، سیدنا سعد بن ابی وقاص اور سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف (رضی اللہ عنہم اجمعین)۔'' میں نے پوچھا کہ اور دسواں شخص کون ہے؟ وہ (سیدنا سعید رضی اللہ عنہ) تھوڑی دیر (عاجزی میں) خاموش رہے پھر فرمایا: '' مَیں ہوں۔'' سُنن نسائی الکبریٰ کی حدیث میں ہے: سیدنا عبداللہ بن ظالم تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو میں نے عرض کی: کیا آپ رضی اللہ عنہ اِس ظالم شخص سے تعجب نہیں کرتے کہ جس نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ پر سب وشتم کرنے کے لئے خطباء مقرر کیے ہوئے ہیں؟ تو اُنھوں نے فرمایا: ''کیا واقعی وہ (حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ) اَیسا کر رہے ہیں؟ (جبکہ) میں گواہی دیتا ہوں کہ 9 اَفراد کے بارے میں کہ وہ جنتی ہیں۔ اور (فرمایا:) ''اگر میں دسویں شخص کے جنتی ہونے کی خبر دے دوں (تو وہ بھی سچ ہوگا)۔'' میں نے پوچھا کہ وہ 9 اَفراد کون سے ہیں؟ سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ رسولُ اللہ ﷺ نے کوہِ حراء پر کھڑے ہو کر اِرشاد فرمایا تھا: '' اَے حراء پہاڑ ! تھم جا، تجھ پر (اِس وقت صرف) نبی ﷺ یا صدیق یا شہید ہی تو (موجود) ہیں۔'' میں نے (پھر) پوچھا کہ وہ 9 اَفراد کون کون سے ہیں؟ '' سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا (وہ 9 اَفراد یہ ہیں): ''رسولُ اللہ ﷺ ، سیدنا ابوبکر، سیدنا عمر، سیدنا عثمان، سیدنا علی، سیدنا طلحہ، سیدنا زبیر، سیدنا سعد بن ابی وقاص اور سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف (رضی اللہ عنہم اجمعین)۔'' میں نے پوچھا کہ اور دسواں شخص کون ہے ؟ اُنھوں (سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: '' مَیں ہوں۔''

[سُنن ابی داؤد : 4648 ، سُنن نسائی الکبریٰ : 8208 اور 8190 ، قال الشیخ الالبانی والشیخ زبیر علیزئی والشیخ غلام مصطفیٰ ظہیر فی فضائل الصحابۃ : اِسنادہ صحیح]

[صحیح ابن حِبان : 6996 ، السُنۃ لابنِ ابی عاصم : 1220 ، مُسندِ احمد : 1644 (جلد -1 ، صفحہ -189) ، قال الشیخ شعیب الارنؤوط : اِسنادہ صحیح]

43 سُنن ابی داؤد کی حدیث میں ہے: سیدنا ریاح بن حارث تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں فلاں شخص (یعنی حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ جن کا نام اِسی حدیث کے اَگلے طریق میں آیا ہے) کے پاس کوفہ کی مسجد میں بیٹھا تھا اور اہلِ کوفہ بھی موجود تھے کہ سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ وہاں تشریف لائے تو اُس (فلاں شخص) نے اُنہیں خوش آمدید کہا اور تخت پر اَپنے پاؤں والی طرف پاس بٹھالیا۔ اِسی دوران وہاں ایک کوفی شخص آیا جس کا نام قیس بن علقمہ تھا۔ اُس (فلاں شخص) نے اُس کا بھی استقبال کیا۔ پھر اُس (قیس بن علقمہ) نے مسلسل گالی گلوچ شروع کر دی۔ اس پر سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے دریافت فرمایا: ''یہ شخص کِسے گالیاں دیئے جا رہا ہے؟ '' اُس (فلاں شخص) نے کہا کہ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو گالیاں دے رہا ہے۔ سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے اَفسوس سے فرمایا: '' مَیں دیکھ رہا ہوں کہ تمہارے سامنے اَصحاب رسول ﷺ کو گالیاں دی جاتی ہیں اور تم (فلاں شخص) اِس (جرم) کو نہ تو بُرا سمجھ رہے ہو اور نہ (ہی) منع کرتے ہو ! (جبکہ اِسکے برعکس) مَیں نے خود رسولُ اللہ ﷺ کو یہ اِرشاد فرماتے ہوئے سُنا تھا، اور میں کوئی مَن گھڑت بات آپ ﷺ کی طرف منسوب نہیں کروں گا کہ کل (روزِ قیامت) آپ ﷺ سے ملاقات ہونے پر مجھے جواب دہی بھگتنی پڑ جائے، (آپ ﷺ نے) فرمایا تھا '' (رسولُ اللہ ﷺ کے ساتھ) سیدنا ابوبکر جنتی ہیں، سیدنا عمر جنتی ہیں، سیدنا عثمان جنتی ہیں، سیدنا علی جنتی ہیں، سیدنا طلحہ جنتی ہیں، سیدنا زبیر جنتی ہیں، سیدنا سعد بن ابی وقاص جنتی ہیں اور سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف جنتی ہیں (رضی اللہ عنہم اجمعین)۔'' اور اگر میں چاہوں تو دَسویں (خوش نصیب) کا نام بھی بتا سکتا ہوں۔ پھر سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ (عاجزی کے باعث) خاموش ہو گئے۔ تو لوگوں نے بااِصرار پوچھا کہ وہ دَسویں کون ہیں؟ تو فرمایا: ''وہ (دسواں شخص) سعید بن زید رضی اللہ عنہ ہے۔'' پھر فرمایا: '' (تم سب کان کھول کر سُن لو) رسولُ اللہ ﷺ کی معیت میں کسی صحابی کا چہرہ غُبار آلود ہونا، تم میں سے کسی کے ساری عمر کے نیک اَعمال کرنے

سے بہتر ہے خواہ اُسے سیدنا نوح علیہ السلام جتنی عمر (ہی کیوں نہ) دے دی جائے۔'' **مُسندِ اَحمد کی حدیث میں ہے:** حضرت مغیرہ بن شعبہ ؓ بڑی مسجد میں تھے اور اُن کے پاس دائیں بائیں اہلِ کوفہ موجود تھے، اِسی دوران اُن کے پاس سیدنا سعید بن زید ؓ صحابی تشریف لائے۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ ؓ نے اُنہیں خوش آمدید کہا اور (شاہی) تخت پر اَپنے پاؤں کی جانب اَپنے پاس بٹھالیا۔ پھر ایک کوفی شخص آیا اور اُس نے حضرت مغیرہ بن شعبہ ؓ کی طرف متوجہ ہوکر مسلسل گالیاں دینا شروع کردیں۔ سیدنا سعید بن زید ؓ نے پوچھا: ''اَے مغیرہ ! یہ کس کو گالیاں دے رہا ہے ؟'' اُنہوں نے کہا: ''یہ سیدنا علی بن ابی طالب ؓ کو گالی دے رہا ہے۔'' اِس پر سیدنا سعید بن زید ؓ نے (غصہ میں آکر) فرمایا: '' اَے مغیرہ بن شعبہ ! اَے مغیرہ بن شعبہ ! اَے مغیرہ بن شعبہ ! مَیں یہ کیا سُن رہا ہوں کہ اَصحابِ رسول ﷺ کو تمہارے پاس گالیاں دی جاتی ہیں اور تم اِس (جرم) کو نہ تو بُرا سمجھ رہے ہو اور نہ (ہی) منع کرتے ہو! (جبکہ اِسکے برعکس) مَیں رسولُ اللّٰہ ﷺ کے متعلق گواہی دیتا ہوں، وہ جو کچھ میرے کانوں نے سُنا اور میرے دل نے محفوظ کرلیا، اور میں کوئی مَن گھڑت بات آپ ﷺ کی طرف منسوب نہیں کروں گا کہ کل (روزِ قیامت) آپ ﷺ سے ملاقات ہونے پر مجھے جواب دہی بھگتنی پڑ جائے، (آپ ﷺ نے) فرمایا تھا: سیدنا ابوبکر جنتی ہیں، سیدنا عمر جنتی ہیں، سیدنا علی جنتی ہیں، سیدنا عثمان جنتی ہیں، سیدنا طلحہ جنتی ہیں، سیدنا زبیر جنتی ہیں، سیدنا سعد بن ابی وقاص جنتی ہیں اور سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف جنتی ہیں (رضی اللہ عنہم اجمعین)۔'' اور ایک نواں مسلمان بھی جنتی ہے، اگر مَیں چاہوں تو اُس کا نام بھی بتا سکتا ہوں۔'' اس پر اہلِ مسجد نے بااِصرار اللّٰہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر پوچھا: ''اَے رسولُ اللّٰہ ﷺ کے صحابی ! وہ نواں شخص کون ہے ؟'' سیدنا سعید ؓ نے فرمایا: '' تُم نے مجھے اللّٰہ تعالیٰ کا واسطہ دے ڈالا ہے، اللّٰہ تعالیٰ کی قسم! وہ نواں مسلمان مَیں (سیدنا سعید بن زید ؓ) ہوں اور رسولُ اللّٰہ ﷺ دَسویں ہیں۔ اللّٰہ تعالیٰ کی قسم ! اَیسا شخص، جس کا چہرہ رسولُ اللّٰہ ﷺ کی معیت میں گرد آلود ہوا، اُس کا یہ عمل تمہاری تمام عمر کی نیکیوں سے بہتر ہے خواہ تمہیں سیدنا نوح علیہ السلام جتنی عمر (ہی کیوں نہ) دے دی جائے۔'' [سُنن ابی داؤد : 4650 ، مُسندِ احمد : 1629 (جلد -1 ، صفحہ -187) ، قال الشیخ الالبانی و الشیخ زبیر علیزئی والشیخ شعیب الارنؤوط : اِسنادہ صحیح]

44 **سُنن نسائی الکبریٰ کی حدیث میں ہے:** سیدنا عبداللہ بن ظالم تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت مغیرہ ؓ نے خطبہ دیا اور اُس میں سیدنا علی ؓ کو سب وشتم کا نشانہ بنایا، تو اِس پر سیدنا سعید بن زید ؓ نے فرمایا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسولُ اللّٰہ ﷺ سے خود یہ بات سنی کہ آپ ﷺ فرما رہے تھے :'' اَے حراء پہاڑ ! تھم جا، تجھ پر (اِس وقت صرف) نبی ﷺ یا صدیق یا شہید ہی تو (موجود) ہیں۔'' اور اُس وقت اُس (پہاڑ) پر رسولُ اللّٰہ ﷺ، سیدنا ابوبکر، سیدنا عمر، سیدنا عثمان، سیدنا علی، سیدنا طلحہ، سیدنا زبیر، سیدنا سعد بن ابی وقاص اور سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف اور سعید بن زید (رضی اللہ عنہم اجمعین) تھے۔ **سُنن نسائی الکبریٰ کی حدیث میں ہے:** سیدنا عبداللہ بن ظالم رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں سیدنا سعید بن زید ؓ کے سامنے بیٹھا ہوا تھا، تو وہ فرمانے لگے:''ہمارے یہ حکمران ہمیں حکم دیتے ہیں کہ ہم اَپنے بھائیوں پر لعنت کریں، اور بے شک ہم تو لعنت نہیں کرینگے بلکہ ہم تو اُن کیلئے اللّٰہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عافیت کی دُعا کرینگے، میں نے رسولُ اللّٰہ ﷺ سے خود یہ بات سنی کہ آپ ﷺ فرما رہے تھے:'' عنقریب میرے بعد بہت سے فتنے رونما ہوں گے اور اَیسے اَیسے ہوگا۔'' اِسی دوران ایک شخص وہاں آیا اور سیدنا سعید ؓ سے عرض کی کہ مجھے تو سیدنا علی ؓ سے ہر چیز سے بڑھ کر محبت ہے! اِس پر سیدنا سعید بن زید ؓ نے اُس سے فرمایا: ''(تمہیں بشارت ہو کہ) تم تو ایک جنتی اِنسان سے محبت کرتے ہو۔'' پھر سیدنا سعید بن زید ؓ نے حدیث بیان کی کہ رسولُ اللّٰہ ﷺ، سیدنا ابوبکر، سیدنا عمر، سیدنا عثمان، سیدنا علی، سیدنا طلحہ، سیدنا زبیر، سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف اور سیدنا سعد بن ابی وقاص (رضی اللہ عنہم) تھے، اگر میں چاہوں تو دَسویں (جنتی) آدمی کا نام بھی بتا سکتا ہوں، یعنی وہ (سیدنا سعید ؓ) خود تھے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: '' اَے حراء پہاڑ ! تھم جا، تجھ پر نبی ﷺ یا صدیق یا شہید (موجود) ہیں۔'' **سُنن نسائی الکبریٰ اور سُنن ابی داؤد کی حدیث میں ہے:** سیدنا عبدالرحمٰن بن اَخنس تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا سعید بن زید ؓ حضرت مغیرہ بن شعبہ ؓ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے تو حضرت مغیرہ بن شعبہ ؓ نے سیدنا علی بن ابی طالب ؓ سے متعلق کچھ (نازیبا اَلفاظ میں) کہا تو سیدنا سعید بن زید ؓ وہیں پر کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ میں نے رسولُ اللّٰہ ﷺ سے خود یہ بات سنی کہ آپ ﷺ فرما رہے تھے: '' اہلِ قریش میں سے 10- آدمی جنت میں ہیں، (رسولُ اللّٰہ ﷺ جنت میں ہیں)، سیدنا ابوبکر جنت میں ہیں، سیدنا عمر جنت میں ہیں، سیدنا علی جنت میں ہیں، سیدنا عثمان جنت میں ہیں، سیدنا طلحہ جنت میں ہیں، سیدنا زبیر جنت میں ہیں، سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف جنت میں ہیں، سیدنا سعد بن ابی وقاص جنت میں ہیں اور سیدنا سعید بن زید جنت میں ہیں (رضی اللہ عنہم اجمعین)۔''

[سُنن نسائی الکبریٰ : 8205 ، 8206 اور 8210 ، سُنن ابی داؤد : 4649 ، قال الشیخ غلام مُصطفیٰ ظھیر امن پوری فی فضائل الصحابۃ : اِسنادہ صحیح]

45 **صحیح بُخاری کی حدیث میں ہے:** سیدنا براء بن عازب ؓ بیان کرتے ہیں کہ جب رسولُ اللّٰہ ﷺ نے ماہِ ذی القعدہ میں عمرہ کا قصد فرمایا تو اہلِ مکہ نے آپ ﷺ کو مکہ مکرمہ میں داخلے کی اجازت سے اِنکار کردیا۔ بالآخر فیصلہ یہ ہوا کہ آپ ﷺ (آئندہ سال) 3 دن اِس (مکہ مکرمہ) میں ٹھہر سکیں گے اور معاہدے کی تحریر میں لکھا گیا: ''یہ وہ فیصلہ ہے جو محمد رسولُ اللّٰہ ﷺ کے ساتھ طے پایا ہے۔'' اِس پر قریشِ مکہ بگڑ گئے اور کہا کہ ہم تو آپ ﷺ کو (رسولُ اللّٰہ ﷺ) نہیں مانتے کیونکہ اگر ہمیں (یقینی) علم ہو کہ آپ ﷺ نبی ہیں تو ہم آپ ﷺ کو (مکہ مکرمہ میں) داخلے سے کیوں روکتے ؟ لہٰذا یہاں محمد بن عبداللّٰہ (ﷺ) لکھیں۔ آپ ﷺ نے اِرشاد فرمایا: '' مَیں اللّٰہ تعالیٰ کا رسول (ﷺ) بھی ہوں اور محمد بن عبداللّٰہ (ﷺ) بھی ہوں۔'' پھر آپ ﷺ نے سیدنا علی بن ابی طالب ؓ سے اِرشاد فرمایا: '' لفظِ رسولُ اللّٰہ (ﷺ) مٹا دو۔'' سیدنا علی بن ابی طالب ؓ نے (جذباتِ محبت میں) عرض کی: '' نہیں اللّٰہ تعالیٰ کی قسم ! مَیں آپ ﷺ (کے نام مبارک کے ساتھ لکھے رسولُ اللّٰہ) کو نہیں مٹا سکتا۔'' چنانچہ آپ ﷺ نے (معاہدے کی) تحریر خود پکڑی، حالانکہ آپ ﷺ اَچھی طرح لکھنا نہیں جانتے تھے، پھر لکھا (گیا): ''یہ (وہ معاہدہ) ہے جو محمد بن عبداللّٰہ (ﷺ) نے طے کرلیا ہے کہ مکہ مکرمہ میں کوئی ہتھیار لیکر نہیں آئیں گے، سوائے ایک تلوار کے جو نیام میں بند ہوگی اور یہ کہ اہلِ مکہ میں سے کوئی بھی آپ ﷺ کے پیچھے (مدینہ منورہ) جانا چاہے تو آپ ﷺ اُسے نہیں لے جائیں گے اور اَپنے ساتھیوں میں سے کسی کو نہیں روکیں گے اگر وہ اُس (مکہ)

میں مقیم ہونا چاہے۔'' ۔۔۔۔۔۔۔۔ چنانچہ رسولُ اللہ ﷺ نے سیدنا علی بن ابی طالب ؓ سے (بطورِ دل جوئی کے) اِرشاد فرمایا: ''(اَے علی!) تم مُجھ سے ہو اور مَیں تم سے ہوں۔''
جامع ترمذی کی حدیث میں ہے: سیدنا عمران بن حصین ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسولُ اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا: '' علی مُجھ سے ہے اور مَیں علی سے ہوں اور وہ میرے بعد ہر ایک مسلمان کے ولی (دِلی دوست) ہوں گے۔'' **جامع ترمذی کی حدیث میں ہے:** سیدنا انس بن مالک ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسولُ اللہ ﷺ کے پاس ایک بھنا ہوا پرندہ تھا، آپ ﷺ نے دُعا کی: '' اَے اللہ تعالیٰ ! اَپنی مخلوق میں سے سب سے محبوب ترین شخص کو میرے پاس بھیج جو میرے ساتھ اِس پرندے کو کھائے۔'' پس (دُعا قبول ہوئی اور اُسی وقت ہی) سیدنا مولیٰ علی ؓ رسولُ اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور رسولُ اللہ ﷺ کے ساتھ وہ پرندہ تناول فرمایا۔ **المُستدرک لِلحاکم کی حدیث میں ہے:** اُم المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا کہ رسولُ اللہ ﷺ کو لوگوں میں سب سے بڑھ کر محبوب کون تھا؟ فرمایا: سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا پوچھا گیا: مردوں میں کون تھا؟ فرمایا: اُن کے شوہر (سیدنا علی ابن ابی طالب ؓ) جو بہت ہی روزے رکھنے والے اور شب زندہ دار تھے۔ **مُسند ابی یعلی ، المُعجم الصغیر اور سُنن نسائی الکبری کی حدیث میں ہے:** سیدنا ابو عبداللہ جدلی تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ اُم المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا (اِنتہائی دُکھی ہو کر) مجھ سے فرمانے لگیں: ''کیا رسولُ اللہ ﷺ کو منبروں پر گالیاں دی جاتی ہیں؟ مَیں نے عرض کیا کہ یہ (اِنتہائی گستاخانہ اور قبیح فعل) کیونکر ہوسکتا ہے؟ تو اُنھوں نے فرمایا: ''کیا سیدنا علی ؓ اور اُن سے محبت کرنے والوں کو گالیاں نہیں دی جاتیں؟ (جبکہ) مَیں گواہی دیتی ہوں کہ رسولُ اللہ ﷺ اُن سے محبت فرمایا کرتے تھے۔'' (یعنی سیدنا علی بن ابی طالب ؓ کو منبروں پہ گالیاں دینا حقیقت میں تو رسولُ اللہ ﷺ پہ گالیاں بکنے کے ہی مترادف ہے)۔ (نعوذ باللہ من ذالک)

[صحیح بُخاری : 4251 ، جامع ترمذی : 3712 اور 3721 ، قال الشیخ زبیر علیزئی فی مشکوۃ المصابیح تحت الحدیث 6094 : اِسنادہ صحیح]

[المُستدرک لِلحاکم : 4744 ، قال الامام حاکم : اِسنادہ صحیح ، مُسند ابی یعلیٰ : 7013 ، قال الشیخ زبیر علیزئی فی مشکوۃ تحت الحدیث 6101 : اِسنادہ صحیح]

[المُعجم الصغیر لِلطبرانی : 822 ، سُنن نسائی الکبریٰ : 8476 ، قال الشیخ غلام مصطفیٰ ظھیر امن پوری فی خصائص علی تحت الحدیث 8476 : اِسنادہ صحیح]

نوٹ علامہ جلال الدین السیوطی (اَلمُتوفیٰ - **911 ہجری**) لکھتے ہیں: '' بنو اُمیہ (اَپنے) خطبات میں سیدنا علی بن ابی طالب ؓ کو گالی دیا کرتے تھے، پھر جب سیدنا عمر بن عبدالعزیز تابعی رحمہ اللہ خلیفہ بنے تو اُنھوں نے اِس (غلیظ، اِنتہائی گستاخانہ اور قبیح رَسم) کو بند کروا دیا، اور حکومتی کارندوں کے نام حُکم نامہ جاری فرمایا کہ اِس (غلیظ رَسم) کو بند کر دیا جائے۔ پھر اُسکی جگہ اِس (آیت) کو جاری فرما دیا: ''بے شک (اَے ایمان والو !) اللہ تعالیٰ تمہیں (اِن 3 کاموں کا) حکم دیتا ہے کہ ہر معاملہ میں اِنصاف سے کام لو اور اِحسان کرو، اور اَچھا سلوک کرو رشتہ داروں کے ساتھ، اور (تمہیں اِن 3 کاموں سے) منع فرماتا ہے بے حیائی سے اور بُرے کاموں سے اور سرکشی سے۔ وہ (اللہ تعالیٰ) تمہیں وعظ کرتا ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کرسکو۔'' [اَلنحل : 90] ، چنانچہ اُس وقت سے اَب تک خطبات میں اِس (آیت مبارکہ) کی قرأت مسلسل جاری ہے۔'' [تاریخُ الخُلفاء لِلسیوطی '' باب عمر بن عبد العزیز '']

46 **سُنن نسائی کی حدیث میں ہے:** سیدنا سعید بن جبیر تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ مَیں سیدنا عبداللہ بن عباس ؓ کے ہمراہ میدان عرفات میں تھا، تو آپ ؓ نے مجھ سے دریافت فرمایا: ''کیا وجہ ہے کہ لوگوں سے تلبیہ (لبیک اللھم لبیک) کی آواز سُنائی نہیں دے رہی؟ '' مَیں نے عرض کیا کہ لوگ حضرت معاویہ بن ابی سفیان ؓ (کے منع کرنے کی وجہ) سے ڈرتے ہیں۔'' (اِس لئے بلند آواز سے تلبیہ کہنے کی بجائے آہستہ آواز میں ہی کہہ لیتے ہیں)۔ چنانچہ سیدنا عبداللہ بن عباس ؓ (غصہ کی حالت میں) اَپنے خیمے سے باہر تشریف لائے اور بلند آواز سے پکارنا شروع کر دیا: لبیک اللھم لبیک ، لبیک اللھم لبیک ، (اور ساتھ ہی فرمایا) بے شک اُن لوگوں نے سیدنا علی بن ابی طالب ؓ سے بُغض رکھنے کی وجہ سے (بلند آواز سے تلبیہ کہنے کی) سُنت مبارکہ کو (ہی) چھوڑ دیا ہے۔ **سُنن الکُبریٰ لِلبیھقی کی حدیث میں ہے کہ** سیدنا سعید بن جبیر تابعی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ ہم میدان عرفات میں سیدنا عبداللہ بن عباس ؓ کے پاس تھے، تو اُنھوں نے سوال فرمایا: ''کیا وجہ ہے کہ مجھے لوگوں کے تلبیہ کی آواز سُنائی نہیں دے رہی؟'' مَیں نے عرض کیا کہ لوگ حضرت معاویہ ؓ سے ڈرتے ہیں۔'' سیدنا عبداللہ بن عباس ؓ (غصہ کی حالت میں) اَپنے خیمے سے باہر تشریف لائے اور پکارا: '' لبیک اللھم لبیک ، خواہ حضرت معاویہ بن ابی سفیان ؓ کی ناک خاک آلود ہو جائے (یعنی وہ میرے اِس سنت پر عمل کرنے کو خواہ بُرا ہی مان جائیں)، (اور ساتھ ہی فرمایا) اَے اللہ تعالیٰ ! اِن لوگوں پر لعنت فرما بے شک اِن لوگوں نے سیدنا علی ؓ کے بُغض کی وجہ سے (بلند آواز سے تلبیہ کہنے کی) سُنت مبارکہ کو (ہی) چھوڑ دیا ہے۔'' (یعنی سیدنا علی ؓ کا بلند آواز سے تلبیہ کہنا تو سنت پر عمل تھا نہ کہ ذاتی اِجتہاد تھا)۔

[سُنن نسائی : 3009 ، قال الشیخ زبیر علیزئی و الالبانی : اِسنادہ صحیح ، سُنن الکُبریٰ لِلبیھقی : 9230 (جلد -5 ، صفحہ -113) ، قال الشیخ زبیر علیزئی : اِسنادہ صحیح]

47 **صحیح مُسلم کی حدیث میں ہے:** سیدنا علی ؓ بیان فرماتے ہیں : '' قسم ہے اُس ذات کی جس نے دانے کو پھاڑا (نباتات نکالے) اور مخلوقات کو پیدا فرمایا، بے شک نبی اُمی ﷺ نے مُجھ سے یہ عہد کیا تھا کہ مُجھ (سیدنا علی ؓ) سے صرف مومن ہی محبت رکھے گا اور منافق ہی مُجھ (سیدنا علی ؓ) سے نفرت کرے گا۔'' [صحیح مُسلم : 240]

48 **فضائل الصحابة لاحمد ابن حنبل کی حدیث میں ہے:** سیدنا ابو مریم تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے خود سیدنا علی بن ابی طالب ؓ کو یہ فرماتے ہوئے سُنا: '' میری (ذات کی) وجہ سے دو (قسم کے) لوگ ہلاک (یعنی گمراہ) ہو جائیں گے، (پہلی قسم) حد سے زیادہ محبت میں غلو کرنے والے، اور (دوسری قسم مجھ سے) بُغض رکھنے والے۔''
فضائل الصحابة اور السُنة کی حدیث میں ہے: سیدنا ابو السوار تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا علی ؓ نے (رسولُ اللہ ﷺ کی غیبی خبر کی بنیاد پر) فرمایا: ''کچھ لوگ مجھ سے محبت کریں گے یہاں تک کہ محبت (میں غلو) اُن (رافضیوں) کو آگ میں داخل کر دے گا اور کچھ لوگ مجھ سے بُغض رکھیں گے یہاں تک کہ یہ بُغض اُن (ناصبیوں) کو آگ میں لے جائے گا۔''

[فضائل الصحابة لاحمد ابن حنبل : 932 اور 920 (جلد -2 ، صفحہ - 445 اور 443) ، السُنة لابن ابی عاصم : 819 ، قال الشیخ زبیر علیزئی : اِسنادہ صحیح]

E حضرت معاویہ ؓ کو حکومت مل جانے کے بعد سے بتدریج اُمت پر کیسی ملوکیت مسلط ہوئی اور اُس کا بھیانک نتیجہ کیا نکلا؟

49 صحیح بُخاری کی حدیث میں ہے: سیدنا حسن بصری تابعی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ (جب سیدنا علی بن ابی طالب ؓ کی شہادت کے بعد جب صحابہ کرام ؓ نے مشورے کے بعد سیدنا حسن بن علی ؓ کو متفقہ طور پہ خلیفہ چُن لیا تو) اللہ تعالیٰ کی قسم ! سیدنا حسن بن علی ؓ پہاڑوں جیسے لشکر لے کر حضرت معاویہ بن ابی سفیان ؓ کے مقابلے میں آئے تھے، (جن کو دیکھ کر) حضرت عمرو بن عاص ؓ نے کہا: '' مجھے اَیسے لشکر نظر آرہے ہیں جو مدِ مقابل کو فنا کیے بغیر واپس نہیں لوٹیں گے۔'' یہ سُن کر حضرت معاویہ ؓ نے کہا: '' اَے عمرو! اگر دونوں گروہوں نے ایک دوسرے کو مار ڈالا تو اُنکے (پسماندگان) کا ذمہ دار کون ہوگا ؟ اُنکی (بیوہ) عورتوں کا ذمہ دار کون ہوگا ؟ اُنکے یتیم بچوں کا ذمہ دار کون ہوگا ؟ '' چنانچہ حضرت معاویہ ؓ نے بنی عبد شمس کے دو قریشی اَفراد، عبدالرحمٰن بن سمرہ اور عبداللہ بن عامر کو بھیجا کہ جاؤ اور اُس شخص (سیدنا حسن بن علی ؓ) کو (صلح کی) پیش کش کرو اور اُن سے مصالحت کا مطالبہ کرو۔ وہ دونوں اُن (سیدنا حسن بن علی ؓ) کے پاس آئے اور صلح وامن کی بات چلائی۔ سیدنا حسن ؓ نے فرمایا: '' ہم بنو عبدالمطلب (اِن جنگوں میں) بہت مال خرچ کر چکے ہیں (یعنی صلح کی صورت میں اُنکی کفالت کی ذمہ داری کون لے گا؟) اور یہ اُمت (اِن جنگوں کی وجہ سے) اَپنے خون میں لت پت ہو چکی ہے۔'' اُن دونوں نے عرض کی: '' حضرت معاویہ ؓ آپ ؓ کو فلاں فلاں پیش کش کرتے ہیں اور کچھ مطالبات کے طلب گار ہیں (یعنی آپ ؓ خلافت سے دستبردار ہو جائیں)۔'' سیدنا حسن بن علی ؓ نے فرمایا: '' اِس (معاہدے) کی تکمیل کا ذمہ دار کون ہوگا ؟ اُن دونوں نے جواب دیا کہ ہم دونوں ذمہ دار ہیں۔ چنانچہ سیدنا حسن بن علی ؓ جو بھی مطالبہ کرتے گئے وہ دونوں اَپنے ذِمہ لیتے گئے۔ (جب صلح ہوگئی تو) سیدنا حسن بصری تابعی رحمہ اللہ فرمانے لگے کہ مَیں نے سیدنا ابوبکرہ ؓ کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ رسولُ اللہ ﷺ نے خطبہ اِرشاد فرمانے کے دوران سیدنا حسن بن علی ؓ کو اَپنے پہلو میں لئے ہوئے کبھی اُنکی طرف دیکھتے اور کبھی لوگوں کیطرف اور ساتھ ساتھ یہ اِرشاد فرماتے جاتے: '' میرا یہ بیٹا سردار ہے (یعنی اَپنی حکومت سے دستبردار ہو کر قربانی کر کے بڑے پن کا مظاہرہ کرے گا) اور مجھے اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ اِسکے ذریعے مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں میں صلح کروا دے گا (یعنی خلیفہ راشد سیدنا علی ؓ کی حق والی جماعت اور دوسری حضرت معاویہ ؓ کی جماعت جس نے خلیفہ راشد کے خلاف بغاوت کی)۔'' [صحیح بُخاری : 2704 اور 7109]

نوٹ سیدنا حسن بن علی ؓ نے جن شرائط کی بنیاد پر حضرت معاویہ بن ابی سفیان ؓ کو حکومت سپرد کی تھی، اُن کی پوری تفصیلات شروحِ اَحادیث اور کتبِ تاریخ میں ہیں، مثلاً: **1** حضرت معاویہ ؓ اللہ تعالیٰ کی کتاب، رسولُ اللہ ﷺ کی سنت اور خلفاء راشدین ؓ کے طریقے کے مطابق نظامِ حکومت چلائیں گے۔ **2** حضرت معاویہ ؓ اَپنے بعد کسی کو جانشین مقرر نہیں کریں گے بلکہ اُمت کو خلیفہ کے اِنتخاب کیلئے شورٰی پہ چھوڑیں گے۔ **3** سیدنا علی بن ابی طالب ؓ کی جماعت کے لوگ، جو صلح کے بعد ہتھیار ڈال چکے ہیں، اُنکے خلاف کسی قسم کی اِنتقامی کاروائی نہیں کی جائیگی۔ **4** آلِ محمد ﷺ کیلئے خمس (مالِ غنیمت کا پانچواں حصہ) جو اللہ تعالیٰ نے قرآن میں مقرر کیا، بدستور بنو عبدالمطلب کو ملے گا جیسا کہ خلفاء راشدین ؓ کے اَدوار سے ملتا آرہا ہے۔ **5** سیدنا علی ابن ابی طالب ؓ پر بنو اُمیہ کے منبروں سے ہونے والا سب وشتم کا سلسلہ ہمیشہ کیلئے ختم کر دیا جائے گا۔ وغیرہ وغیرہ۔ مگر اَفسوس اِن شرائط کی پابندی وَیسے نہ کی گئی جیسا کہ اِسکا حق تھا !!! : [الاستیعاب لابنِ عبدالبر ، الاصابۃ لابنِ حجر ، البدایۃ والنہایۃ لابنِ کثیر ، فتحُ الباری لابنِ حجر تحت الحدیث البُخاری : 7109]

50 المُصنف لابن ابی شیبۃ کی حدیث میں ہے: سیدنا عمیر بن اسحاق تابعی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ مَیں اور ایک دوسرا شخص، سیدنا حسن بن علی ؓ کی عیادت کیلئے حاضر ہوئے۔ سیدنا حسن ؓ اُس شخص سے بار بار فرماتے : '' مجھ سے (جو علمی بات پوچھنی ہے) پوچھ لو اُس وقت سے پہلے کہ تم نہ پوچھ سکو۔'' اُس شخص نے عرض کی کہ مَیں آپ ؓ سے کچھ پوچھنا نہیں چاہتا (ہم تو صرف عیادت کیلئے حاضر ہوئے ہیں)، اللہ تعالیٰ آپ ؓ کو صحت عطا فرمائے۔ پھر آپ ؓ اُٹھے اور بیت الخلاء میں داخل ہوئے، پھر واپس آئے اور فرمایا: '' اَبھی اَبھی مَیں نے اَپنے جگر کا ٹکڑا تھوکا ہے، جسے میں اِس لکڑی سے اُلٹ پلٹ رہا تھا، مجھے کئی بار زہر پلایا گیا ہے، اور اِس بار تو وہ (زہر) بہت ہی سخت تھا۔'' سیدنا عمیر بن اسحاق تابعی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ پھر اَگلے دن ہم دوبارہ صبح صبح سیدنا حسن ؓ کی عیادت کیلئے حاضر ہوئے، تو وہ (گھر سے باہر) بازار میں (کسی جگہ لیٹے ہوئے) تھے، اور اِسی دوران سیدنا حسین بن علی ؓ آئے اور آپ ؓ کے سرِ مبارک کے پاس بیٹھ گئے اور پوچھا '' اَے میرے بھائی جان ! آپ ؓ کو زہر دینے والا کون ہے؟ '' سیدنا حسن ؓ نے پوچھا: '' کیا تم اُسے قتل کرنا چاہتے ہو؟ '' (سیدنا حسین ؓ نے) عرض کیا: '' جی ہاں ! '' سیدنا حسن بن علی ؓ نے فرمایا: '' اگر میں نے مجرم کو صحیح شناخت کیا ہے، تو اللہ تعالیٰ خود سخت انتقام لینے والا ہے، اور اگر وہ بے گناہ ہے، تو مَیں نہیں چاہتا کہ کوئی بے گناہ (میری وجہ سے) مار دیا جائے۔'' [المُصنف لابن ابی شیبۃ : 37359 ، قال الشیخ غلام مصطفٰی ظہیر فی السُنۃ - 26 : اِسنادہ صحیح]

نوٹ سیدنا حسن بن علی ؓ کی شہادت اور اُس کے بعد پیدا ہونے والی بھیانک صورتحال کا بالکل صحیح صحیح اِدراک کرنے کیلئے یہاں درج ذیل اَہم ترین حدیث دوبارہ ملاحظہ فرمائیں:

51 سُنن ابی داؤد کی حدیث میں ہے: سیدنا خالد تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا مقدام بن معدیکرب ؓ اور عمرو بن اسود اور بنی اَسد کا ایک شخص، حضرت معاویہ بن ابی سفیان ؓ کے پاس وفد بن کر گئے، (اِس موقع پر ملاقات کے دوران) حضرت معاویہ ؓ نے سیدنا مقدام ؓ سے کہا: '' کیا تمہیں معلوم ہے کہ سیدنا حسن بن علی ؓ فوت ہو گئے ہیں؟ '' سیدنا مقدام ؓ نے فوراً پڑھا: انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ایک شخص (حضرت معاویہ ؓ جن کا نام اَگلے طریق میں ہے) نے سیدنا مقدام ؓ سے کہا: '' تم اِسے مصیبت سمجھتے ہو؟ '' سیدنا مقدام ؓ نے جواباً اِرشاد فرمایا: '' مَیں اِسے مصیبت کیونکر نہ سمجھوں حالانکہ مَیں نے خود دیکھا تھا کہ رسولُ اللہ ﷺ نے سیدنا حسن ؓ کو اَپنی گود مبارک میں بٹھایا ہوا تھا اور اِرشاد فرما رہے تھے: '' یہ (حسن ؓ) مجھ (محمد ﷺ) سے ہے اور حسین (ؓ) علی (ؓ) سے ہے۔'' بنو اَسد کے ایک شخص نے کہا: '' وہ (حسن ؓ) تو ایک اَنگارہ تھا

جسے اللّٰہ تعالیٰ نے بجھا دیا۔'' (نعوذ باللہ من ذالک) سیدنا مقدام رضی اللہ عنہ نے (یہ باتیں سننے کے بعد غصے میں آ کر ارشاد) فرمایا: ''مَیں اُس وقت تک یہاں سے نہیں اُٹھوں گا جب تک تجھ (حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ) کو غصہ نہ دلاؤں اور ایسی بات نہ سناؤں جو تجھے ناپسند ہو۔اَے معاویہ رضی اللہ عنہ! اگر میں سچ بیان کروں تو میری تصدیق کر دینا اور اگر جھوٹ بولوں تو میری تردید کر دینا۔'' حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ٹھیک ہے۔چنانچہ سیدنا مقدام رضی اللہ عنہ نے پوچھا: ''میں تجھے اللّٰہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ تو نے خود رسولُ اللّٰہ ﷺ کو سونا پہننے سے منع فرماتے ہوئے سنا تھا؟'' حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ''ہاں!'' پھر سیدنا مقدام رضی اللہ عنہ نے پوچھا:'' میں تجھے اللّٰہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ تو نے خود رسولُ اللّٰہ ﷺ کو ریشم پہننے سے منع فرماتے ہوئے سنا تھا؟'' حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ''ہاں!'' پھر سیدنا مقدام رضی اللہ عنہ نے پوچھا:'' میں تجھے اللّٰہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ تو نے خود رسولُ اللّٰہ ﷺ کو درندوں کی کھالوں (کے لباس) کو پہننے سے اور اُن پر (قالین کے طور پر) بیٹھنے سے روکا تھا؟'' حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ''ہاں!'' پھر سیدنا مقدام رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اللّٰہ تعالیٰ کی قسم! اَے معاویہ یہ سب (حرام اشیاء استعمال ہوتی ہوئی) مَیں نے تیرے گھر میں دیکھی ہیں۔'' یہ سن کر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ''اَے مقدام! مجھے پتہ ہے کہ میں تم سے جیت نہیں سکتا۔'' سیدنا خالد تابعی رحمہ اللّٰہ بیان کرتے ہیں کہ پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا مقدام رضی اللہ عنہ کیلئے اُن کے دونوں ساتھیوں سے بڑھ کر انعام واکرام کا حکم صادر کیا۔اور سیدنا مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ نے سارا مال اَپنے ساتھیوں میں ہی وہیں بانٹ دیا اور اَسدی نے کسی کو کچھ بھی نہ دیا۔اِس بات کی خبر جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو ہوئی تو اُنہوں نے کہا: ''سیدنا مقدام رضی اللہ عنہ تو واقعی ایک سخی شخص ہیں جنہوں نے دل کھول کر دے دیا اور جو اَسدی شخص ہے وہ اپنے مال کو اچھی طرح سے سنبھالنے والا ہے۔'' **مُسندِ اَحمد کی حدیث میں ہے:** سیدنا خالد بن معدان تابعی رحمہ اللّٰہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ اور عمرو بن اسود حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ سے ملنے آئے تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا مقدام رضی اللہ عنہ سے کہا: ''کیا تمہیں معلوم ہے کہ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے ہیں؟'' سیدنا مقدام رضی اللہ عنہ نے فوراً پڑھا: انا للہ وانا الیہ راجعون ۔اِس پر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا مقدام رضی اللہ عنہ سے کہا: ''تم اِسے (یعنی سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کی موت کو) مصیبت سمجھتے ہو؟'' (نعوذ باللہ من ذالک) سیدنا مقدام رضی اللہ عنہ نے جواباً فرمایا: ''مَیں اِسے مصیبت کیونکر نہ سمجھوں حالانکہ مَیں نے خود دیکھا تھا کہ رسولُ اللّٰہ ﷺ نے سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کو اَپنی گود مبارک میں بٹھایا ہوا تھا اور اِرشاد فرما رہے تھے: ''یہ (حسن رضی اللہ عنہ) مجھ (محمد ﷺ) سے ہے اور حسین (رضی اللہ عنہ) علی (رضی اللہ عنہ) سے ہے۔''

[سُنن ابی داؤد : 4131 ، مُسندِ احمد : 17228 (جلد - 4 ، صفحہ - 132) ، قال الشیخ الالبانی و الشیخ زبیر علیزئی : إسنادہ صحیح]

52 صحیح مُسلم کی حدیث میں ہے: سیدنا ابو رافع تابعی رحمہ اللّٰہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے مجھ سے بیان کیا کہ رسولُ اللّٰہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا: '' اللّٰہ تعالیٰ نے مجھ سے پہلے جس بھی نبی علیہ السلام کو مبعوث فرمایا تو اُن سب ہی کی اُمت میں اُنکے کچھ حواری (قریبی اور خاص ساتھی) اور اَصحاب ہوا کرتے جو اُس نبی علیہ السلام کی سنت پر چلتے اور اُسکے اَحکام کی پیروی کیا کرتے۔پھر اُن حواریوں کے بعد اَیسے نالائق لوگ اُنکے جانشین ہوتے جو زبان سے وہ کہتے جو وہ نہیں کرتے اور وہ کچھ کرتے جس کا حکم نہیں دیا گیا تھا۔(اَیسی بری صورتحال میں) جو کوئی بھی اُن (نالائق جانشینوں) سے اَپنے ہاتھوں سے جہاد کرے گا تو وہ (اللّٰہ تعالیٰ کے نزدیک) مومن ہے۔اور جو کوئی بھی اُن سے اَپنی زبان سے جہاد کرے گا تو وہ (اللّٰہ تعالیٰ کے نزدیک) مومن ہے۔اور جو کوئی بھی اُن سے اَپنے دِل سے (برا سمجھتے ہوئے) جہاد کرے گا تو وہ (بھی اللّٰہ تعالیٰ کے نزدیک) مومن ہے۔اور اس کے بعد تو رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان نہیں ہے۔سیدنا ابو رافع تابعی رحمہ اللّٰہ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے جب یہی حدیث سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے بیان کی تو اُنھوں نے اِس (کے حدیث ہونے) کا اِنکار کر دیا۔ اِتفاقاً مجھ سے ملنے کیلئے سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ وہاں تشریف لائے اور (مدینہ شریف کی ایک وادی) قناۃ میں قیام کیا، تو سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ مجھے ساتھ لے کر اُنکی عیادت کیلئے حاضر ہوئے۔جب ہم اُنکے پاس بیٹھ گئے تو مَیں نے اُسی حدیث کے متعلق سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے سوال کیا تو اُنھوں نے بالکل وہی حدیث بیان کی جو مَیں سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے بیان کر چکا تھا۔ **صحیح مُسلم کی حدیث میں ہے:** سیدنا طارق بن شہاب تابعی رحمہ اللّٰہ بیان کرتے ہیں کہ سب سے پہلے مروان بن حکم نے عید کے دِن نماز سے پہلے خطبے کی بدعت شروع کی۔(**نوٹ:** نماز کے بعد خطبہ میں بنو اُمیہ کے گورنر سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ پر منبروں سے لعنت کرواتے تھے چنانچہ لوگ خطبہ سنے بغیر ہی اَپنے گھروں کو چلے جایا کرتے۔) تو اس پر ایک شخص نے اُٹھ کر (مروان سے) کہا: ''نمازِ عید خطبے سے پہلے ہونی چاہیے (کیونکہ یہی سنت ہے)۔'' اِس پر مروان نے کہا: ''بے شک وہ (دورِ نبوی ﷺ کے) طریقے تو اَب متروک ہو چکے ہیں۔'' (نعوذ باللہ من ذالک) (اُس موقع پر) سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بے شک اُس شخص نے (وقت کے حکمران کو کلمۂ حق کے ذریعے تنبیہ کر کے) اَپنا فرض ادا کر دیا ہے۔کیونکہ میں نے رسولُ اللّٰہ ﷺ کو خود فرماتے ہوئے سنا تھا: ''تم میں سے جو کوئی ناپسندیدہ چیز دیکھے تو اُسے ہاتھ سے (بزورِ بازو) بدل ڈالے، اگر اِس کی طاقت نہ ہو تو زبان سے (منع کر دے) اور اگر اِسکی بھی استطاعت نہ رکھتا ہو تو دِل سے (بُرا جانے) اور یہ (تیسرا درجہ) سب سے کمزور ایمان کا ہے۔'' **صحیح بُخاری اور صحیح مُسلم کی حدیث میں ہے:** سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسولُ اللّٰہ ﷺ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے موقع پر عیدگاہ کی طرف تشریف لے جاتے تو سب سے پہلے نماز (عید) ادا فرماتے، پھر لوگوں کے سامنے کھڑے ہوتے جبکہ لوگ اپنی صفوں میں ہی بیٹھے ہوتے۔چنانچہ آپ ﷺ اُنہیں نصیحت فرماتے اور (نیکی کا) حکم دیتے، اور اگر کوئی لشکر تشکیل دینا ہوتا تو اُسے تشکیل دیتے اور کوئی اور خاص حکم ہوتا تو ارشاد فرماتے۔پھر آپ ﷺ واپس تشریف لے جاتے۔سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ لوگ اِسی (سنت) پر قائم تھے حتیٰ کہ ایک بار (حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا مقرر کردہ گورنر) امیر مدینہ مروان بن حکم کے ہمراہ عید الفطر یا عید الاضحیٰ (کی نماز کے لئے) نکلا اور جب ہم عیدگاہ میں پہنچے تو ناگہاں دیکھا کہ کثیر بن صلت نے وہاں ایک منبر تیار کیا ہوا تھا، اور مروان بن حکم نے نماز سے پہلے ہی اُس منبر پر (بغرض خطبہ) چڑھنا چاہا تو میں نے اُس کے لباس کو پکڑ کر کھینچا (یعنی سنت کی مخالفت سے روکنا چاہا) مگر وہ دامن چھڑا کر چڑھ گیا اور نماز سے پہلے (ہی) خطبہ دے ڈالا۔میں نے کہا: ''اللّٰہ تعالیٰ کی قسم! تم نے (سنتِ نبوی ﷺ کو) بدل ڈالا۔'' اُس (مروان بن حکم) نے کہا: '' اے ابو سعید! جس (سنت) کو تم جانتے ہو وہ رخصت ہو چکی۔''

میں نے جواباً کہا: ''اللہ تعالیٰ کی قسم! میں جس (سنت) کو جانتا ہوں وہ اِس (بدعت) سے بہتر ہے جسے میں نہیں جانتا۔'' اُس نے کہا: '' اَصل بات یہ ہے کہ لوگ نماز کے بعد ہمارے (خطبے کے) لئے بیٹھتے نہیں تھے، لہٰذا میں نے اُس (خطبے) کو نماز سے پہلے مقرر کرلیا ہے۔'' [صحیح مُسلم : 179 اور 177 ، صحیح بُخاری : 956 ، صحیح مُسلم : 2053]

53 **صحیح بُخاری کی حدیث میں ہے:** سیدنا یوسف تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ مروان بن حکم کو حضرت معاویہ بن ابی سفیان ؓ نے حجاز کیلئے اَپنا گورنر مقرر کیا تو اُس نے (مسجد نبوی ﷺ میں) خطبہ دینے کے دوران (حضرت معاویہ ؓ کی زندگی میں ہی) یزید بن معاویہ کا ذکر کرنا شروع کیا تاکہ لوگوں سے اُسکے باپ کے بعد (خلیفہ بننے کیلئے پیشگی ہی) بیعت لے سکے۔ (اُسکی تقریر سن کر) سیدنا عبدالرحمٰن بن ابی بکر ؓ نے اُس (مروان) سے کچھ کہہ دیا (سیدنا عبدالرحمٰن ؓ کے اُن کھرے کھرے جوابی اَلفاظ کا ذکر اِسی حدیث کے اَگلے طریق میں موجود ہے) مروان نے (غصہ میں) حکم دیا کہ اُنھیں گرفتار کرلیا جائے۔ چنانچہ سیدنا عبدالرحمٰن ؓ (جان بچانے کی خاطر اَپنی بہن) اُم المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر (جو مسجد نبوی ﷺ کے ساتھ ملحق تھا) میں داخل ہوگئے۔ جب وہ (حکومتی کارندے) اُنھیں نہ پکڑ سکے تو مروان بن حکم نے (غصہ میں آکر گستاخی کرتے ہوئے) کہا کہ بیشک یہ وہی شخص ہے کہ جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا: '' اور وہ شخص کہ جس نے کہا اَپنے والدین سے کہ اَفسوس ہے تمہارے حال پر، کیا تم مجھے اِس بات کی دھمکی دیتے ہو کہ مَیں (قبر سے) نکالا جاؤں گا حالانکہ مجھ سے پہلے بھی کئی قومیں گزر چکی ہیں ۔۔۔۔۔ یہ دھمکیاں تو صرف اَگلے لوگوں کی کہانیاں ہیں۔'' [اَلاحقاف : 17] (مروان کی طرف سے آلِ ابی بکر ؓ پر لگائے گئے اِس گستاخانہ اور جھوٹے اِلزام پر) اُم المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے پردے میں سے ہی جواب دیتے ہوئے اِرشاد فرمایا: '' ہم (آلِ ابی بکر ؓ) سے متعلق اللہ تعالیٰ نے کچھ بھی نازل نہیں فرمایا سوائے اُسکے جو (سورۃُ النور میں) میری برأت سے متعلق نازل ہوا تھا۔'' **سُنن النسائی الکُبریٰ اور المُستدرک لِلحاکم کی حدیث میں ہے:** سیدنا محمد بن زیاد تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت معاویہ ؓ نے اَپنے بیٹے (یزید بن معاویہ) کیلئے بیعت لی تو مروان بن حکم نے کہا: ''سیدنا ابوبکر ؓ اور سیدنا عمر ؓ کی سنت ہے (کہ اُنھوں نے اَپنے بعد خلیفہ کو نامزد کیا تھا)۔'' سیدنا عبدالرحمٰن ؓ نے جواباً فرمایا: ''یہ تو ہرقل اور قیصر (جیسے بادشاہوں) کی سنت ہے (کہ باپ کے بعد اُسکا بیٹا حکمران بنے)۔'' تو مروان نے کہا: ''بیشک یہ وہ شخص ہے کہ جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اُتاری تھی: [اَلاحقاف : 17] جب یہ بات سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا تک پہنچی تو اُنھوں نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کی قسم ! اُس (مروان) نے جھوٹ کہا، اللہ تعالیٰ نے وہ آیت ہمارے متعلق نازل نہیں فرمائی، اور اگر مَیں چاہوں تو اُسکا نام بھی بتاسکتی ہوں جسکے متعلق وہ نازل ہوئی (حقیقت تو یہ ہے کہ) بیشک میں نے خود سُنا کہ رسولُ اللہ ﷺ نے مروان اور اُسکے باپ پر لعنت کی تھی جبکہ مروان اُس وقت اَپنے باپ کی پشت میں تھا، پس مروان اللہ تعالیٰ کی طرف سے اُسی لعنت کا ایک ٹکڑا ہے۔'' [صحیح بُخاری : 4827 ، سُنن النسائی الکُبریٰ : 11491 ، المُستدرک لِلحاکم : 8483 ، قال الامام حاکم : اِسنادہ صحیح علی شرط البُخاری و مُسلم]

54 **الاوائل لابنِ ابی عاصم کی حدیث میں ہے:** سیدنا ابوذر غفاری ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسولُ اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا: ''پہلا شخص جو میری سنت کو بدل دے گا اُس کا تعلق بنواُمیہ سے ہوگا۔'' اِسی کے تحت اَپنے مجموعہ میں **محدثِ اَعظم سعودی عرب شیخ محمد ناصرالدین اَلبانی رحمہ اللہ (اَلمُتوفیٰ-1420 ھجری) لکھتے ہیں:** '' اِس حدیث میں سنت کو تبدیل کردینے سے مراد خلیفہ کے اِنتخاب کے طریقے کو بدل کر اُسے وراثت بنا دینا ہے۔'' **مُسند ابی یعلیٰ اور مَجمعُ الزوائد کی حدیث میں ہے:** سیدنا عبداللہ بن سبع تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا علی بن ابی طالب ؓ نے ہمیں خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: '' قسم ہے اُس ذات کی جس نے دانے کو پھاڑا (پھر اُس سے نباتات نکالے) اور مخلوقات کو پیدا فرمایا، ایک وقت آئے گا کہ میری داڑھی کو میرے سر کے خون سے رنگ دیا جائے گا۔'' ایک شخص کھڑا ہوا اور عرض کی: اللہ تعالیٰ کی قسم ! جو کوئی بھی اَیسی حرکت کرے گا ہم اُس کو اُسکے اہل وعیال سمیت تباہ وبرباد کردیں گے۔ سیدنا علی ؓ نے فرمایا: '' میں تمہیں اللہ تعالیٰ کا خوف دلاتا ہوں کہ اَیسی حرکت مت کرنا، میرے قتل کے بدلے میں صرف میرے قاتل کو ہی قتل کرنا۔'' اُس شخص نے عرض کی: اَے امیرالمومنین ! اَپنے بعد ہمارے لئے اَپنا کوئی خلیفہ مقرر فرمادیں۔ سیدنا علی ؓ نے فرمایا: '' نہیں بلکہ مَیں تمہیں اُسی طرح چھوڑ کر جاؤں گا جیسا کہ رسولُ اللہ ﷺ نے ہمیں (بغیر خلیفہ کے) چھوڑا تھا۔'' لوگوں نے عرض کی: اگر آپ ؓ ہمیں بغیر خلیفہ کے چھوڑے جارہے ہیں تو جب اللہ تعالیٰ سے ملاقات ہوگی تو کیا جواب دینگے؟ سیدنا علی ؓ نے فرمایا: '' مَیں عرض کروں گا کہ اَے اللہ تعالیٰ مَیں اُن میں رہا جب تک تو نے مجھے اُن میں رکھا اور جب تو نے مجھے موت دے دی تو میں نے تجھے اُن پر نگران چھوڑ دیا، اَب تیری مرضی ہے چاہے تو اُنکی اِصلاح فرما دے، اور چاہے تو اُنکو تباہ وبرباد فرمادے۔''

[الاوائل لابنِ ابی عاصم : 61 ، السلسلۃ الصحیحۃ : 1749 ، مُسند ابی یعلیٰ : 590 ، مَجمعُ الزوائد : 14782 ، قال الامام الھیثمی و الشیخ حسین سلیم : اِسنادہ صحیح]

55 **صحیح بُخاری کی حدیث میں ہے:** سیدنا جریر بن عبداللہ بجلی ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں یمن میں تھا اور وہاں میری ملاقات دو یمنی باشندوں، ذوکلاع اور ذوعمرو سے ہوئی، میں اُنہیں رسولُ اللہ ﷺ کی احادیث سنانے لگ گیا، (یہ سن کر) ذوعمر کہنے لگے ''اگر آپ کی باتیں اَپنے نبی ﷺ کے بارے میں درست ہیں تو پھر (سن لو کہ) اُن (نبی ﷺ) کی وفات کو تو تین دن گزر چکے ہیں۔'' پھر وہ میرے ساتھ ہی سفر کرتے رہے، حتیٰ کہ ہم راستے میں ہی تھے کہ ہمارے سامنے مدینہ منورہ سے آنے والا ایک قافلہ نمودار ہوا، اور ہم نے اُن سے (نبی ﷺ کے متعلق) پوچھا تو اُنہوں نے بتایا رسولُ اللہ ﷺ وفات پاگئے اور سیدنا ابوبکر ؓ کو خلیفہ بنالیا گیا ہے اور سب لوگ اَمن وامان سے ہیں۔ اُن دونوں نے کہا: '' اَپنے خلیفہ کو بتانا کہ ہم آرہے تھے (مگر اَب واپس ہورہے ہیں) اور شاید دوبارہ واپس آئیں گے اِن شاء اللہ۔ پھر وہ یمن کو لوٹ گئے۔ چنانچہ میں نے (مدینہ منورہ پہنچ کر) سیدنا ابوبکر ؓ سے اُن کا سارا قصہ بیان کیا تو اُنہوں نے فرمایا: '' تم اُنہیں (میرے پاس) لے کر کیوں نہیں آئے؟ '' پھر کچھ عرصہ بعد (ملاقات ہونے پر) ذوعمرو نے مجھ سے کہا: '' اَے جریر ! میرے دل میں تمہاری بڑی عزت ہے اور میں تمہیں ایک (خاص) بات بتلاتا ہوں کہ تم عرب اُس وقت تک خیر و اِصلاح میں رہو گے جب تک تم اَپنے حاکم کے انتقال پر دوسرا حاکم بنالو گے، مگر پھر جب (حصولِ

اِقتدار کے لئے) تلوار (استعمال) ہوگی تو (تمہارے حاکم) بادشاہ بن جائیں گے جو بادشاہوں کی طرح غضب ناک ہوا کریں گے اور بادشاہوں ہی کی طرح خوش ہوں گے۔'' (یعنی اُن کے مزاج شاہانہ اور اَطوار جابرانہ ہوں گے) **صحیح بُخاری کی حدیث میں ہے:** سیدنا عبداللہ بن عباس ﷛ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن مَیں مِنٰی میں سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف ﷛ کے گھر میں تھا اور وہ امیر المومنین سیدنا عمر بن خطاب ﷛ کے آخری حج میں اُنکے ساتھ تھے۔ سیدنا عبدالرحمٰن ﷛ لوٹ کر آئے اور مجھ سے کہنے لگے: '' کاش تم اُس شخص کو دیکھتے جو آج امیر المومنین ﷛ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ اَے امیر المومنین ﷛ ! کیا آپ ﷛ اُس فلاں شخص سے پوچھ گچھ نہیں کریں گے کہ جو یہ کہتا ہے کہ اگر سیدنا عمر ﷛ فوت ہو گئے تو مَیں فلاں شخص کی بیعت کرلوں گا کیونکہ سیدنا ابوبکر ﷛ کی بیعت بھی تو اَچانک (بغیر کسی منصوبے کے) ہوئی تھی اور کامیاب رہی تھی؟ '' اُسکی یہ خبر سُن کر سیدنا عمر ﷛ غصے میں آ گئے اور فرمایا: '' اِن شاء اللّٰہ تعالیٰ آج شام مَیں ضرور لوگوں کو خطبہ دوں گا اور اُنہیں اِن (سازشی) لوگوں سے خبردار کروں گا جو لوگوں سے معاملات (یعنی اِقتدار) چھین لینا چاہتے ہیں۔'' اس پر سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف ﷛ نے عرض کیا: '' اَے امیر المومنین ﷛ ! اَبھی اَیسا نہ کیجئے گا کیونکہ حج کے موقع پر ہر قسم کے عامّی اور بازاری لوگ بھی جمع ہوئے ہوتے ہیں اور یہی لوگ خطبے کے وقت آپ ﷛ کے قرب و جوار میں اِکٹھے ہوں گے اور مجھے خوف ہے کہ آپ ﷛ کوئی بات ایسی کہہ دیں کہ جو غلط مطلب و مفہوم کے ساتھ ہر طرف پھیل جائے اور لوگ اسے درست سیاق و سباق کے ساتھ نہ سمجھ پائیں، لہٰذا آپ ﷛ تھوڑا سا انتظار کرلیں، حتی کہ آپ ﷛ مدینہ منورہ پہنچ جائیں جو کہ ہجرت اور سنت کا گڑھ ہے، وہاں آپ ﷛ سمجھدار لوگوں اور معززین کے ساتھ مخصوص مجلس میں بات کریں تا کہ آپ ﷛ کی گفتگو کو صحیح اور موزوں مفہوم میں لیا جاسکے۔ سیدنا عمر ﷛ نے فرمایا: '' ٹھیک ہے لیکن اللّٰہ تعالیٰ کی قسم ! اِن شاء اللّٰہ تعالیٰ مَیں مدینہ منورہ پہنچتے ہی پہلا کام یہی کروں گا۔'' سیدنا عبداللہ بن عباس ﷛ بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ ذوالحجہ کے آخر میں مدینہ منورہ واپس آئے، اور جمعہ کے دن مَیں سورج ڈھلتے ہی جلدی (مسجد میں) چلا گیا۔ مَیں نے دیکھا کہ سیدنا سعید بن زید ﷛ منبر کے پاس پہلے سے تشریف فرما ہیں، مَیں بھی اُنکے قریب ہی بیٹھ گیا اور میرا گھٹنا اُنکے گھٹنے کو چھو رہا تھا۔ اَبھی زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ سیدنا عمر بن خطاب ﷛ تشریف لے آئے۔ اُنہیں آتا دیکھ کر مَیں نے سیدنا سعید ﷛ سے کہا کہ آج وہ اَیسا خطبہ دیں گے کہ خلیفہ بنائے جانے کے بعد سے آج تک ویسا خطبہ نہیں دیا ہوگا۔ سیدنا سعید ﷛ نے میری بات سے اِتفاق نہ کیا اور کہنے لگے کہ نہیں، کوئی نئی بات نہیں کہیں گے۔ سیدنا عمر ﷛ آ کر منبر پر بیٹھ گئے، اور جب مؤذن (اذان سے) فارغ ہوگیا تو آپ ﷛ نے اللّٰہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد اِرشاد فرمایا: '' آج مَیں ایسی بات کہنے والا ہوں جو اللّٰہ تعالیٰ کی طرف سے ہی سجھائی گئی ہے، شاید یہ میری زندگی کی آخری گفتگو ہو، جو شخص بھی اِسے سُن لے اور سمجھ لے تو اُسکا فرض ہے کہ جہاں تک وہ اُسے پہنچا سکے، پہنچادے، اور جو اِسے نہ سمجھ سکے، تو مَیں اُسے اجازت نہیں دیتا کہ اِسے آگے بیان کرے اور (کم فہمی کی وجہ سے) غلط بیانی کا مرتکب ہو۔۔۔۔۔۔۔۔۔ مجھے پتہ چلا ہے کہ تم میں سے کسی نے یہ کہا ہے کہ اگر سیدنا عمر ﷛ فوت ہو گئے تو ہم فلاں شخص کی بیعت کرلیں گے۔ اَے لوگو ! دیکھنا تم میں سے کسی شخص کو اِس بات سے یہ غلط فہمی نہ ہو کہ سیدنا ابوبکر ﷛ کی بیعت بھی تو اَچانک ہوئی تھی اور اِسکے باوجود منعقد ہو گئی تھی اور کامیاب ٹھہری تھی۔ خبردار ! وہ بیعت واقعی ہوئی تو اِسی طرح اَچانک تھی لیکن اللّٰہ تعالیٰ نے (محض اَپنے فضل و کرم سے خاص) اُس موقع پر شرارت اور فتنہ سے محفوظ رکھا (اور سب مسلمانوں نے اُس بیعت کو تسلیم کرلیا تھا) لیکن اَب تم میں (قیامت تک) سیدنا ابوبکر ﷛ جیسا کون ہوسکتا ہے کہ سب کے سب اُس ایک پر متفق بھی ہوجائیں (یعنی اَب اَیسا دوبارہ ہونا ممکن ہی نہیں لہٰذا اَب خلیفہ کے انتخاب کے معاملے میں مشاورت کے بغیر کوئی چارہ نہیں) اَب جس نے بھی مسلمانوں کے مشورے کے بغیر کسی بھی شخص کی (زبردستی خلافت کیلئے) بیعت منعقد کی (تو یاد رکھنا) وہ بیعت کرنے والا اور جسکی بیعت کی گئی ہوگی، (فساد کے) نتیجے میں دونوں ہی قتل کردیئے جائیں گے۔'' **مُسندِ اَحمد کی حدیث میں ہے:** سیدنا عبداللہ بن عباس ﷛ کا بیان ہے۔۔۔۔۔۔۔ امیر المومنین سیدنا عمر بن خطاب ﷛ نے اِرشاد فرمایا: '' اَب جس نے بھی مسلمانوں کے مشورے کے بغیر کسی بھی شخص کی (زبردستی خلافت کیلئے) بیعت منعقد کی (تو یاد رکھنا) نہ تو بیعت کرنے والے کی بیعت صحیح ہوگی اور نہ جس (خلیفہ) کی بیعت کی گئی اُس کی بیعت منعقد ہوگی۔'' [صحیح بُخاری : 4359 اور 6830 ، مُسندِ احمد : 391 (جلد - 1 ، صفحہ - 55) ، قال الشیخ شعیب الارنؤوط : اِسنادہ صحیح علیٰ شرط مُسلم]

56 **صحیح بُخاری کی حدیث میں ہے:** سیدنا ابوہریرہ ﷛ بیان فرماتے ہیں کہ مَیں نے رسولُ اللّٰہ ﷺ سے دو قسم کے (علوم کے) پیالے محفوظ کیے ہیں، ایک (علم شریعت) کو مَیں نے لوگوں میں نشر کردیا ہے، اور دوسرے (مستقبل میں ہونے والے فتنوں سے متعلق رسولُ اللّٰہ ﷺ کی بتائی ہوئی غیبی خبروں) کو اگر بیان کروں تو (اِن موجودہ حکمرانوں کے کرتوتوں کی اَصلیت کھلنے کے باعث اُنکی طرف سے) میری شہ رگ ہی کاٹ دی جائے گی۔'' **صحیح بُخاری کی حدیث میں ہے:** سیدنا سعید بن عمرو تابعی رحمہ اللّٰہ کا بیان ہے کہ مَیں مسجدِ نبوی شریف میں سیدنا ابوہریرہ ﷛ کے ہمراہ بیٹھا ہوا تھا، اور ہمارے ساتھ مروان (بن حکم) بھی تھا۔ سیدنا ابوہریرہ ﷛ نے فرمایا کہ مَیں نے صادق و مصدوق (رسولُ اللّٰہ ﷺ) کو فرماتے ہوئے سُنا تھا : '' میری اُمت کی ہلاکت خاندانِ قریش (میں سے بنواُمیہ) کے نوجوان لڑکوں کے ہاتھوں سے ہوگی۔'' (والعیاذ باللّٰہ تعالیٰ) یہ سُن کر مروان (خود ہی) کہنے لگا: '' اُن چھوکروں پر اللّٰہ تعالیٰ کی لعنت ہو! '' سیدنا ابوہریرہ ﷛ نے فرمایا: '' اگر مَیں چاہوں تو بنوفلاں اور بنوفلاں کہہ (کر اُن چھوکروں کے نام بھی بتا) سکتا ہوں۔'' (راویِ حدیث کہتے ہیں کہ) جب وہ لوگ شام کے حکمران بن گئے تو مَیں اَپنے دادا (یعنی سعید تابعی رحمہ اللّٰہ) کے ساتھ بنومروان کے پاس جایا کرتا تھا، تو میرے دادا جان جب اُن کم عمر لڑکوں کو دیکھتے تو فرمایا کرتے: '' عین ممکن ہے کہ یہ وہی لڑکے ہوں۔'' ہم نے اُن سے جواباً عرض کیا: '' آپ (سعید تابعی رحمہ اللّٰہ) ہی بہتر جانتے ہیں۔'' **صحیح مُسلم کی حدیث میں ہے :** سیدنا ابوہریرہ ﷛ بیان فرماتے ہیں کہ مَیں نے رسولُ اللّٰہ ﷺ سے خود سُنا تھا: '' قریش کا یہ قبیلہ (مراد بنواُمیہ، اور اِسکے ثبوت میں مقالہ کی حدیث نمبر 2 پہلے ہی گزر چکی ہے) میری اُمت کو برباد کرے گا۔'' ہم نے عرض کیا: '' اَے اللّٰہ تعالیٰ کے رسول ﷺ ! پھر آپ ﷺ ہمیں (اَیسی حالت میں) کیا حکم دیتے ہیں؟ '' آپ ﷺ نے جواباً اِرشاد فرمایا: '' کاش کہ لوگ اُن سے الگ ہی رہیں (یعنی اُن حکمرانوں کے ساتھ کسی بھی برے عمل میں ہرگز شریک نہ ہوں)۔'' [صحیح بُخاری : 120 اور 7058 ، صحیح مُسلم : 7325]

57 **مُسندِ اَحمد کی حدیث میں ہے:** سیدنا ابوہریرہ ؓ بیان فرماتے ہیں کہ مَیں نے رسول ُاللہ ﷺ سے خود سُنا تھا: ''70 کی دہائی کے آغاز (61-ہجری) اور چھوکروں کی حکمرانی سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگا کرو۔'' **دلائل النبوۃ لِلبیھقی کی حدیث میں ہے:** سیدنا ابوہریرہ ؓ مدینہ منورہ کے بازار میں چلتے ہوئے یہ دُعا مانگا کرتے:'' اَے اللہ تعالیٰ ! مجھے 60 تک باقی نہ رکھنا۔(لوگو !) تمہاری بربادی ہو، حضرت معاویہ ؓ کی کنپٹیوں کو مضبوطی سے پکڑ (کر اُنھیں روک) لو۔ اَے اللہ تعالیٰ ! مجھے چھوکروں کے دورِ اِقتدار تک باقی نہ رکھنا۔''

[مُسندِ احمد : 8302 (جلد - 2 ، صفحہ - 326) ، مشکوۃ المصابیح : 3716 ، دلائل النبوۃ لِلبیھقی : 2801 ، قال الشیخ زبیرعلیزئی فی مقالات جُز-6 : اِسنادہ صحیح]

58 **مُسندِ ابی یعلی کی حدیث میں ہے:** سیدنا ابوہریرہ ؓ بیان فرماتے ہیں کہ رسول ُاللہ ﷺ نے خواب میں دیکھا کہ گویا حَکَم کے بیٹے (مروان بن حکم اور اُسکی اولاد) آپ ﷺ کے منبر شریف پر اُچھل کر چڑھتے ہیں اور اُترتے ہیں۔ (یہ خواب دیکھنے کے بعد) آپ ﷺ سخت طیش (غصے کی حالت) میں آ گئے اور اِرشاد فرمایا : '' مَیں کیا دیکھ رہا ہوں کہ حَکَم کے بیٹے (مروان بن حکم اور اُسکی اولاد) میرے منبر پر بندروں کی طرح اُچھل کُود کر رہے ہیں !'' سیدنا ابوہریرہ ؓ کا بیان ہے: ''اِس (غیبی خبر ملنے) کے بعد وفات تک آپ ﷺ کو کبھی مطمئن اور ہنستا ہوا نہیں دیکھا گیا۔''

[مُسندِ ابی یعلٰی : 6461 ، قال الشیخ حسین سلیم اسد والشیخ ارشاد الحق الاثری و الشیخ زبیرعلیزئی فی مقالات جُز-6 : اِسنادہ صحیح]

59 **صحیح مُسلم کی حدیث میں ہے:** سیدنا عائذ بن عمرو ؓ ، عبیداللہ بن زیاد (جو یزید بن معاویہ کی طرف سے کوفہ کیلئے گورنر مقرر تھا) کے پاس آئے اور (بطورِ نصیحت) فرمایا: ''اَے بیٹا! مَیں نے رسول ُاللہ ﷺ کو خود فرماتے ہوئے سُنا ہے: ''بدترین حکمران وہ ہیں، جو ظالم ہوں، اِس لئے تم اُن میں شامل ہونے سے بچ جاوٴ۔'' یہ سُن کر وہ (عبیداللہ بن زیاد گستاخی کرتے ہوئے) بولا: ''بیٹھ جاوٴ، تم تو صحابہ ؓ میں سے محض بھوسہ (ایک گرے پڑے غیر اَہم شخص) ہو۔'' سیدنا عائذ بن عمرو ؓ نے جواباً فرمایا :''کیا صحابہ ؓ میں سے بھی کوئی شخص بھوسہ تھا ؟ بھوسہ تو اُن کے بعد میں آنے والے (تم جیسے) لوگوں میں ہے۔'' **سُنن ابی داؤد کی حدیث میں ہے:** سیدنا ابوطالوت تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے سیدنا ابوبرزہ ؓ کو (گورنرِ یزید بن معاویہ) عبیداللہ بن زیاد کے پاس آتے دیکھا جبکہ وہ دسترخوان پر تھا۔ اُس نے سیدنا ابوبرزہ ؓ کو آتے ہوئے دیکھ کر کہا: ''یہ ہے تمہارا ٹِھگنا محمدی ﷺ !'' (نعوذ باللہ من ذالک) سیدنا ابوبرزہ ؓ اُس کی (طنزیہ) بات کو سمجھ گئے اور جواباً فرمایا: '' مجھے گمان نہیں تھا کہ مَیں اَیسے لوگوں (کے دورِ حکومت) تک زندہ رہوں گا جو مجھے رسول ُاللہ ﷺ کی صحبت پر عار دلائیں گے۔'' عبیداللہ بن زیاد بولا: '' محمد ﷺ کی صحابیت تمہارے لئے باعثِ زینت ہے، عار کا سبب نہیں۔'' پھر کہنے لگا : '' مَیں نے تمہیں اِس لئے بلوایا ہے کہ تم سے حوض (کوثر) کے متعلق پوچھوں، کیا تم نے رسول ُاللہ ﷺ سے اُس کے بارے میں کچھ سنا تھا؟ '' سیدنا ابوبرزہ ؓ نے فرمایا: ''ہاں! نہ ایک بار، نہ دو بار، نہ تین بار، نہ چار بار اور نہ پانچ بار (یعنی متعدد بار سُنا) اور جو شخص اُس (حوضِ کوثر) کے وجود کا اِنکار کرے تو اللہ تعالیٰ اُسے اُس سے پینا نصیب نہ فرمائے۔'' سیدنا ابوطالوت تابعی کا بیان ہے کہ پھر سیدنا ابوبرزہ ؓ غصے کی حالت میں وہاں سے تشریف لے گئے۔''

[صحیح مُسلم : 4733 ، سُنن ابی داؤد : 4749 ، قال الشیخ الالبانی و الشیخ زبیرعلیزئی : اِسنادہ صحیح]

60 **صحیح بُخاری کی حدیث میں ہے:** سیدنا براء بن عازب ؓ بیان فرماتے ہیں کہ مَیں نے رسول ُاللہ ﷺ سے خود سُنا تھا: '' اَنصار سے صرف مومن ہی محبت کرے گا، اور اَنصار سے صرف منافق ہی بُغض رکھے گا۔ چنانچہ جس نے اَنصار سے محبت کی تو اللہ تعالیٰ اُس سے محبت فرمائے گا، اور جس نے اَنصار سے دشمنی رکھی تو اللہ تعالیٰ اُس سے دشمنی رکھے گا۔'' **صحیح بُخاری کی حدیث میں ہے:** سیدنا انس ؓ بیان فرماتے ہیں رسول ُاللہ ﷺ سرمبارک پر پٹی باندھے (مرضِ وفات میں) باہر تشریف لائے اور منبر پر جلوہ اَفروز ہوئے اور اُسکے بعد آپ ﷺ کبھی منبر پر تشریف نہ لا سکے۔ آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد اِرشاد فرمایا:'' مَیں اَنصار کے بارے میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ وہ میرے جسم و جان ہیں۔ وہ اَپنی ذمہ داریاں نبھا چکے، اَب اُنکے حقوق باقی ہیں۔ تم (میرے بعد) اُنکے نیکوکاروں کی طرف سے عذر قبول کرنا اور اُنکے خطا کاروں سے درگزر کرنا۔'' **صحیح بُخاری کی حدیث میں ہے:** سیدنا ابوہریرہ ؓ بیان فرماتے ہیں رسول ُاللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا: '' اگر ہجرت نہ ہوتی تو مَیں بھی اَنصار میں سے ایک آدمی ہوتا۔ اگر سارے لوگ ایک وادی میں چلیں اور اَنصار دوسری گھاٹی میں تو مَیں اَنصار کی گھاٹی میں چلوں گا۔ اَنصار اَستر (اَندرونی لباس) ہیں جبکہ باقی لوگ اوپر کا کپڑا ہیں۔ (اَے اَنصار !) بیشک تم لوگ میرے بعد ترجیح دیکھو گے تو تم صبر کرنا یہاں تک کہ مجھ سے حوضِ کوثر پر ملاقات کرنا۔'' **اَلمُستدرک لِلحاکم کی حدیث میں ہے:** سیدنا عبداللہ بن عباس ؓ کا بیان ہے کہ سیدنا ابوایوب اَنصاری ؓ جو رسول ُاللہ ﷺ کے میزبان بنے تھے، جب غزوہِ روم میں شریک ہوئے تو (اَمیرِ لشکر) حضرت معاویہ ؓ نے اُن سے کہا:''کیا تم قاتلینِ عثمان ؓ میں شامل نہیں؟'' اور اُنکے ساتھ بدسلوکی کا معاملہ کیا، پھر غزوہ سے واپسی پر بھی اَیسا ہی سلوک کیا اور اُنکی طرف کوئی توجہ نہ دی تو سیدنا ابوایوب اَنصاری ؓ نے حضرت معاویہ ؓ سے فرمایا: رسول ُاللہ ﷺ نے ہم (اَنصاریوں) سے پہلے ہی فرما دیا تھا کہ تم لوگ کن کن آزمائشوں میں مبتلا ہو گے! حضرت معاویہ ؓ نے کہا تو پھر رسول ُاللہ ﷺ نے تمہیں کیا حکم دیا تھا؟ سیدنا ابوایوب اَنصاری ؓ نے کہا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم صبر کرنا یہاں تک کہ مجھ سے حوضِ کوثر پر ملاقات کرنا۔'' حضرت معاویہ ؓ نے کہا تو پھر تم صبر ہی کرو۔ اِس (گستاخی) پر سیدنا ابوایوب اَنصاری ؓ غصہ میں آ گئے اور قسم کھائی کہ پوری زندگی حضرت معاویہ ؓ سے کلام نہیں کروں گا۔ جب سیدنا علی ابن ابی طالب ؓ نے سیدنا عبداللہ بن عباس ؓ کو بصرہ کا گورنر بنا کر بھیجا تو وہاں سیدنا ابوایوب اَنصاری ؓ اُن کو ملنے کیلئے آئے۔ سیدنا عبداللہ بن عباس ؓ نے فرمایا: مَیں آپ ؓ کیلئے آج وَیسے ہی گھر خالی کر دوں گا جیسے آپ ؓ نے رسول ُاللہ ﷺ کی مہمان نوازی کیلئے کیا تھا۔ پھر اُنھوں نے اَپنے گھر والوں کو وہاں سے نکل جانے کا حکم دیا اور سارا گھر ساز و سامان سمیت سیدنا ابوایوب اَنصاری ؓ کو تحفے میں دے دیا، پھر پوچھا کوئی اور حاجت؟ سیدنا ابوایوب اَنصاری ؓ نے فرمایا: مجھ پر چار ہزار درھم کا قرضہ ہے اور مجھے اَپنی زمین پر کام کرنے کیلئے آٹھ غلاموں کی ضرورت ہے۔ اِس پر سیدنا عبداللہ بن عباس ؓ نے سیدنا ابوایوب اَنصاری ؓ کو بیس ہزار درھم اور چالیس غلام تحفے میں دے دیئے۔

[صحیح بُخاری : 3783 ، 3799 اور 4330 ، المُستدرک لِلحاکم : 5935 اور 5941 ، قال الامام حاکم والامام الذھبی : اِسنادہ صحیح]

61 جامع ترمذی کی حدیث میں ہے: سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میری والدہ نے مجھ سے پوچھا کہ تم نے رسول اللہ ﷺ سے (آخری بار) کب ملاقات کی ہے؟ میں نے کہا کہ مجھے آپ ﷺ سے ملے ہوئے اِتنا (لمبا) عرصہ بیت گیا ہے۔ اِس پر میری والدہ نے مجھے سخت سُست کہا۔ میں نے (معذرت کرتے ہوئے) کہا کہ بس اَب جانے دیجئے، مَیں آپ ﷺ کے ساتھ نمازِ مغرب ادا کرتا ہوں اور آپ ﷺ سے درخواست کروں گا کہ آپ ﷺ میرے اور آپ (والدہ) کیلئے دُعائے مغفرت فرمائیں۔ چنانچہ میں آپ ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا اور نمازِ مغرب ادا کی تو آپ ﷺ (نفلی) نماز میں مشغول رہے یہاں تک کہ میں نے نمازِ عشاء بھی آپ ﷺ کے ساتھ ادا کی۔ پھر آپ ﷺ واپس (گھر کو) چلے تو میں بھی (اَندھیرے میں) آپ ﷺ کے پیچھے پیچھے چل دیا۔ آپ ﷺ نے میری (قدموں کی) آواز سُنی تو دریافت فرمایا: ''کون؟ کیا حذیفہ ہو؟'' میں نے عرض کیا: ''جی ہاں!'' آپ ﷺ نے پوچھا: ''کوئی کام ہے؟'' پھر آپ ﷺ نے (خود ہی) دُعا دی: ''اللہ تعالیٰ تیری اور تیری ماں کی بخشش فرمائے۔'' (رازدارِ رسول ﷺ سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کا مزید بیان ہے کہ) پھر آپ ﷺ نے اِرشاد فرمایا: ''آج رات ایک اَیسا فرشتہ زمین پر اُترا ہے جو پہلے کبھی نہیں آیا اور اُس نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے مجھے سلام کہا اور خوشخبری دی کہ (میری بیٹی سیدہ) فاطمہ رضی اللہ عنہا اہلِ جنت کی عورتوں کی سردار اور (میرے نواسے) حسن و حسین رضی اللہ عنہما جنّتی جوانوں کے سردار ہوں گے۔'' المُستدرک لِلحاکم کی حدیث میں ہے: سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا: ''حسن اور حسین رضی اللہ عنہما جنّتی جوانوں کے سردار ہوں گے اور اُنکے والد (سیدنا علی رضی اللہ عنہ) اُن دونوں سے بہتر (جنّتی مقام پر) ہوں گے۔'' [جامع ترمذی : 3781 ، قال الشیخ الالبانی و الشیخ زبیرعلیزئی : إسناده صحیح]

[المُستدرک لِلحاکم : 4779 ، السلسلة الصحیحة : 796 ، قال الامام حاکم والامام الذهبی والشیخ الالبانی و الشیخ زبیرعلیزئی فی فضائل الصحابة : إسناده صحیح]

62 صحیح بُخاری کی حدیث میں ہے: سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سیدنا حسن اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہما کو (اللہ تعالیٰ کی) پناہ میں دیا کرتے اور فرماتے: ''تمہارے باپ سیدنا ابراہیم علیہ السلام (اَپنے دو بیٹوں) سیدنا اِسماعیل علیہ السلام اور سیدنا اِسحاق علیہ السلام کو بھی اِنہی الفاظ کے ساتھ پناہ میں دیا کرتے تھے اور میں تم دونوں کو اللہ تعالیٰ کے کلماتِ تامہ کی پناہ میں دیتا ہوں ہر شیطان سے (بچاؤ)، اور ہر زہریلے جانور سے، اور ہر نقصان پہنچانے والی نظرِ بد سے (بچاؤ کیلئے)۔'' جامع ترمذی کی حدیث میں ہے: سیدنا اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں کسی کام سے رسول اللہ ﷺ کی خدمتِ اقدس میں رات کے وقت حاضر ہوا، تو آپ ﷺ باہر تشریف لائے اِس حال میں کہ آپ ﷺ نے اَپنی چادر میں کوئی چیز لپیٹ کر اُٹھا رکھی تھی، معلوم نہیں کیا چیز تھی۔ جب میں نے اَپنے کام کی بات آپ ﷺ سے عرض کر لی تو پوچھا: ''آپ ﷺ نے چادر میں کیا اُٹھا رکھا ہے؟'' یہ سُن کر آپ ﷺ نے چادر کھول کر دکھائی تو (اُس میں) سیدنا حسن اور سیدنا حسین علیهما السلام تھے، جنہیں آپ ﷺ نے اَپنی گود مبارک میں اُٹھایا ہوا تھا۔ (**نوٹ:** سیدنا حسن اور سیدنا حسین کے ناموں کے ساتھ علیهما السلام خود امام ترمذی رحمه الله نے لکھا ہے۔) پھر آپ ﷺ نے یوں دُعا فرمائی: ''یہ دونوں میری اولاد ہیں اور میری بیٹی کے بیٹے ہیں، اَے اللہ تعالیٰ! میں اِن دونوں (نواسوں) سے محبت رکھتا ہوں، اِس لیے تو بھی اِن دونوں سے محبت فرما اور اُس شخص سے بھی محبت فرما جو اِن دونوں سے محبت رکھے۔'' جامع ترمذی کی حدیث میں ہے: سیدنا یعلی بن مرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''حسین رضی اللہ عنہ مجھ سے ہے اور مَیں حسین رضی اللہ عنہ سے، اللہ تعالیٰ اُس شخص سے محبت فرمائے جو حسین رضی اللہ عنہ سے محبت کرے، حسین رضی اللہ عنہ میرے نواسوں میں (عظیم الشان) نواسہ ہے۔'' [صحیح بُخاری : 3371 ، جامع ترمذی : 3769 اور 3775 ، قال الشیخ الالبانی و الشیخ زبیرعلیزئی : إسناده صحیح]

63 جامع ترمذی ، سُنن ابی داؤد اور سُنن نسائی کی حدیث میں ہے: سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں خطبہ اِرشاد فرما رہے تھے کہ اَچانک سیدنا حسن اور سیدنا حسین علیهما السلام آ گئے۔ (**نوٹ:** سیدنا حسن اور سیدنا حسین کے ناموں کے ساتھ علیهما السلام خود اِمام ترمذی رحمه الله اور اِمام نسائی رحمه الله نے لکھا ہے۔) اُنھوں نے سرخ قمیصیں پہن رکھی تھیں، وہ چلتے چلتے گر پڑتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ منبر سے نیچے اُترے، اُن دونوں کو اُٹھایا اور اَپنے سامنے بٹھا لیا اور پھر فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا: ''تمہارے اَموال اور اولاد میں تمہارے لئے آزمائش ہے۔'' [اَلتغابن : 15] مَیں نے جب اِن بچوں کو چلتے اور گرتے ہو دیکھا تو مَیں صبر نہ کر سکا حتی کہ میں نے اَپنا خطبہ کاٹ کر اُنھیں اُٹھا لیا۔'' سُنن نسائی کی حدیث میں ہے: سیدنا شداد رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس نمازِ عشاء کی اِمامت کیلئے باہر تشریف لائے۔ اُس وقت آپ ﷺ نے سیدنا حسن رضی اللہ عنہ یا سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو اُٹھایا ہوا تھا۔ رسول اللہ ﷺ اِمامت کیلئے آگے بڑھے اور نواسے کو وہیں زمین پر بٹھا لیا۔ پھر تکبیر کہہ کر نماز شروع فرمائی۔ آپ ﷺ نے نماز کے دوران سجدے میں تاخیر فرما دی تو میں نے نماز ہی میں سر اُٹھا کر دیکھا کہ آپ ﷺ کے نواسے پشت مبارک پر چڑھے ہوئے ہیں اور اُس وقت آپ ﷺ سجدہ کی حالت میں ہیں۔ پھر جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں نے عرض کیا کہ آپ ﷺ نے دورانِ نماز جب سجدہ میں تاخیر فرمائی تو ہم لوگوں نے گمان کیا کہ شاید آپ ﷺ کے ساتھ کوئی حادثہ پیش آ گیا ہے یا پھر آپ ﷺ پر (حالتِ سجدہ میں) وَحی نازل ہو رہی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اَیسی کوئی بات نہیں تھی۔ دراَصل میرا بیٹا مجھ پر سوار ہوا تو مجھے یہ بُرا محسوس ہوا کہ میں سجدے سے جلدی سر اُٹھا لوں اور اُس بچے کی (کھیلنے کی) خواہش مکمل نہ ہو سکے۔'' (**نوٹ:** مُسندِ اَحمد کی حدیث میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا حسن رضی اللہ عنہ اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہ دونوں سے متعلق بالکل اَیسا ہی واقعہ بیان کیا ہے۔)

[جامع ترمذی : 3774 ، سُنن ابی داؤد : 1109 ، سُنن نسائی : 1414 اور 1142 ، قال الشیخ الالبانی و الشیخ زبیرعلیزئی : إسناده صحیح]

[مُسندِ احمد : 10669 (جلد - 2 ، صفحه - 513) ، قال الشیخ شعیب الارنؤوط : إسناده صحیح]

64 مُسندِ اَحمد کی حدیث میں ہے: سیدنا ابوعبداللہ تابعی رحمہ اللہ کے بیٹے سیدنا عبداللہ بن نجی رحمہ اللہ اَپنے والد سے بیان کرتے ہیں جو سیدنا علی بن ابی طالب ﷛ کیلئے (سفر میں) سامانِ طہارت کا بندوبست کرتے تھے کہ وہ سیدنا علی ﷛ کے ساتھ سفر میں تھے، جب آپ ﷛ صفین کو جاتے ہوئے (مقام) نینوی کے برابر پہنچے تو آپ ﷛ نے بلند آواز سے کہا: ''اَے ابوعبداللہ! (یہ سیدنا حسین بن علی ﷛ کی کنیت تھی) فرات کے کنارے صبر کرنا، اَے ابوعبداللہ! فرات کے کنارے صبر کرنا'' مَیں نے پوچھا: ''کیا (کوئی خاص) بات ہوگئی (اَے امیر المومنین!)؟'' سیدنا علی بن ابی طالب ﷛ نے فرمایا: ''ایک دن مَیں رسولُ اللّٰہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا، تو (کیا دیکھتا ہوں کہ) آپ ﷺ کی مبارک آنکھوں سے آنسو رَواں تھے، میں نے (بے چین ہوکر) عرض کیا: ''کیا آپ ﷺ کو کسی نے ناراض کیا ہے ؟ آپ ﷺ کی مبارک آنکھوں سے آنسو کیوں بہہ رہے ہیں؟ ''رسولُ اللہ ﷺ نے فرمایا: '' نہیں! بلکہ اَبھی اَبھی سیدنا جبرائیل ؑ میرے پاس سے اُٹھ کر گئے ہیں اور اُنھوں نے مجھے (اللّٰہ تعالیٰ کی طرف سے) یہ خبر دی ہے کہ بیشک حسین ﷛ کو فرات کے کنارے قتل کر دیا جائے گا۔ پھر اُنھوں نے پوچھا کہ کیا میں آپ ﷺ کو حسین ﷛ کے مقتل کی مٹی لاکر دِکھاؤں؟ مَیں نے کہا ہاں دکھاؤ ! چنانچہ اُنھوں نے مٹی کی ایک مٹھی بھر کر مجھے دکھائی، تو اِس پر مَیں اَپنے آنسو نہ روک سکا۔'' المُستدرک لِلحاکم اور السلسلة الصحيحة کی حدیث میں ہے: سیدنا جابر بن عبداللہ ﷛ بیان کرتے ہیں کہ رسولُ اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا: '' سیدُ الشہداء (یعنی شہداء کے سردار) سیدنا حمزہ بن عبدالمطلب ﷛ ہیں، اور وہ شخص (بھی سیدُ الشہداء ہے) جس نے کسی ظالم حاکم کو (نیکی کا) حکم دیا اور (برائی سے) روکا تو اُس (حاکم) نے (اِس حق گوئی کی پاداش میں) اُسے قتل کردیا۔'' (**نوٹ:** یہ صحیح حدیث مبارکہ سیدنا حسین ابن علی ﷛ کے سیدُ الشہداء ہونے پر ایک بہت ہی مضبوط دلیل ہے۔ **والحمد للّٰہ**)

[مُسندِ احمد : 648 (جلد - 1 ، صفحہ - 85) ، قال الشیخ الالبانی و الشیخ زبیرعلیزئی فی فضائل الصحابۃ : اِسنادہ صحیح]

[السلسلۃ الصحیحۃ : 822 ، المُستدرک لِلحاکم : 4884 ، السلسلۃ الصحیحۃ : 374 ، قال الامام حاکم الشیخ الالبانی : اِسنادہ صحیح]

65 مُسندِ اَحمد کی حدیث میں ہے: سیدنا عبداللہ بن عباس ﷛ بیان کرتے ہیں کہ ایک دِن میں نے دوپہر کے وقت رسولُ اللہ ﷺ کو (خواب میں) دیکھا، (اِس حال میں) کہ آپ ﷺ کے بال مبارک بکھرے ہوئے، اور آپ ﷺ پہ گرد پڑی ہوئی ہے، اور آپ ﷺ کے پاس ایک شیشی ہے، جس میں خون ہے۔ میں نے عرض کیا: '' اَے اللّٰہ تعالیٰ کے رسول ﷺ ! یہ کیا (ماجرہ) ہے ؟ '' رسولُ اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا: ''یہ حسین ﷛ اور اُس کے ساتھیوں کا خون ہے جسے میں آج صبح سے اِکٹھا کر رہا ہوں'' سیدنا عمار تابعی رحمہ اللہ کا بیان ہے: ''ہم نے وہ (خواب والا) دِن یاد رکھا، اور پھر (بعد میں) ہم نے تصدیق کر لی کہ اُسی (61 - ہجری میں 10 - محرم الحرام کے) دِن وہ (سیدنا حسین ﷛ میدان کربلا میں) قتل کیے گئے تھے۔''

[مُسندِ احمد : 2165 (جلد - 1 ، صفحہ - 242) ، قال الشیخ شعیب الارنؤوط و الشیخ زبیر علیزئی فی فضائل الصحابۃ : اِسنادہ صحیح]

66 صحیح بُخاری کی حدیث میں ہے: سیدنا ابونُعم تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن عمر ﷛ سے کسی نے مُحرِم (اِحرام باندھے ہوئے شخص) کے متعلق پوچھا، جو مکھی کو مار ڈالے (تو اُس کا کفارہ کیا ہے؟) (یہ سوال سُن کر) سیدنا عبداللہ بن عمر ﷛ نے فرمایا: ''یہ عراق کے رہنے والے مکھی کے (مارنے سے) متعلق پوچھتے ہیں، حالانکہ اِن لوگوں نے رسولُ اللّٰہ ﷺ کی بیٹی کے لختِ جگر کو قتل کر ڈالا ہے، جبکہ رسولُ اللّٰہ ﷺ فرمایا کرتے تھے: ''یہ دونوں (سیدنا حسن اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہما) دُنیا میں میرے 2 پھول ہیں۔'' مُسندِ اَحمد کی حدیث میں ہے: سیدنا شہر بن حوشب تابعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسولُ اللہ ﷺ کی زوجہ اُم المومنین سیدہ اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا کو فرماتے ہوئے سُنا، جب سیدنا حسین بن علی ﷛ کی شہادت کی خبر آئی، تو سیدہ اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا نے اہلِ عراق پر لعنت کی اور کہا: ''اُنہوں نے اُن (سیدنا حسین ﷛) کو مار ڈالا ہے، اللہ تعالیٰ اُن (عراقیوں) کو غارت کرے، پہلے اُنھیں دھوکہ دیا اور (پھر) ذلیل کیا، اللہ تعالیٰ اُن پر لعنت کرے، مَیں نے رسولُ اللہ ﷺ کو خود دیکھا کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کے پاس صبح صبح ایک ہنڈیا لےکر آئیں جس میں عصیدہ (ایک قسم کا حلوہ) تھا، جو اُنھوں نے آپ ﷺ کے لیے تیار کیا تھا، وہ ایک تھالی میں لے کر آئیں اور آپ ﷺ کے سامنے رکھ دیا۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ''تمہارا چچازاد (سیدنا علی ﷛) کہاں ہے؟'' اُنھوں نے عرض کیا: وہ گھر میں ہیں۔ آپ ﷺ نے حکم فرمایا: ''جاؤ اُسے بلا کر لاؤ اور دونوں بچوں کو بھی لانا۔'' اُم المومنین سیدہ اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ وہ (سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا) اُن دونوں (سیدنا حسن اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہما) کو ایک ایک ہاتھ سے تھامے ہوئے لے کر آئیں اور پیچھے سیدنا علی بن ابی طالب ﷛ تشریف لا رہے تھے۔ جب سب رسولُ اللّٰہ ﷺ کے پاس آ گئے تو آپ ﷺ نے اُن دونوں کو گود میں بٹھایا، سیدنا علی ﷛ آپ ﷺ کی دائیں جانب اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بائیں طرف تشریف فرما ہوئیں۔ سیدہ اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسولُ اللہ ﷺ نے میرے نیچے سے خیبری چادر کھینچ نکالی جسے ہم بطور بستر استعمال کرتے تھے۔ وہ چادر آپ ﷺ نے اُن سب پر اوڑھا دی اور بائیں دَستِ مبارک سے چادر کے دونوں کنارے پکڑے رکھے اور دائیں ہاتھ کو ربّ عزوجل کی جانب پھیرا اور دُعا فرمائی: ''اَے اللہ تعالیٰ ! یہ میرے اہلِ بیت ہیں، ان سے ناپاکی دُور فرما دے اور انہیں خوب پاک فرما دے۔'' آپ ﷺ نے 3- مرتبہ اِنھی الفاظ میں دُعا فرمائی۔ سیدہ اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: ''اَے اللّٰہ تعالیٰ کے رسول ﷺ ! کیا مَیں آپ ﷺ کے اہلِ بیت میں سے نہیں ہوں؟'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیوں نہیں! تم بھی چادر میں آ جاؤ'' سیدہ اُمِ سلمہ بیان فرماتی ہیں: '' مَیں بھی چادر میں داخل ہوگئی لیکن آپ ﷺ اَپنے چچازاد سیدنا علی ﷛ ، اَپنے نواسوں اور بیٹی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کیلئے دُعا فرما چکے تھے۔'' المُعجم الکبیر لِلطبرانی کی روایت میں ہے: سیدنا عمار تابعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سیدہ اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا نے مجھ سے فرمایا: '' مَیں نے خود جنات کو سیدنا حسین ﷛ پر نوحہ کرتے (روتے) ہوئے سُنا ہے۔''

[صحیح بُخاری : 3753 ، مُسندِ احمد : 26592 (جلد - 6 ، صفحہ - 298) ، قال الشیخ زبیرعلیزئی فی فضائل الصحابۃ : اِسنادہ صحیح]

[المُعجم الکبیر لِلطبرانی : 2867 ، قال الشیخ زبیرعلیزئی فی فضائل الصحابۃ : اِسنادہ صحیح]

67 **صحیح بُخاری کی حدیث میں ہے:** سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ سیدنا حسین بن علی علیہ السلام (**نوٹ:** سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے نام کے ساتھ علیہ السلام خود اِمام بخاری رحمہ اللہ نے لکھا ہے) کا سَر مبارک ایک تھال میں رکھ کر (کوفہ میں یزید بن معاویہ کے عراقی گورنر) عبیداللہ بن زیاد کے پاس لایا گیا تو وہ اُسے (چھڑی سے) ہلکی ضرب لگانے لگا اور اُنکے حُسن کے متعلق (گستاخانہ اَنداز میں) کچھ کہا۔(نعوذ باللہ من ذالک) اُس موقع پر سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''یہ (سیدنا حسین رضی اللہ عنہ) رسولُ اللہ ﷺ سے (شکل وصورت میں) بہت مشابہت رکھتے تھے۔'' اور اُس وقت اُنکے بال وَسمہ (بوٹی کے کالے رنگ) سے رَنگے ہوئے تھے۔ **جامع ترمذی کی حدیث میں ہے:** سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ مَیں عبیداللہ بن زیاد کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہ کا سَر مبارک لایا گیا تو اُس نے چھڑی اُنکی ناک پر ماری اور کہا کہ میں نے اِن جیسا حُسن رکھنے والا کبھی نہیں دیکھا، مَیں (سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ) نے کہا کہ سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہ تو رسولُ اللہ ﷺ سے (شکل وصورت میں) بہت مشابہت رکھتے تھے۔''

[صحیح بُخاری : 3748 ، جامع ترمذی : 3778 ، قال الشیخ الالبانی و الشیخ زبیرعلیزئی : اِسنادہ صحیح]

''قُسطنطنیہ'' والی بشارت ''یزید بن مُعاویہ'' پر چسپاں کرنا ''علمی غلطی'' ہے

اِس موضوع پر چند صحیح اَحادیث ملاحظہ فرمائیں:

I **ترجمہ صحیح حدیث:** ''میری اُمت کا پہلا لشکر جو قیصر کے شہر (قسطنطنیہ کی فتح) کیلئے جنگ کرے گا اُن کی مغفرت کر دی گئی ہے۔'' [صحیح بُخاری : حدیث نمبر 2924]

II **ترجمہ صحیح حدیث:** ''ابوعمران تابعی رحمہ اللہ کا بیان ہے: ''ہم قسطنطنیہ پر حملے کیلئے روم پہنچے اور ہمارے امیر لشکر ''عبدالرحمٰن بن خالد بن ولید رحمہ اللہ'' تھے۔ وہاں سیدنا ابوایوب اَنصاری رضی اللہ عنہ نے ہمیں ایک آیت کی تفسیر سمجھائی پھر آپ اللہ ﷻ کی راہ میں جہاد میں شریک ہوتے رہے اور بالآخر قسطنطنیہ میں دفن ہوئے۔'' [سُنن ابی داؤد : حدیث نمبر 2512]

III **ترجمہ صحیح حدیث:** ''سیدنا ابوایوب اَنصاری رضی اللہ عنہ روم میں اُس لشکر میں فوت ہوئے جس میں امیر لشکر ''یزید بن معاویہ'' تھا۔'' [صحیح بُخاری : حدیث نمبر 1186]

نوٹ قسطنطنیہ پر ایک سے زیادہ حملے ہوئے تھے اور سیدنا ابوایوب اَنصاری رضی اللہ عنہ خود اِن تمام لشکروں میں شریک رہے۔ اَب آپ رضی اللہ عنہ عبدالرحمٰن بن خالد بن ولید رحمہ اللہ والے لشکر میں تو زندہ تھے، جبکہ یزید والے لشکر میں آپ رضی اللہ عنہ (54 ہجری میں) فوت ہوئے، اِس تحقیق سے بالکل آسان سا نتیجہ نکلتا ہے: ''یزید والا لشکر قطعاً پہلا لشکر نہیں تھا، بلکہ وہ تو آخری لشکر تھا۔''

''یزید'' کے 3 سیاہ کارنامے

I جلیل القدر صحابی عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے خلاف مکہ مکرمہ پر حملہ کر کے ''بیت اللہ کے غلاف'' کو آگ لگا کر شہید کر دیا: [صحیح مُسلم : حدیث نمبر 3245]

II ''واقعہ حرہ'' میں یزیدی فوج نے ''قتل عام'' کر کے ''مدینہ منورہ'' کی حرمت کو پامال کیا، اور یوں صحیح مسلم کی اَحادیث کی رو سے اللہ ﷻ کی، فرشتوں کی اور تمام اِنسانوں کی ''لعنت'' کمائی: [صحیح بُخاری : حدیث نمبر 2604، 2959 ، 4024 اور 4906 ، صحیح مُسلم : حدیث نمبر 3339 ، 3319 ، 3323 تا 3333]

نوٹ اِمام اہل سنت سیدنا اِمام احمد بن حنبل رحمہ اللہ (اَلمُتوفی-241 ھجری) نے اَپنے شاگرد مہنا بن یحیٰ کو ''یزید بن معاویہ'' سے متعلق پوچھنے پر فرمایا: ''وہ (یزید) وہی ہے جس نے مدینے والوں کے ساتھ وہ کرتوت کئے جو اُس نے کئے۔'' اُس نے پوچھا یزید نے کیا کیا تھا؟ فرمایا:'' اُس نے مدینے کو لوٹا تھا۔'' اُس نے پوچھا کیا ہم یزید سے حدیث بیان کر سکتے ہیں؟ فرمایا:''یزید سے حدیث مت بیان کرو، اور کسی کیلئے جائز نہیں کہ وہ یزید سے ایک حدیث بھی بیان کرے۔'' اُس نے پوچھا جب یزید نے یہ سب حرکتیں کی تھیں تو کس نے اُس کا ساتھ دیا تھا؟ فرمایا: '' اہل شام نے۔'' [الرد علی المتعصب العنید المانع من ذم یزید لامام ابنُ الجوزی : صفحہ نمبر 40 ، قال الشیخ زبیر علیزئی فی الحدیث-68 : اِسنادہ صحیح]

III **ترجمہ صحیح حدیث:** جب سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کیا گیا تو آپ رضی اللہ عنہ کا سر مبارک (یزید بن معاویہ کے چہیتے گورنر) عبیداللہ بن زیاد عراقی (کوفی نجدی) کے سامنے لا کر رکھا گیا تو وہ (بدبخت) آپ رضی اللہ عنہ کے سرمبارک کو ہاتھ کی چھڑی سے کریدنے لگا۔ یہ دیکھ کر سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے (اُس خبیث کو تنبیہ کرتے ہوئے) فرمایا: '' اللہ ﷻ کی قسم! (سیدنا حسین رضی اللہ عنہ، (اَپنی شکل وصورت کے اِعتبار سے) رسولُ اللہ ﷺ کے سب سے زیادہ مشابہ تھے۔'' [صحیح بُخاری : حدیث نمبر 3748 ، جامع ترمذی : حدیث نمبر 3778]

نوٹ یزید ابن معاویہ کے دورِ ملوکیت میں اِس دِل سوز سانحہ کربلا کے بعد بھی یزید ابن معاویہ نے نہ تو اَپنے کوفی نجدی گورنر عبیداللہ ابن زیاد کو سزا دی اور نہ ہی اُسے معزول کیا، جو اِس حقیقت کا منہ بولتا اور ناقابل تردید ثبوت ہے کہ یزید ابن معاویہ خود بھی اِس جرم میں برابر کا شریک تھا، چنانچہ اِسی ضمن میں **صحیح بُخاری اور صحیح مُسلم کی حدیث میں ہے:** سیدنا علی ابن حسین ابن علی تابعی رحمہ اللہ المعروف اِمام سجاد زین العابدین (اَلمُتوفی-95 ھجری) کا اَپنا بیان ہے: ''جب میں (اَپنے والد) سیدنا حسین ابن علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد یزید ابن معاویہ کے دربار سے واپس مدینہ شریف آیا تو سیدنا مسور ابن مخرمہ صحابی رضی اللہ عنہ میرے پاس آئے اور کہا کہ آپ رحمہ اللہ کے پاس رسولُ اللہ ﷺ کی وہ تلوار (جو رسولُ اللہ ﷺ کے بعد سیدنا علی رضی اللہ عنہ پھر سیدنا حسن رضی اللہ عنہ اور پھر سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد آپ تک پہنچی) ہے، وہ تلوار مجھے عنایت فرما دیں کیونکہ مجھے ڈر ہے کہ کوئی قوم (یعنی بنو اُمیہ والے) اِس تلوار کو آپ رحمہ اللہ سے چھین نہ لیں۔ جب تک میری جان میں جان ہے اللہ تعالٰی کی قسم مَیں اِسکی حفاظت کروں گا۔۔۔'' [صحیح بُخاری : 3110 ، صحیح مُسلم : 6309]

68 **جامع ترمذی کی حدیث میں ہے:** سیدنا عمارہ بن عمیر تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ جب (مختار ثقفی کی فوج کی جانب سے جنگ کے بعد یزید بن معاویہ کے عراقی گورنر) عبیداللہ بن زیاد اور اُس کے ساتھیوں کے سَر کاٹ کر لائے گئے تو اُن سَروں کو ایک قطار میں مسجد میں (لوگوں کی عبرت کی خاطر) رکھ دیا گیا۔ مَیں بھی وہاں پہنچا تو لوگ (کسی خوفناک شے کو دیکھ کر) کہہ رہے تھے: '' وہ آیا ! وہ آیا ! '' اَچانک مَیں نے ایک سانپ دیکھا جو سَروں کے درمیان سے گزرتا ہوا عبیداللہ بن زیاد کے نتھنوں میں گُھس گیا اور تھوڑی دیر اُسکے سر میں رُکا پھر نکل کر غائب ہو گیا۔ کچھ دیر بعد پھر شور مچا: '' وہ آیا ! وہ آیا ! '' سیدنا عمارہ تابعی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ اِس طرح اُس (سانپ) نے دو یا تین بار یہ عمل دہرایا۔''

[جامع ترمذی : 3780 ، قال الامام الترمذی والشیخ الالبانی : اِسنادہ صحیح]

69 **صحیح بُخاری کی حدیث میں ہے:** سیدنا عبداللہ بن عمر ؓ بیان کرتے ہیں کہ امیر المومنین سیدنا ابوبکر صدیق ؓ نے فرمایا: ''محمد ﷺ کے قرب کو آپ ﷺ کے اہل بیت (کی محبت اور قربت) میں تلاش کرو۔'' **جامع ترمذی اور المُستدرک لِلحاکم کی حدیث میں ہے:** سیدنا عبداللہ بن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اُللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا: ''اللّٰہ تعالیٰ سے محبت رکھو کہ وہ تمہیں نعمتیں عطا فرماتا ہے، اور اللّٰہ تعالیٰ کی محبت کی وجہ سے مجھ سے محبت رکھو، اور میری محبت کی وجہ سے میرے اہلِ بیت سے محبت رکھو۔''

[صحیح بُخاری : 3751 ، جامع ترمذی : 3789 ، قال الشیخ زبیر علیزئی : اِسناده صحیح ، المُستدرک لِلحاکم : 4716 ، قال الامام حاکم و الذهبی : اِسناده صحیح]

70 **المُستدرک لِلحاکم کی حدیث میں ہے:** سیدنا ابوہریرہ ؓ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اُللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اِس حال میں کہ آپ ﷺ نے ایک کندھے پر سیدنا حسن ؓ اور دوسرے پر سیدنا حسین ؓ کو سوار کر رکھا تھا، اور باری باری دونوں کو چوم رہے تھے، اِسی حالت میں آپ ﷺ ہمارے پاس آ پہنچے تو ایک شخص نے عرض کیا: ''اَے اللّٰہ تعالیٰ کے رسول ﷺ ! کیا آپ ﷺ اِن دونوں سے محبت رکھتے ہیں ؟'' آپ ﷺ نے اِرشاد فرمایا: ''ہاں! اور جو اِن دونوں سے محبت رکھے، تو گویا کہ اُس نے مجھ سے محبت رکھی، اور جس نے اِن دونوں (سیدنا حسن ؓ اور سیدنا حسین ؓ) سے بُغض رکھا تو گویا کہ اُس نے مجھ (رسول اُللّٰہ ﷺ) سے بُغض رکھا۔'' (نعوذ باللّٰہ من ذالک)

[المُستدرک لِلحاکم : 4777 ، قال الامام حاکم والامام الذهبی و الشیخ زبیر علیزئی فی فضائل الصحابة : اِسناده صحیح]

71 **المُستدرک لِلحاکم کی حدیث میں ہے:** سیدنا ابوسعید خدری ؓ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اُللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا: ''اُس ذات کی قسم کہ جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، ہم اہلِ بیت سے جو کوئی بھی بُغض رکھے گا، اللہ تعالیٰ ضرور اُسے آگ میں داخل کرے گا۔'' **المُستدرک لِلحاکم کی حدیث میں ہے:** سیدنا عبداللہ بن عباس ؓ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اُللہ ﷺ نے فرمایا: ''اَے اولادِ عبدالمطلب ! مَیں نے تمہارے لیے اللہ تعالیٰ سے 3-دُعائیں مانگی ہیں کہ تمہیں ثابت قدم رکھے، اور تم میں سے بھٹکے ہوئے کو ہدایت بخشے، اور تم میں سے جاہلوں کو علم عطا فرمائے۔ اور میں نے اللہ تعالیٰ سے یہ دُعا بھی مانگی ہے کہ وہ تمہیں سخاوت والا بہادر اور رحم دل بنائے۔ (یاد رکھو !) اگر کوئی شخص حجرِ اَسود اور مقامِ ابراہیم کے درمیان جم کر نماز پڑھتا اور روزے رکھتا رہے، مگر (وہ شخص) محمد ﷺ کے اہل بیت سے بُغض رکھنے کی حالت میں اللّٰہ تعالیٰ سے (قیامت میں) ملاقات کرے تو ضرور آگ میں جائے گا۔''

[المُستدرک لِلحاکم : 4717 اور 4712 ، السلسلة الصحیحة : 2488 ، قال الامام حاکم و الذهبی و الالبانی و الشیخ زبیر علیزئی فی فضائل الصحابة : اِسناده صحیح]

72 **جامع ترمذی کی حدیث میں ہے:** سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اُللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا: ''6-قسم کے لوگوں پر لعنت ہے، اللّٰہ تعالیٰ اور اُس کے ہر نبی علیہ السلام نے لعنت کی ہے، (پہلا) اللہ تعالیٰ کی کتاب میں اِضافہ کرنے والا، اور (دوسرا) اللہ تعالیٰ کی تقدیر کو جھٹلانے والا، اور (تیسرا) طاقت کے بل بوتے پر مسلط ہونے والا تاکہ وہ کسی اَیسے شخص کو معزز بنائے کہ جسے اللہ تعالیٰ نے ذلیل کیا ہو، اور کسی اَیسے شخص کو ذلیل کرے کہ جسے اللہ تعالیٰ نے معزز بنایا ہو، اور (چوتھا) اللہ تعالیٰ کے حرم کی بے حُرمتی کرنے والا، اور (پانچواں) میرے اہل بیت کی بے حُرمتی کرنے والا، اور (چھٹا) میری سنت کو (حقیر سمجھ کر) ترک کر دینے والا۔'' **المُعجم الکبیر لِلطبرانی کی روایت میں ہے:** (صحیح بخاری اور صحیح مسلم کے بنیادی راوی) سیدنا ابراہیم نخعی تابعی رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے: ''اگر (بالفرض) میں قاتلانِ سیدنا حسین ؓ میں شامل ہوتا، اور (بالفرض) میری بخشش بھی ہو جاتی، اور مجھے جنت میں بھی داخلہ نصیب ہو جاتا، تو پھر بھی مجھے اِس بات سے شرم آتی کہ میں رسول اُللّٰہ ﷺ کے پاس سے گزروں اور آپ ﷺ کی نظر مجھ پر پڑ جائے (اور آپ ﷺ فرمائیں کہ تو بھی حسین ؓ کے قاتلوں میں شامل تھا)۔''

[جامع ترمذی : 2154 ، المُعجم الکبیر لِلطبرانی : 2829 ، قال الشیخ زبیر علیزئی فی مشکوة المصابیح وفی فضائل الصحابة : اِسناده صحیح]

نوٹ اہل سنت کے صحیح منہج کو جاننے کیلئے ہماری ویب سائٹ **www.AhleSunnatPak.com** پہ موجود اِسی موضوع سے متعلق **17** ویڈیو لیکچرز ضرور دیکھیں :

1 مسئلہ نمبر 48 : فکرِ حسین ؓ تحریک خلافت کی روح ہے **2** مسئلہ نمبر 55-a : علم لدنی سے متعلق رافضیوں اور صوفیاء کے عقائد کا تحقیقی جائزہ **3** مسئلہ نمبر 55-b : وَصی رسول ﷺ کون ہے؟ اور حدیث قرطاس کا تحقیقی جائزہ **4** مسئلہ نمبر 61 : حسینیت اور یزیدیت کا تحقیقی جائزہ **5** مسئلہ نمبر 65 : سیدنا عمر فاروق ؓ کے صحیح فضائل **6** مسئلہ نمبر 66-a : محرم الحرام اور واقعہ کربلا سے متعلق 5-علمی نکات **7** مسئلہ نمبر 66-b : سیدنا حسین بن علی ؓ کے صحیح فضائل **8** مسئلہ نمبر 94 : غزوہِ تبوک میں مومنین صحابہ کرام ؓ اور منافقین کے کردار کا فرق ! **9** مسئلہ نمبر 96 : عظمت صحابہ کرام ؓ اور سنی و شیعہ کے اِختلاف کا تحقیقی جائزہ **10** مسئلہ نمبر 101 : خلافت و ملوکیت، صحیح مسئلہ خروج اور فکرِ سیدنا حسین ؓ حق پرستی کی علامت ہے ! **11** مسئلہ نمبر 102 : فضائل سیدنا حسین ؓ اور یزید بن معاویہ کے کرتوتوں پہ دِفاع کا تحقیقی جائزہ **12** مسئلہ نمبر 116-a : جنگ صفین اور مشاجرات صحابہ ؓ پر ڈاکٹر اِسرار رحمہ اللہ کے بیان کا تحقیقی جائزہ **13** مسئلہ نمبر 116-b : سیدنا عثمان ؓ کی شہادت کی حقیقی وجہ کیا تھی ؟ **14** مسئلہ نمبر 116-c : کیا حضرت معاویہ ؓ کاتب وحی تھے؟ اور حفاظت قرآن کا معجزہ **15** مسئلہ نمبر 124-a ، 124-b ، 124-c اور 124-d : **اِنجینئر مُحمد علی مرزا** پر بعض فرقہ پرست علماء کی جانب سے لگائے گئے **10** جھوٹے اِلزامات کے علمی جوابات **16** مسئلہ نمبر 127-b : اِمام مہدی علیہ السلام کی پوری دُنیا پہ خلافت اور سُنی و شیعہ کا اِجماع **17** مسئلہ نمبر 157-a اور 157-b : سُنی اور شیعہ اِختلافات پہ **100** سوالات اور اُنکے جوابات

آخری نصیحت اِمام اہل سنت سیدنا اِمام محمد بن ادریس شافعی رحمہ اللہ (اَلمُتوفٰی- **204** ھجری) پر جب ناصبی اور یزیدی علماء نے آلِ محمد ﷺ سے محبت کے مقدس جرم میں رافضی (یعنی شیعہ) ہونے کا جھوٹا اِلزام لگایا تو اُنھوں نے وہ شہرہ آفاق شعر کہا جو اُن کے دِیوان میں ہے: إِنْ كَانَ رَفْضًا حُبُّ آلِ مُحَمَّدٍ ...... فَلْيَشْهَدِ الثَّقَلَانِ أَنِّيْ رَافِضِيٌّ

ترجمہ : ''اگر آلِ محمد ﷺ سے محبت رکھنے کا نام (بالفرض) رافضیت ہی ہے، تو تمام جن اور اِنسان میری اِس بات پر گواہ ہو جائیں کہ مَیں رافضی ہوں۔'' [دیوانُ الشافعی]